بے جُرم مُجرِم
مظہر کلیم ایم اے

میں اسی طرح کی حیرت کا اظہار کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں "آپ نے عمران سیریز کی کتابیں لکھی ہیں اس میں سیکرٹ سروس اور دوسری جاسوسی باتیں ہوتی ہیں —— ہم آپ سے یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ آپ کے ذہن میں یہ سب باتیں کس طرح آتی ہیں —— ؟ آخر آپ نے یہ کام خود کیا ہوگا۔ یا پھر کسی سے مشورہ لیا ہوگا۔ آپ ہمیں یہ بتائیں کہ یہ جاسوسی کام جو آپ عمران سیریز میں لکھتے ہیں آپ نے بذات خود کیا ہے ؟

اب آپ ہی بتلائیے کہ میں عبدالساجد اور عابد حسین صاحبان کو کیا جواب دوں ؟

والسّلام

مظہر کلیم ایم اے

سہ پہر کا وقت تھا۔ موسم آج قدرے خوشگوار تھا اس لئے اس نے شہر کی سیر کا پروگرام بنایا۔ کار اس نے برج پارکنگ میں چھوڑی اور خود پیدل ہی فٹ پاتھ پر چلنے لگا۔ وہ بڑے آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا چلا جا رہا تھا۔ اس کی نظریں برج سٹریٹ کی آراستہ دکانوں کے شوکیسوں سے الجھتی چلی جا رہی تھی۔ یہ بازار نوادرات کے لئے مشہور تھا۔ اس چھوٹے سے بازار میں جتنی دکانیں تھیں وہ سب دنیا کے مختلف حصوں سے حاصل کئے گئے نوادرات سے پُر تھیں۔ دکانوں کے شوکیسوں میں عجیب وغریب چیزیں سجا کر رکھی گئی تھیں۔

اسے نوادرات سے کوئی دلچسپی نہیں تھی بلکہ وہ تو دکانوں میں موجود سیلز گرلز کے جوان جسموں کو زیادہ دلچسپی سے دیکھ رہا تھا۔ اس کے فلسفے کے مطابق جوان لڑکی سے زیادہ نادر چیز دنیا میں کوئی نہیں تھی۔ چلتے چلتے وہ اچانک ٹھٹھک کر رک گیا۔ ایک دکان سے ایک انتہائی خوب صورت

لڑکی باہر نکل رہی تھی۔ لڑکی بے حد حسین تھی۔

"اوہ یہ ایک نادر چیز ملی ہے اس بازار میں"—— وہ بڑبڑایا۔

دوسرے لمحے اس نے تیزی سے سڑک کراس کی اور پھر جیسے ہی وہ لڑکی سیڑھیاں اتر کر فٹ پاتھ پر پہنچی وہ اس کے قریب پہنچ گیا۔ لڑکی اکیلی ہی تھی۔ سرخ رنگ کے شوخ اسکرٹ میں اس کا حسن ہزار زاویے سے پھوٹ رہا تھا۔ وہ اپنے ہاتھ میں ایک سیاہ رنگ کا بڑا ہینڈ بیگ اٹھائے ہوئے تھی۔

"پلیز مس——" اس نے بڑے وقار سے لڑکی کو مخاطب کیا۔

لڑکی نے ایک اچٹتی ہوئی نظر اس کے سراپے پر ڈالی اور پھر اس کے ہونٹوں کے گوشے ہلکے سے بھینچ گئے۔

"جینٹ مرسی——" اس نے گنگناتی ہوئی آواز میں اپنا نام بتلایا۔

"مجھے جان واکر کہتے ہیں مس مرسی کیا آپ چند لمحوں کی کمپنی گوارا کریں گی" جان واکر نے بڑے مہذب لہجے میں درخواست کی۔

"اوہ سوری مسٹر جان واکر میں بے حد مصروف ہوں۔"

جینٹ مرسی نے اٹھلاتے ہوئے جواب دیا۔

"پلیز مس اونلی فار فیو مینٹس"

جان واکر بھلا اتنی خوبصورت لڑکی کا اتنی آسانی سے پیچھا کیسے چھوڑ دیتا۔

"اوکے اگر آپ مجبور کرتے ہیں تو چلیں"

لڑکی شاید شروع ہی سے راضی تھی۔

"تھینکس مس مرسی چلیے سامنے والے کیفے میں چل کر بیٹھتے ہیں"

جان واکر نے ایسے لہجے میں کہا جیسے مرسی نے اس کے ساتھ جانے کا ارادہ کر کے اس کی سات پشتوں پر احسان کر دیا ہو۔

اور پھر وہ دونوں ساتھ ساتھ چلتے ہوئے سامنے والے کیفے میں داخل ہو گئے جیسے ہی وہ کیفے میں داخل ہوئے کیفے میں موجود تقریباً تمام مردوں کی نظریں جینٹ مرسی پر پروانہ وار نچھاور ہونے لگیں۔ البتہ ان کی ساتھی لڑکیوں کی کیفیت قطعی مختلف تھی۔

انہوں نے مرسی کو دیکھ کر ناگواری سے ہونٹ سکوڑ لئے۔

وہ دونوں چلتے ہوئے ایک خالی میز کے گرد بیٹھ گئے۔ لڑکی نے ہینڈ بیگ میز کے اوپر ہی رکھ دیا۔ ان دونوں کے بیٹھتے ہی ویٹرس تیزی سے ان کے قریب پہنچ گئی۔

"آرڈر پلیز——" اس نے انتہائی میٹھے لہجے میں پوچھا۔

"میرے لئے وسکی اور آپ——" واکر نے مرسی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"وسکی ہی ہمارے لئے لے آؤ——" مرسی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اور ویٹرس مؤدبانہ انداز میں سر کو خم دے کر واپس لوٹ گئی۔

"گستاخی معاف مس مرسی آپ غیر معمولی طور پر حسین ہیں"

ویٹرس کے جاتے ہی جان واکر نے اپنا جال پھیلانا شروع کر دیا۔

"واقعی——" مرسی نے بڑی ادا سے جواباً پوچھا اور جان واکر اس کی اس ادا پر ہزار جان سے قربان ہو گیا۔

"مس مرسی آپ شاید اس ملک میں نووارد ہیں"

جان واکر سے جب کوئی جواب نہ بن پڑا تو اس نے گھبراہٹ میں بات کا رخ پلٹ دیا۔

"ہاں تمہارا اندازہ صحیح ہے میں آج ہی آئی ہوں"

مرسی نے اسے تحسین آمیز نظروں سے دیکھتے ہوئے جواب دیا۔ اس کے چہرے سے محسوس ہو رہا تھا جیسے اسے واکر کے اندازے پر حیرت ہوئی ہو۔

"اگر آپ کا مقصد صرف سیر و تفریح ہے تو پھر یقین کیجئے مجھ سے اچھا ساتھی آپ کو اس پورے ملک میں نہیں ملے گا ــــ" جان واکر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو مگر یہاں سیر و تفریح کے لئے نہیں آئی" ــــ مرسی نے جواب دیا اور ایک لمحے کے لئے یوں محسوس ہوا جیسے جان واکر کی امیدوں پر اوس پڑ گئی ہو مگر فوراً ہی وہ سنبھل گیا۔

"کوئی بات نہیں مس مرسی آفر بہرحال اپنی جگہ قائم ہے ــــ" جان واکر نے ڈھیٹ بنتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو مسٹر واکر مگر آپ نے درخواست صرف چند منٹس کمپنی کی کی تھی۔ اس سے زیادہ آپ مت بڑھیں"

مس مرسی نے قدرے سخت لہجے میں جواب دیا۔

اتنے میں ویٹرس نے دو پیگ وسکی کے لاکر رکھ دیئے۔

"آپ سے ملنے کی خوشی میں ــــ" جان واکر نے جام ٹکراتے ہوئے کہا۔ اور مس مرسی ہلکی سی مسکرا دی۔

ان دونوں نے گھونٹ لئے اور پھر جام میز پر رکھ دیئے۔

"آپ کا شغل کیا ہے مسٹر واکر ــــ" مس مرسی نے خوشگوار لہجے میں پوچھا۔

"صرف عیش ــــ" جان واکر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ ــــ" مرسی نے ہنکارا بھرا اور خاموش ہو گئی۔

"مس مرسی یقین جانئے آپ سے رفاقت کے یہ چند لمحے میری زندگی کے سب سے شاندار لمحات میں شمار ہوں گے"

جان واکر نے گھونٹ پیتے ہوئے بڑے رومانٹک لہجے میں سرگوشی کی۔

"مجھے بھی آپ کی شخصیت بے حد پسند آئی ہے مسٹر واکر ــــ" مرسی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور جان واکر کے چہرے پر مسرت کا آبشار بہنے لگا۔

"تھینک یو مس مرسی آپ کے یہ چند الفاظ میرے لئے مسرت کا خزینہ ہیں"

جان واکر نے جواب دیا۔

دوسرے لمحے وہ بُری طرح چونک پڑی۔ اس کی نظریں کیفے کے گیٹ پر جم گئیں۔ جان واکر نے بھی اضطراری طور پر دروازے کی طرف دیکھا۔ ایک سمارٹ سا نوجوان کیفے کے اندر داخل ہو رہا تھا۔

مگر اس کی نظریں شاید ابھی ان لوگوں پر نہیں پڑی تھیں۔ کیونکہ یہ انتہائی بائیں کونے میں بیٹھے ہوئے تھے۔

"مسٹر واکر کیا آپ میری مدد کر سکتے ہیں ــــ" مس مرسی نے خوفزدہ انداز میں جھک کر جان واکر سے پوچھا اس کا لہجہ التجا سے بھرپور تھا۔

"اوہ آپ حکم کریں میں آپ کے لئے جان دینے میں بھی فخر محسوس کروں گا"

جان واکر اس موقع کو ہاتھ سے کیسے جانے دیتا۔

"آپ یہ بیگ لے کر فوراً کیفے سے باہر نکل جائیں اور میوزیم یا دس

کے قریب میں چند منٹ بعد آپ سے یہ لے لوں گی۔"

مس مرسی نے التجائیہ میں کہا۔

اور ساتھ ہی اس نے میز کے نیچے سے واکر کے پیر پر پیر رکھ کر دبا دیا۔

اس کا جسم جیسے ہی واکر سے مس ہوا واکر کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کی رگوں میں خون کی بجائے برقی رو دوڑ گئی ہو۔ اس نے جھپٹ کر میز پر رکھا ہوا بیگ اٹھایا اور دوسرے لمحے تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

دروازے میں سے داخل ہوا نوجوان اب کاؤنٹر کی طرف جا رہا تھا اس کی نظریں شاید ابھی تک مرسی پر نہیں پڑی تھیں۔ کیونکہ مرسی کی کرسی قدرے اندھیرے میں تھی یا شاید نوجوان جان بوجھ کر اسے نظر انداز کر رہا تھا۔

واکر جس وقت بیگ لئے اس کے قریب سے گزرا نوجوان نے اسے چونک کر دیکھا۔ اس کی نظریں بیشتر بیگ پر جم گئیں۔ مگر آندھی اور طوفان کی طرح واکر دروازے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

نوجوان ایک لمحے کے لئے رکا اور پھر وہ تیزی سے دروازے کی طرف لپکا۔ اس کے باہر جاتے ہی مرسی اٹھی اس نے جام میں پڑا ہوا آخری گھونٹ حلق میں انڈیلا اور پھر جیب سے ایک نوٹ کر جام کے نیچے دبا دیا اور خود تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی دروازے کی طرف چل دی۔

جان واکر کیفے سے نکلتے ہی تیزی سے قریب ہی موجود فون بوتھ کی دوسری سائیڈ میں دبک گیا۔

چند لمحوں بعد اس نے اس نوجوان کو پریشانی کے عالم میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے پایا۔

وہ شاید واکر کو تلاش کر رہا تھا۔

اسے اپنی طرف متوجہ نہ پا کر واکر نے تیزی سے ہاتھ اونچا کیا اور دوسرے لمحے بیگ فون بوتھ کی چھت پر پہنچ گیا۔ اس نے یہ کام اتنی تیزی اور پھرتی سے کیا تھا کہ شاید ہی کوئی آنکھ اسے چیک کر سکی ہو۔

دوسرے لمحے وہ اطمینان سے آگے بڑھ گیا۔

کیفے سے نکل کر وہ جیسے ہی فٹ پاتھ پر پہنچا اچانک اس کے پہلو میں کوئی سخت سی چیز چبھنے لگی۔ ساتھ اس کے کانوں میں سرگوشی کی آواز گونجی۔

"چلتے جاؤ خبردار اگر حرکت کی تو یہیں ڈھیر کر دوں گا۔"

واکر سمجھ گیا کہ اس کے پہلو میں چبھنے والی چیز ریوالور کی نالی کے علاوہ اور کچھ نہیں۔

"تم کیا چاہتے ہو۔"

اچانک واکر تیزی سے پلٹ گیا۔

اتنا تو وہ جانتا تھا کہ بھرے بازار میں نوجوان اس پر گولی چلاتے ہوئے ضرور جھجکے گا۔ کیونکہ اس کے پکڑے جانے کا خطرہ یقیناً سو فیصد سے بھی اوپر تھا۔

"وہ بیگ کہاں ہے ۔۔۔" نوجوان جس کا ہاتھ کوٹ کی جیب میں تھا اور واکر جانتا تھا کہ انگلی ضرور ٹریگر پر رکھی ہوئی ہو گی۔ سخت لہجے میں سوال کیا۔

"کیسا بیگ، کیا تم گھاس تو نہیں کھا گئے۔"

واکر نے بھی جواباً سخت لہجے میں جواب دیا۔

پشت کی نسبت اب آمنے سامنے وہ اپنے آپ کو زیادہ محفوظ خیال کر رہا تھا۔

"میں پوچھتا ہوں بیگ کہاں ہے جلدی بتلاؤ ورنہ یہیں ڈھیر کر دوں گا"

نوجوان کے لہجے میں انتہائی سختی نمایاں تھی۔

"ٹیکسی ـــــ" واکر نے قریب سے گزرتی ہوئی ٹیکسی کو تیزی سے آواز دی اور ٹیکسی رک گئی۔

نوجوان اس اچانک بات پر شاید تیار نہ تھا اس لئے وہ کوئی حرکت نہ کر سکا۔

"اچھا دوست بائی بائی۔ پھر کہیں ملاقات ہوئی تو تمہیں بتلاؤں گا کہ مجھے سر بازار روکنا کتنا مہنگا پڑتا ہے۔"

واکر نے ہاتھ بڑھا کر ٹیکسی کا دروازہ کھول لیا اور دوسرے لمحے وہ ٹیکسی کے اندر تھا۔

اس نے زبردست نفسیاتی ڈاج دیا تھا۔ دروازہ بند ہوتے ہی ٹیکسی ڈرائیور نے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔

اور نوجوان کھڑے کا کھڑا رہ گیا۔ یہ سب کچھ اتنا اچانک اور غیر متوقع طور پر ہوا تھا کہ وہ کچھ کرنے کا سوچ بھی نہ سکا۔

ٹیکسی کافی آگے جا چکی تھی کہ اسے ہوش آیا اور دوسرے لمحے اس نے ایک نظر ٹیکسی کی نمبر پلیٹ پر ڈالی اور پھر تیزی سے دوبارہ کیفے کی طرف پلٹ پڑا۔

یہ تو وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ واکر ٹیکسی میں بیگ نہیں لے گیا۔ اس لئے اب واکر کے پیچھے جانے کا تو فائدہ ہی نہیں تھا۔ بیگ ضرور یہیں کہیں ہو گا۔

وہ ادھر ادھر بغور دیکھتا ہوا کیفے کے دروازے پر پہنچ گیا۔ مگر اسے

یا کوئی آدمی نظر نہیں آیا جس کے پاس بیگ ہو۔

وہ حیران تھا کہ واکر نے وہ بیگ کہاں غائب کر دیا۔ اس نے اسے بیگ لے کر کیفے سے باہر نکلتے ہوئے تو دیکھا تھا۔ مگر ان چند لمحوں میں جب کہ وہ اس کی نظروں سے اوجھل رہا تھا۔ نہ جانے اس نے بیگ کا کیا کیا ہو گا۔

کیفے میں داخل ہو کر اس نے اس میز کی طرف دیکھا جدھر اس نے مرسی کو بیٹھے ہوئے دیکھا تھا مگر مرسی غائب تھی۔ یہ دوسرا شاک تھا جو اس کو پہنچا تھا۔

وہ مرسی کو اندر داخل ہوتے دیکھ چکا تھا۔ مگر اس کو چھیڑنے سے پہلے ٹیلیفون کرنا چاہتا تھا مگر نہ تو وہ ٹیلیفون کر سکا اور مرسی بھی غائب ہو گئی۔

وہ چند لمحوں تک ہال میں رکا اور پھر واپس کیفے سے باہر نکل آیا مرسی اور بیگ گدھے کے سر سے سینگ کی طرح غائب ہو چکے تھے۔

وہ کیفے سے باہر نکلا اور پھر سڑک پر جا کر کھڑا ہو گیا۔ وہ بے حد پریشان تھا۔ اچانک اسے دور مرسی نظر آ گئی۔ وہ اس کے سرخ رنگ کے اسکرٹ سے اسے پہچان گیا تھا جو دور سے نمایاں نظر آ رہا تھا۔

مرسی کو دیکھتے ہی وہ تیزی سے مرسی کی طرف بڑھا۔ مرسی کیفے سے کافی دور ایک دکان کے باہر کھڑی تھی۔

وہ تیزی سے چلتا ہوا مرسی کی طرف بڑھا۔ وہ حتی الوسع احتیاط کر رہا تھا کہ مرسی اسے نہ دیکھ سکے۔

جلد ہی وہ اس کے قریب پہنچ گیا لیکن وہ ٹھٹھک کر رک گیا۔ مرسی خالی ہاتھ تھی۔ بیگ اس کے پاس بھی نہیں تھا بلکہ اس کے چہرے پر چھائی پریشانی

ظاہر کر رہی تھی کہ وہ خود بیگ کے لئے پریشان ہے۔

"ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے مرسی نے صرف مجھ سے بچنے کے لئے بیگ اس آدمی کو پکڑا دیا تھا۔"

اس نے سائیڈ میں رکتے ہوئے سوچا۔

مرسی بڑی بے چینی سے پہلو بدل رہی تھی جوں جوں وقت گزرتا جا رہا تھا مرسی کے چہرے پر زردی پھیلتی جا رہی تھی۔

کچھ سوچ کر وہ مرسی کی طرف بڑھا۔ جیسے ہی وہ قریب پہنچا مرسی اسے دیکھ کر چونک پڑی اس کے چہرے پر چھائی ہوئی زردی کچھ اور گہری ہو گئی۔

"تم نے بیگ اس آدمی کو کیوں دے دیا تھا ——" اس نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"تم مم مگر تم کون ہو اور تمہارا کیا مطلب ہے۔"

مرسی نے ہکلاتے ہوئے پوچھا۔

"تم نے بہت بڑا رسک لیا ہے مرسی —— وہ آدمی میرے سامنے ٹیکسی میں بیٹھ کر چلا گیا اور تمہاری اطلاع کے لئے عرض ہے کہ اس کے ہاتھ میں بیگ نہیں تھا۔"

اس نے مرسی کو تبلایا۔

اور مرسی کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا ہارٹ فیل ہو گیا ہو۔

"اب تم اپنے باس کو تبلا دینا کہ اب وہ زندگی بھر اس بیگ کو نہیں ڈھونڈ سکتا۔ دراصل غلطی تمہارے باس کی تھی جس نے وہ بیگ لینے تمہیں بھیجا تم جیسی کمزور لڑکی اس قابل نہیں کہ اتنے بڑے راز کی بخوبی حفاظت کر سکے۔"

نوجوان نے سخت لہجے میں کہا اور آگے بڑھ گیا۔

"سس سنو" —— مرسی نے ہکلاتے ہوئے اسے پکارا۔

"کیا ہے ——" وہ غراتے ہوئے پلٹا۔

"کیا تم صحیح کہہ رہے ہو کہ وہ چلا گیا ہے اور بیگ اس کے پاس نہیں تھا۔"

مرسی نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مجھے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے۔ وہ کمبخت انتہائی چالاک ثابت ہوا۔ وہ مجھے بھی غچہ دینے میں کامیاب ہو گیا۔"

نوجوان نے نرم لہجے میں جواب دیا اور پھر چل پڑا۔

مرسی چند لمحے وہاں کھڑی کچھ سوچتی رہی۔ اس کا چہرہ انتہائی زرد ہو گیا تھا۔ جیسے اس کے جسم سے کسی نے تمام خون نچوڑ لیا ہو اور پھر وہ شکست خوردہ انداز میں دوبارہ کیفے کی طرف بڑھی۔ اس کی چال سے ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی مجرم پھانسی کے تختے کی طرف بڑھ رہا ہو۔

عمران کے لئے یہ لمحہ یقیناً حیرت انگیز واقع ہوا۔ کیونکہ وہ یہ بات سنتے ہی اپنی جگہ سے اچھل پڑا تھا۔

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو"

اس کی آواز حیرت کی شدت سے پھٹنے کے قریب ہو گئی تھی۔

"میں صحیح کہہ رہا ہوں عمران صاحب میں نے اسے خود وہاں دیکھا ہے اور میں اسے اچھی طرح پہچانتا ہوں۔ ایک کیس میں میری اس کی تفصیلی جھڑپ بھی ہو چکی ہے"

"مگر سوال یہ ہے کہ وہ یہاں کرنے کیا آیا ہے اور پھر اس نے اپنی آمد اتنی خفیہ کیوں رکھی ہے۔ وہ ہمارے دوست ملک کا جاسوس ہے اسے اگر کوئی ضرورت پڑ گئی ہے تو ہم سے کھلم کھلا امداد لے سکتا ہے" عمران کا لہجہ اب بھی حیرت سے بھرپور تھا۔

"اس سلسلہ میں میں کیا کہہ سکتا ہوں" میں نے اسے دیکھا تو آپ کو

مطلع کرنا اپنا فرض سمجھا"

ٹائیگر نے کاندھے اچکاتے ہوئے جواب دیا۔

"ہونہہ ——" عمران کسی گہری سوچ میں گم ہو گیا۔ ٹائیگر بھی خاموش بیٹھا رہا۔ چند لمحوں بعد وہ چونک کر ٹائیگر سے مخاطب ہوا۔

"ٹھیک ہے تم جاؤ اگر اب کہیں وہ نظر آئے تو اس کا تعاقب کرنا اور پھر مجھے اس کی رہائش گاہ کی فوراً اطلاع کرنا"

عمران نے سرد لہجے میں ٹائیگر کو حکم دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب ——" ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ ہوٹل کے آؤٹ گیٹ کی طرف بڑھا۔ دوسرے لمحے وہ تیزی سے مڑا اور پھر عمران کے کانوں میں سرگوشی کی۔

"وہ ہوٹل میں داخل ہو رہا ہے جناب"

"ٹھیک ہے تم ہوٹل کے باہر میرا انتظار کرو"

عمران نے جواب دیا اور ٹائیگر مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ہوٹل سے باہر نکل گیا۔

اس کے باہر نکلتے ہی عمران اپنی کرسی سے اٹھا۔ اس نے جیب سے ایک نوٹ نکال کر ایش ٹرے کے نیچے دبا دیا۔ اور خود مڑ کر کاؤنٹر کی طرف بڑھنے لگا جہاں وہ قد آور لحیم شحیم جسم کا مالک نوجوان کھڑا تھا اس کے چہرے کے خدوخال پکار پکار کر کہہ رہے تھے کہ وہ چینی ہے۔ عمران کو اپنی طرف دیکھ کر ایک لمحہ کے لئے چونکا اور پھر اس کی آنکھوں میں اجنبیت کے تاثرات ابھر آئے۔

عمران اس کے قریب پہنچ کر رک گیا۔

"لوگ مجھے علی عمران سلیمان والا کہتے ہیں مگر آپ جو کچھ بھی کہیں وہ بھی مجھے منظور ہے سلیمان والا کہیں یا شی چنگ والا، سب ٹھیک ہے"

عمران نے اپنا تعارف کراتے ہوئے پوری تقریر کر ڈالی۔

شی چنگ کا لفظ سن کر وہ چونک پڑا۔ اس نے بغور عمران کی آنکھوں میں دیکھا اور عمران یوں شرما گیا جیسے وہ ناکتخدا لڑکی ہو اور اس کے جسم پر نامحرم کی نظریں پڑ رہی ہوں۔

"آیئے ادھر میز پر بیٹھتے ہیں ——" نوجوان نے مسکراتے ہوئے عمران کو دعوت دی۔

"میز پر مگر جناب صاحب۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ اس ہوٹل کی انتظامیہ بے حد سخت ہے۔ آپ جیسے ہی میز پر بیٹھے انہوں نے آپ پر بداخلاقی کا لیبل لگا کر بیروں کے ہاتھوں اٹھوا کر باہر پھینکوا دینا ہے۔ ویسے میں ایک مشورہ دوں۔ آپ میز کے بجائے کرسی پر کیوں نہیں بیٹھ جاتے"

عمران کی زبان جب چل نکلی تو بھلا آسانی سے کہاں رکتی تھی۔

"میرا مطلب کرسی سے ہی تھا"

نوجوان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اب وہ ایک میز کے گرد پہنچ چکے تھے۔

"تشریف رکھیئے ——" نوجوان نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے اسے دعوت دی۔

"یعنی آپ میز کو کرسی اور کرسی کو میز کہتے ہیں"

عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اچھا اب آپ سنجیدگی سے بات کیجئے۔ آپ شی چنگ کو جانتے ہیں"

نوجوان کی آنکھوں میں سختی کے آثار نمایاں تھے۔

"ارے صاحب آپ شی چنگ کہہ رہے ہیں۔ میں تو چنگ کو بھی جانتا ہوں۔ اور اس کو بھی جانتا ہوں جو نہ ہیوں میں ہے اور نہ شیوں میں"

عمران نے خوب صورت انداز میں چوٹ کرتے ہوئے کہا۔

"آپ بے حد حاضر جواب واقع ہوئے ہیں مگر سوال کا جواب تو آپ نے ابھی تک نہیں دیا"

نوجوان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"آپ کے سوال کا جواب یہ ہے کہ اگر میں پہلے شی چنگ کو نہیں جانتا تھا تو اب تو جانتا ہوں۔ ظاہر ہے جب شی چنگ سامنے بیٹھا ہوا ہو تو پھر نہ جاننے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا"

عمران نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

نوجوان یوں اچھل پڑا جیسے اس کے پیر کو کسی کچھوے نے کاٹ لیا ہو۔

"اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ شوگران سیکرٹ سروس میں آپ کا عہدہ کیا ہے۔ اور یہ بھی جانتا ہوں کہ آپ اس ملک میں کیا کرنے آئے ہیں اور اپنے مقصد میں کہاں تک کامیاب ہوتے ہیں اور اب کیا کرنے والے ہیں"

عمران نے مضحکہ خیز لہجے میں نجومیوں کی طرح پیشین گوئیاں کرنی شروع کر دیں۔

دوسرے لمحے نوجوان نے اچانک جیب سے ایک چھوٹا سا ریوالور نکال لیا۔ ظاہر ہے اس کا رخ عمران کی طرف تھا۔

"میں بھی یہی کہنے والا تھا کہ آپ اب ریوالور نکال لیں گے"

عمران کے چہرے پر حماقت چھما چھم برس رہی تھی۔

"یہ ریوالور شور نہیں مچاتا —— خاموشی سے اٹھ کر آگے چلو۔ خبردار

ایسی کسی حرکت کی تو ——"

نوجوان نے انتہائی سخت لہجے میں سرگوشی کی۔ اس کی آنکھوں میں بے پناہ سختی سی جھلک رہی تھی۔

"جناب کم از کم ویٹر کو بلا کر چائے کا آرڈر تو دے دیجئے۔ پھر چلے چلتے ہیں۔ ایسی بھی کیا جلدی ہے۔ ہوٹل والے بھی کیا سوچیں گے کہ کن کنجوسوں سے پالا پڑا ہے۔"

عمران نے بڑے اطمینان سے کہا۔

"نہیں تم اٹھو اور ہوٹل سے باہر چلو میں دوسری بات نہیں سننا چاہتا"

نوجوان کے لہجے میں مزید سختی آگئی۔

"بہتر تمہاری مرضی ——" عمران اطمینان سے اٹھ کھڑا ہوا اور پھر وہ بڑے وقار سے چلتا ہوا ہوٹل کے آؤٹ گیٹ کی طرف چل پڑا۔ نوجوان جس نے ریوالور جیب میں ڈال لیا تھا اس کے پیچھے چل رہا تھا۔

ہوٹل سے باہر نکل کر عمران رک گیا۔ اسے قریب ہی ایک ستون کی آڑ میں ٹائیگر کھڑا نظر آگیا تھا۔ اس نے ٹائیگر کو دیکھ کر یوں سر جھٹکا جیسے کسی ذہنی بوجھ سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتا ہو۔

"سامنے والی سیاہ کار میں بیٹھ جاؤ"

نوجوان نے ایک کار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے عمران سے کہا۔ چند لمحوں بعد وہ اس سیاہ کار میں بیٹھا ہوا تھا۔ ڈرائیور سیٹ پر وہ نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ اور اس کے ساتھ عمران تھا۔

"یار کار تو کافی مہنگی مار رکھی ہے۔ شوگران سیکرٹ سروس تو بڑی امیر معلوم ہوتی ہے۔ یہاں تو ایک پھٹیچر سی سائیکل بھی یار لوگوں کو دیتے ہوئے سیکرٹ سروس کا دم نکلتا ہے"

عمران نے استہزائیہ لہجے میں کہا۔

"تم یہاں کی سیکرٹ سروس کے رکن ہو"

نوجوان نے کار چلاتے ہوئے عمران سے سوال کیا۔ لہجے میں پہلے کی نسبت قدرے اطمینان تھا۔ ویسے کار میں بیٹھتے ہی ریوالور جیب میں ڈال لیا تھا۔

"ارے میں سیکرٹ سروس کو بھلا کیا سمجھتا ہوں۔ میں جب چاہوں سیکرٹ سروس چھوڑ کر صدر مملکت کو بھی اپنا رکن بنا لوں"

عمران نے لاپرواہی سے جواب دیا۔

"کس کا رکن ——" شی چنگ نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے پوچھا۔

"اپنا" یعنی اے ہیومنٹی الیوسی ایشن کا —— عمران نے لفظ اپنا کی تشریح کر دی۔

ہونہہ تم میرا مذاق اڑا رہے ہو۔

شی چنگ نے کار ایک کوٹھی کے گیٹ میں موڑتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

"مذاق اڑانا بھی ایک کام ہے اور ہیومنٹی الیوسی ایشن کا صدر ہو کر کام کیسے کر سکتا ہوں۔ تو لہذا آپ کا یہ ریمارک قطعی غلط اور بے جا ہے"

عمران نے اسی لاپرواہانہ لہجے میں جواب دیا۔

پورچ میں کار روک کر شی چنگ باہر نکل آیا۔ اس نے ایک بار پھر ریوالور نکال لیا۔ اور عمران جو بڑے اطمینان سے بیٹھا ہوا تھا اسے گھورتا ہوا دیکھ کر تیزی سے باہر نکل آیا۔

"میرا خیال ہے تم صرف ریوالور کی زبان سمجھتے ہو"
شی چنگ نے قدرے مسکراتے ہوئے اسے اندر چلنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔
"مسٹر شی چنگ آپ کو غلط فہمی ہے۔ میں صرف عورتوں کی زبان سمجھتا ہوں"
عمران نے اندر جاتے ہوئے مڑ کر شی چنگ سے کہا۔
شی چنگ اسے ایک کمرے میں لے آیا اور پھر اس نے اسے ایک کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔
عمران بڑے اطمینان سے کرسی پہ بیٹھ گیا۔ شی چنگ مقابل والی کرسی پر خود بیٹھ گیا۔
"ہاں مسٹر اب مجھے بتاؤ کہ تم مجھے کیسے جانتے ہو اور سنو اب تک میں نے تمہارے ساتھ اس لئے نرم برتاؤ کیا ہے کہ میں تمہاری شخصیت کے متعلق صحیح اندازہ نہیں لگا سکا کہ تم دراصل کیا ہو۔ یاد رکھو اب اگر تم نے میرے سامنے بننے کی کوشش کی تو میں بات کرنے سے پہلے گولی چلا دونگا"
شی چنگ کا لہجہ کافی حد تک تلخ ہو گیا تھا۔
"میں تو پہلے سے بنا ہوا ہوں مزید کیا بنوں گا اور پھر جناب میں انسان ہوں کوئی سیمنٹ کا بلاک نہیں کہ سانچے میں بننا شروع ہو گیا"
عمران نے لفظ بننے کو پکڑ لیا۔
"تم باز نہیں آؤ گے"
شی چنگ کا پیمانہ صبر اب لبریز ہو چکا تھا۔ دوسرے لمحے اس نے ریوالور کو ایک طرف اچھالا اور چیتے کی طرح عمران پر چھلانگ لگا دی۔

عمران جسامت کے لحاظ سے شی چنگ کے مقابلے میں آدھا بھی نہیں تھا۔ اس لئے شی چنگ نے ریوالور کو تکلیف دینے کی بجائے اپنے جسم کو ہی تکلیف دینا کافی سمجھا۔
"ارے ـــــ ارے ـــــ یہ تمہیں کیا ہو گیا"
عمران بجلی کی طرح مڑ کر ایک طرف ہو گیا اور شی چنگ جو غصے کی زیادتی کی بنا پر عمران پر یوں جھپٹا تھا جیسے اسے بازوؤں میں بھینچ کر اس کی ہڈیاں سرمہ بنا دے گا۔ منہ کے بل کرسی سے ٹکراتا ہوا فرش پر جا گرا۔
"چچ چچ کہیں چوٹ تو نہیں لگ گئی"
عمران نے جو ایک طرف کھڑا پلکیں جھپکا رہا تھا بڑی ہمدردی سے سوال کیا۔
اور شی چنگ سانپ کی طرح لہرا کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کا چہرہ غصے کی زیادتی سے سیاہ پڑ چکا تھا۔
"اب میں تمہیں یقیناً جان سے مار دوں گا"
شی چنگ نے پھنکارتے ہوئے کہا اور پھر اس کے ہاتھ جوڈو کے ماہر کی طرح آگے پھیل گئے۔
"مسٹر شی چنگ غصے کو قابو میں رکھو اور اطمینان سے بیٹھ کر میری بات سنو میں تمہارا دوست ہوں دشمن نہیں"
عمران نے اسے باقاعدہ طور پہ آمادہ دیکھا تو انتہائی سنجیدگی سے کہا۔
مگر شی چنگ کے سر پہ چوٹ نے غصے کا بھوت چڑھا دیا تھا۔ اس لئے اس نے عمران کی بات پر کوئی توجہ نہ دی۔ اور اچھل کر عمران پہ حملہ کر دیا۔
عمران نے سوائے تیزی سے اچھل کر پہلو بچانے کے اور کوئی حرکت نہ کی

اور شی چنگ اپنے بازو کے زور پر لہرا کر رہ گیا۔

"اب بھی موقع ہے شی چنگ میری بات مان لو۔"

عمران نے اس دفعہ انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

مگر شی چنگ جو دو بار چوٹ کھا چکا تھا وہ بھلا عمران کی بات کہاں سنتا تھا۔ اس نے انتہائی تیزی سے عمران پر تیسری بار حملہ کر دیا۔ ہاں البتہ اتنا فرق ضرور پڑا کہ اس بار اس کے حملے کا انداز انتہائی جچا تلا تھا۔ شاید وہ پہلے دو حملوں میں عمران کی پھرتی کا اندازہ لگا چکا تھا۔ حملہ اتنا تیز اور جارحانہ تھا کہ عمران نے پہلو بچانا غیر ضروری سمجھتے ہوئے اس کے ایک بازو کو انتہائی پھرتی سے اپنے بازو پر روکا اور ایک زوردار لفٹ ہک شی چنگ کے جبڑے پر جڑ دیا۔ ہاتھ خاصی زوردار پڑا تھا کیونکہ شی لڑکھڑاتا ہوا دیوار کے ساتھ جا لگا تھا۔

اس کے منہ سے خون نکلنے لگا اور دائیں جبڑے کی کھال پھٹ گئی۔

"اب بھی عقل نہیں آئی۔ نہ جانے کس گدھے نے تمہیں سیکرٹ سروس کا ممبر بنا دیا ہے۔"

عمران نے بڑے اطمینان سے کہا۔

اور شی چنگ عمران کے اس اطمینان پر مزید بھڑک گیا۔ دوسرے لمحے اس نے انتہائی تیزی سے عمران پر حملہ کیا مگر عمران پہ آنے کی بجائے وہ اپنے جسم کو بل دیتا ہوا عمران کے بائیں ہاتھ پر پڑے ہوئے ریوالور پہ جا گرا۔

عمران اطمینان سے اپنی جگہ پر کھڑا رہا۔ وہ چاہتا تو بڑی آسانی سے پہلے ہی ریوالور اٹھا لیتا مگر اس نے کوئی دھیان نہیں دیا۔

شی چنگ ریوالور پر قبضہ کر کے تیزی سے اٹھا۔ اب اس کے خون آلود

ہونٹوں پر زہر آلود مسکراہٹ رینگ رہی تھی۔

"اب تمہیں دنیا کی کوئی طاقت نہیں بچا سکتی۔"

اس نے ریوالور کا رخ عمران کی طرف کرتے ہوئے شعلہ بار لہجے میں کہا۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو مسٹر شی چنگ کیونکہ تم اس ملک میں پہلی بار آئے ہو اور تم مجھے نہیں جانتے۔"

عمران نے اب بھی بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"ہونہہ ——" شی چنگ نے ہنکارا بھرا اور ٹریگر دبا دیا۔ عمران جس کی نظریں ریوالور کی نال پر جمی ہوئی تھیں۔ بندر کی طرح چھلانگ لگا کر ایک طرف ہٹ گیا اور گولی سامنے دیوار سے ٹکرا کر فرش پر جا گری۔

پھر تو شی چنگ کے سر پر خون سوار ہو گیا۔ اس نے تیزی سے فائر پر فائر کرنے شروع کر دیئے۔ مگر عمران تو برق بنا ہوا تھا۔ کوئی بھی گولی اس کے جسم کو چھو نہ سکی۔

اور جب شی چنگ کے ٹریگر دبانے پر ریوالور سے گولی کی بجائے ٹک ٹک کی آواز نکلی تو اس نے جھنجھلاہٹ کی شدت میں ریوالور عمران پر کھینچ مارا۔

عمران نے مسکراتے ہوئے ریوالور دبوچ لیا۔

"اب تسلی ہوئی مسٹر شی چنگ یا مزید کچھ حوصلہ باقی ہے۔"

عمران نے مسکراتے ہوئے اسے مخاطب کیا۔

"تم انسان نہیں ہو ورنہ آج تک میرا نشانہ کبھی خطا نہیں ہوا۔"

شی چنگ نے شکست خوردہ لہجے میں جواب دیا۔ اس کی آنکھیں بجھ سی گئی تھیں۔ وہ یقیناً اپنی شکست تسلیم کر چکا تھا۔

"اب اطمینان سے صوفے پر بیٹھ جاؤ اور میری بات سنو۔"

عمران نے اسے بچے کی طرح پچکارتے ہوئے کہا۔
اور شی چنگ شکست خوردہ انداز میں چلتا ہوا صوفے پر بیٹھ گیا۔
"ہاں اب مجھے بتاؤ کہ تم اس ملک میں کیسے آئے"
عمران نے بھی سامنے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔
"ہم ۔ مگر تم تو کہہ رہے تھے کہ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ میں اس ملک میں کیوں آیا ہوں"
شی چنگ نے چونکتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"مسٹر شی چنگ تم شاید ابھی نئے نئے سیکرٹ سروس میں آئے ہو۔ مجھ پر کوئی الہام تو نہیں اترتا کہ میں سب کچھ ایک لمحے میں جان لوں"
عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
"مگر تم میرا نام اور سیکرٹ سروس میں ہونا کیسے جانتے ہو"
شی چنگ نے جواباً سوال کیا۔
"اس بات کو چھوڑو میرا کام ہی ایسا ہے کہ میں پوری دنیا کی سیکرٹ سروسز کے ممبران کے نام حلیئے وغیرہ اچھی طرح جانتا ہوں"
عمران نے پراسرار لہجے میں جواب دیا۔
"مگر میں تمہیں کیوں بتاؤں کہ میرا مشن کیا ہے"
شی چنگ نے سخت لہجے میں جواب دیا۔ وہ اب کافی حد تک سنبھل چکا تھا۔
"یہ تم نے پہلی بار کام کی بات کی ہے۔ یقیناً تمہیں نہیں بتانا چاہیئے تھا۔ مگر تم ہمارے دوست ملک سے تعلق رکھتے ہو۔ اس لئے تمہیں یہاں آکر ہمارے ملک کی سیکرٹ سروس کا تعاون حاصل کرنا چاہیئے تھا"

عمران نے جواب دیا۔
"وہ جب میں مناسب سمجھوں گا کر لوں گا آپ مجھے مشورہ دینے والے کون ہیں"
شی چنگ دوبارہ بھتھے سے اکھڑنے لگا۔
"کیا تمہارے چیف نے تمہیں ایسا کرنے کی ہدایت کی ہے"
عمران نے اس بات کو نظرانداز کرتے ہوئے سوال کیا۔
"میں اس سوال کا جواب نہیں دے سکتا"
شی چنگ ہوشیار ہو چکا تھا۔
"تو ٹھیک ہے میں چلتا ہوں جب تم مناسب سمجھنا ایسا کر لینا۔ مگر میری ایک بات یاد رکھو جب پانی سر سے گزر چکا ہو گا تب تمہارا ایسا کرنا بھی تمہیں یا تمہارے ملک کو فائدہ نہیں پہنچا سکے گا"
عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔
"بیٹھو بیٹھو مجھے بتاؤ کہ تم کون ہو جب کہ تمہارے قول کے مطابق تمہارا سیکرٹ سروس سے کوئی تعلق نہیں پھر تم خواہ مخواہ اس مسئلے میں کیوں الجھ رہے ہو"
شی چنگ نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔
"جب تم میری بات نہیں مان رہے تو مجھے باؤلے کتے نے تو نہیں کاٹا کہ میں تمہارے سوال کا جواب دوں" ویسے اتنا بتا دوں کہ میرا نام علی عمران ہے۔
عمران نے روٹھنے والے انداز میں جواب دیا۔
اور شی چنگ عمران کے اس روٹھنے پر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"اچھا دوست تم بیٹھو جیسا تم کہو گے ویسا ہی کر دوں گا۔ مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے تمہاری بات نہ مان کر میں بہت بھاری غلطی کروں گا۔"

"نہیں اب مجھے اجازت دو اور جتنی جلدی ہو سکے میرے مشورے پر عمل کرنا ورنہ ....."

عمران نے سنجیدگی سے کہا اور پھر فقرہ مکمل کئے بغیر وہ تیزی سے چلتا ہُوا باہر نکلتا چلا گیا۔

شی چنگ وہیں بیٹھا اسے جاتے ہوئے دیکھتا رہ گیا۔

عمران جب کوٹھی سے باہر نکلا تو اس نے سر پر ہاتھ پھیر کر مخصوص اشارہ کیا۔ دوسرے لمحے ایک درخت کی اوٹ سے ٹائیگر باہر نکل آیا۔

جیسے ہی ٹائیگر عمران کے قریب پہنچا۔ عمران نے سرگوشی کے سے انداز میں اسے کہا۔

"میں شی چنگ کی تمام نقل و حرکت کی رپورٹ چاہتا ہوں ——"

اور خود آگے بڑھتا چلا گیا۔

ٹائیگر بھی لاتعلق کے سے انداز میں اسے کراس کرتا ہُوا گزرتا چلا گیا، جیسے عمران اس کے لئے قطعی اجنبی رہا ہو۔

سیاہ کار جیسے ہی ہوٹل کے کمپاؤنڈ سے باہر نکلی، قریب ہی موجود ٹیکسی سٹینڈ پر سے ایک سبز رنگ کی ٹیوٹا ٹیکسی بھی اس کے پیچھے حرکت میں آگئی۔ سیاہ کار تیزی سے شہر کی مصروف ترین سڑکوں پر سے گزرتی جا رہی تھی۔ سیاہ کار میں دو آدمی موجود تھے جنہوں نے گہرے سیاہ رنگ کے سوٹ پہن رکھے تھے۔ اس کے بالکل پیچھے سبز ٹیوٹا ٹیکسی میں صرف ایک نوجوان ڈرائیور تھا، ویسے اس نے میٹر ڈاؤن کر رکھا تھا۔ وہ خاموشی سے سیاہ کار کے پیچھے چلتا جا رہا تھا بعض سڑکوں پر اس نے جان بوجھ کر اپنی ٹیکسی سیاہ کار اور دیگر کاروں کے بعد میں رکھی اور بعض اوقات وہ سیدھی سڑک پر سیاہ کار کو کراس کرتا ہوا آگے بھی نکل جاتا تھا۔ اس سے صاف ظاہر تھا کہ ٹیکسی میں موجود نوجوان تعاقب کے فن میں پوری طرح ماہر تھا۔

آدھی رات گزر چکی تھی مگر شہر کی رونقیں اپنے پورے عروج پر

تھیں اور سڑکوں پر ٹریفک کا اژدہام تھا۔ دکانوں سے ہٹیتی ساتن بورڈوں اور نیون ساتن لائٹس کی تیز روشنی سے پورا ماحول منوّر تھا۔ جلد ہی سیاہ کار شہر کی روشن سڑکوں کو چھوڑ کر مضافات کی طرف جانے والی سڑک پر مڑ گئی۔ یہاں ٹریفک نہ ہونے کے برابر تھا اس لئے سبز ٹیوٹا ٹیکسی نے کافی فاصلہ دے کر اس کا تعاقب کرنا شروع کر دیا۔ کافی دور جا کر سڑک دو اونچے پہاڑوں کے درمیان گھرتی چلی گئی اور پھر ایک موڑ مڑتے ہی سیاہ کار کی بیک لائٹس بھی غائب ہو گئیں۔

ٹیکسی ڈرائیور نے ایکسیلیٹر دبا کر سپیڈ بڑھا دی اور پھر وہ جیسے ہی موڑ مڑا۔ اچانک اس نے پوری قوت سے بریک دبا دیئے۔ کیونکہ سڑک کے عین درمیان ایک کافی بڑی چٹان پڑی ہوئی تھی اس کی دونوں سائیڈوں سے اتنا راستہ نہیں تھا کہ وہ اپنی کار نکال سکے۔ سیاہ کار غائب ہو چکی تھی۔

نوجوان نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے انجن بند کیا اور پھر دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ اس کا ایک ہاتھ کوٹ کی جیب میں موجود ریوالور کے دستے پر تھا اور نظریں اِدھر اُدھر بھٹکتی ہوئی دوبارہ اس چٹان پر جم گئیں۔ دونوں طرف اُونچے اُونچے پہاڑ تھے اور بائیں طرف سے ابھی تک چھوٹے چھوٹے پتھر گر رہے تھے۔

"ہوں تو اس کا مطلب ہے چٹان خود گری ہے گرائی نہیں گئی"

نوجوان نے دل ہی دل میں سوچا اور پھر اس نے آگے بڑھ کر چٹان کو ایک طرف دھکیلنے کی کوشش کی مگر چٹان بہت بھاری تھی۔ پوری قوت استعمال کرنے کے باوجود وہ چٹان کو اس کی جگہ سے ایک انچ بھی نہ کھسکا سکا۔

"کیا مصیبت ہے" اس نے تنگ آ کر چٹان کو ایک ٹھوکر ماری اور پھر واپس اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے چابی گھما کر کار کا انجن جگایا اور پھر اسے واپس موڑنے کی کوششوں میں لگ گیا۔ اتنی تنگ سی سڑک پر کار واپس موڑنا بھی ایک مسئلہ بن گیا تھا۔ تقریباً دس منٹ کی جان توڑ کوششوں کے بعد وہ کار بیک کرنے میں ... کامیاب ہو گیا۔ کار کا رخ سیدھا ہوتے ہی اس نے گیئر بدل کر ایکسیلیٹر دبا دیا اور کار کمان سے نکلے ہوئے تیر کی طرح آگے کی طرف لپکی مگر نزدیک موڑ مڑتے ہی اسے ایک بار پھر پوری قوت سے بریکیں لگانی پڑیں۔ کیونکہ سامنے کے تنگ موڑ سے ایک ہیوی گاڑی اچانک اس کے سامنے آ گئی تھی۔ دونوں گاڑیاں آمنے سامنے رک گئیں۔ نوجوان نے مایوسی سے سر ہلاتے ہوئے کار کا انجن ایک بار پھر بند کر دیا۔ کیونکہ سامنے سے آنے والی گاڑی اتنی ہیوی تھی کہ اس کا اس تنگ سڑک پر مڑنا تقریباً ناممکن ہی تھا۔

ہیوی لینڈ اور سے دو آدمی نیچے اتر کر اس نوجوان کی طرف بڑھے نوجوان بھی ان کو اپنی طرف آتا دیکھ کر کار سے نیچے اتر آیا۔

"کیا بات ہے آپ دوسری بائی روڈ سے کیوں نہیں آتے۔ آپ کو معلوم نہیں کہ یہ سڑک صرف یکطرفہ ٹریفک کے لئے استعمال ہوتی ہے" ان میں سے ایک نے جو جسمانی لحاظ سے خاصا لحیم شحیم تھا اور اس کی وردی بتلا رہی تھی کہ وہ پیشہ ور ڈرائیور ہے۔ انتہائی سخت لہجے میں سوال کیا۔ کیونکہ آنے والے وقت میں جو مشکل پیدا ہوئی تھی اس کا احساس اسے بھی ہو گیا تھا۔

"آپ ٹھیک کہتے ہیں جناب میں دراصل جا ہی رہا تھا مگر آگے

موڑ کے بعد ایک کافی بڑی چٹان نے سڑک بند کر دی ہے۔ مجبوراً میں کار موڑ کر واپس آرہا تھا۔ اب بتلایئے اس میں میرا کیا قصور ہے"
نوجوان جس نے گہرے رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا، بڑی حلیمی سے جواب دیا۔
"اوہ پھر تو بڑی مشکل ہوگئی"
ڈرائیور کے لہجے سے پریشانی صاف عیاں تھی۔
"جی ہاں ——" نوجوان نے یوں مطمئن انداز میں جواب دیا جیسے وہ ساری رات یہیں بیٹھنے کا ارادہ کرکے کار سے نکلا ہو۔
"کیا وہ اتنی بڑی چٹان ہے کہ ہم تین آدمی مل کر بھی اسے نہیں کھسکا سکیں گے"
ڈرائیور کے ساتھ کھڑے ہوئے منحنی سے آدمی نے پوچھا۔
"نوجوان ایک لمحہ بغور اسے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے مسکراہٹ بھرے لہجے میں جواب دیا۔ یہ تو مجھے معلوم نہیں کہ آپ کے جسم میں کتنی طاقت ہے۔ البتہ میں نے تو پورا زور لگا دیا تھا مگر وہ چٹان اپنی جگہ سے ایک انچ بھی نہیں کھسکی"
"خیر ایک انچ تو کوئی بات نہیں میرا دعویٰ ہے کہ چاہے پہاڑ ہی کیوں نہ ہو۔ ڈیڑھ انچ کے قریب تو میں اکیلا اسے ہٹا لوں گا"
منحنی سے آدمی نے جواباً مسکراتے ہوئے کہا اور وہ دونوں اس کی بات پر زور سے ہنس پڑے۔
"چلو چل کر کوشش تو کریں ورنہ اور تو کوئی صورت نہیں سوائے اس کے کہ یہاں ساری رات کھڑے رہیں"

ڈرائیور نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔
"چلیئے صاحب ——" نوجوان بھی شاید کچھ پُرامید تھا اس لئے وہ بھی ان کے ساتھ چل پڑا۔
تینوں تیزی سے چلتے ہوئے اس چٹان کی طرف بڑھے۔ ڈرائیور نے جیب سے چھوٹی سی ٹارچ نکالی اور پھر اس کی روشنی میں وہ آگے بڑھتے چلے گئے۔ تھوڑی دور جا کر وہ تینوں چٹان کے قریب پہنچ گئے۔
"کافی بڑی چٹان ہے ——" ڈرائیور نے چٹان کو دیکھ کر قدرے مایوسی سے کہا۔
"ہونہہ بہرحال کوشش تو کرنی چاہیئے"
منحنی سے آدمی نے ہمت کرتے ہوئے کہا۔
اور پھر وہ تینوں اس چٹان کو ایک طرف دھکیلنے کی کوشش میں مصروف ہو گئے۔ کافی دیر تک وہ اس چٹان سے زور آزمائی کرتے رہے مگر چٹان ان تینوں کے بس سے باہر تھی۔ تھوڑی ہی دیر بعد ڈرائیور اور وہ منحنی سا آدمی دونوں ہانپنے لگے۔ البتہ نوجوان کا سانس ٹھیک تھا شاید ورزش کا عادی معلوم ہوتا تھا۔
"اچھا صاحب آپ کار کے پاس چل کر ٹھہریں۔ یہاں قریب ہی ایک کالونی ہے میں وہاں سے مدد لے کر آتا ہوں"
ڈرائیور نے نوجوان سے کہا۔
اور نوجوان نے سر ہلا دیا۔
ڈرائیور اور وہ دوسرا منحنی آدمی چٹان کی سائیڈ سے ہوتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔

"ذرا جلدی آنا کہیں میں ساری رات بیٹھا تمہارا انتظار نہ کرتا رہوں۔"

نوجوان نے انہیں آواز دیتے ہوئے تاکید کی۔

"اچھا صاحب ——" ڈرائیور نے جواب دیا اور پھر وہ آگے چلتے ہوئے اندھیرے میں گم ہو گئے۔ نوجوان واپس مڑا۔ اور دوبارہ اپنی کار کی طرف بڑھنے لگا۔

گہرا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ مگر چونکہ کار کی چھوٹی لائٹس روشن تھیں اس لئے اسے اطمینان تھا۔ جب موڑ مڑ کر وہ آگے بڑھا تو اس نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اندھیرے میں دیکھا مگر کہیں روشنی کی ایک کرن بھی موجود نہیں تھی۔ اس نے اضطراری طور پر دو تین بار آنکھیں ملیں مگر وہ گہرا اندھیرا بدستور ماحول پر مسلط تھا۔

"اچانک اسے کسی بات کا احساس ہوا اور اچھل کر آگے کی طرف بھاگ۔ اور پھر جب وہ اندازاً اس جگہ پہنچا جہاں کار اور لینڈ اوور موجود تھیں تو وہ یوں رک گیا جیسے دونوں طرف کے پہاڑ اس کے سر پر آ گرے ہوں۔

نہ تو وہاں کار موجود تھی اور نہ ہی لینڈ اوور۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے کار کہاں غائب ہو گئی اور وہ لینڈ اوور —— وہ اگر واپس بھی گیا ہے تو کیسے وہ تو اس تنگ سڑک پر نہیں مڑ سکتا تھا۔"

نوجوان بوکھلا کر سوچنے لگا۔

ایک اس کے ذہن میں ایک جھماکا سا ہوا اور جیسے اس کے

—ہ سے آدھا خون نچڑ گیا ہو۔ وہ اسی طرح ڈھیر ہو کر سڑک پر بیٹھ گیا۔

"گہری چوٹ ہو گئی یہ سب کچھ ایک باقاعدہ سازش تھی۔"

اس کے ذہن نے سوچا اور اب اسے یاد آ گیا۔

تھوڑی دور پیچھے ایک کٹ آتا ہے۔ لینڈ اوور وہاں بیک گیر میں آسانی جا سکتا ہے اور وہاں سے مڑ کر واپس بھی۔

"مگر میری کار لے جانے کی کیا ضرورت تھی۔"

وہ بوکھلا کر سوچنے لگا لیکن اس کی سمجھ میں کچھ نہ آیا۔ کار میں اس ی دانست کے مطابق ایسی کوئی چیز موجود نہیں تھی۔ جس کی بنا پر وہ تنی بڑی سازش کرتے۔ کافی دیر تک سوچنے کے باوجود کوئی بات اس ی سمجھ میں نہ آئی۔ اس لئے مجبوراً وہ پیدل ہی آگے بڑھنے لگا۔

تھوڑی دور چل کر اسے وہ جگہ نظر آ گئی جہاں اس کے خیال کے مطابق لینڈ اوور بیک کیا گیا ہو گا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اب باس کو کیا جواب دے گا۔ اپنے باس کے متعلق وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ وہ کتنا سخت آدمی ہے ابھی وہ یہ سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک ایک ہلکی سی بھنبھناہٹ ی آواز اس کے کانوں میں گونجنے لگی۔ وہ چونک پڑا۔ دوسرے لمحے اس نے بڑی پھرتی سے جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکال کر اس کے کونے میں لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔ بھنبھناہٹ کی آواز جو اس ٹرانسمیٹر سے خارج ہو رہی تھی، بند ہو گئی۔ اب اس کی جگہ ہلکی ہلکی زوں زوں کی آواز نکلنے لگی۔ پھر چند لمحوں بعد ایک بھاری مردانہ آواز سنائی دی۔

"ہیلو نمبر تھری آپریشن اسمگلنگ باس کالنگ —— اوور"

"یس نمبر تھری آپریشن پاتھ آموننگ سپیکنگ دس اینڈ ـــــ اوور۔"

نوجوان نے قدرے گھبراہٹ آمیز لہجے میں جواب دیا۔

"رپورٹ نمبر تھری ـــــ اوور۔"

باس کی بھاری بھرکم آواز اس کے کانوں میں گونجی۔

"باس ـــــ آئی ایم ویری ساری باس میں ایک گہری سازش کا شکار ہو گیا ہوں۔"

اور پھر اس نے تعاقب اور کار کے غائب ہونے کی پوری تفصیل سنا دی۔

"ہونہہ تمہیں کس نے حکم دیا نمبر تھری کہ جیمپن پارٹی کا تعاقب کرو تمہیں تو بڑ فلائی کی نگرانی کے لئے احکامات دیئے گئے تھے اوور۔"

باس کا لہجہ بے حد سخت ہو گیا تھا۔

اور نوجوان کو باس کی بات سن کر یوں لگا جیسے اسے کسی نے پکڑ کر سینکڑوں فٹ گہرے اندھیرے غار میں دھکیل دیا ہو۔

"یس سر آپ نے تو پیغام بھیجا تھا کہ بڑ فلائی کی بجائے جیمپن پارٹی کا تعاقب کروں اوور۔"

نوجوان نے تھر تھر کانپتے ہوئے جواب دیا۔

"کیسا پیغام تمہیں کس طرح پیغام ملا تھا اوور۔"

باس نے ادھر سے چونکتے ہوئے جواب دیا۔

"سر ایک رقعہ تھا جس کے نیچے باس لکھا ہوا تھا اوور۔"

نمبر تھری نے جواب دیا۔

"تو اس کا مطلب ہے تمہیں نہ ہی کوڈ کی پرواہ رہی اور نہ ہی ٹرانسمیٹر کی۔ تم مجھ سے ٹرانسمیٹر پر کنٹکٹ کر سکتے تھے اوور۔"

باس کی گرجدار آواز سنائی دی۔

"یس سر غلطی ہو گئی اوور۔"

نمبر تھری کے جسم پر خوف سے لرزہ طاری ہو گیا۔

"تمہیں علم نہیں کہ تھری ون تمہاری اس چھوٹی سی غلطی نے کتنا بڑا نقصان پہنچایا ہے۔ کار میں خفیہ طور پر سکس زیرو سکس کے کاغذات چھپائے گئے تھے جو کہ بڑ فلائی کے ہاتھ پہنچانے تھے مگر اب اوور۔"

باس غصے سے گرجتا ہوا بولا۔

"یس سر مجھے کاغذات کا قطعی علم نہیں تھا اوور۔"

نمبر تھری سکس زیرو سکس کا نام سن کر مزید گھبرا گیا۔

"تمہیں ہر بات کا علم کیسے ہو سکتا ہے نمبر تھری بہرحال اب میں دیکھوں گا کہ جیمپن پارٹی کے قبضے سے وہ کاغذات کیسے نکل سکتے ہیں۔ تم ایسا کرو کہ اپنے ٹرانسمیٹر کے دائیں کونے پر موجود ہک کھینچ لو تاکہ تم سے فوری کنٹکٹ ہو سکے اور میرے آئندہ آرڈر کے لئے تیار رہو۔ میں چاہتا ہوں کہ اب تم ہی جیمپن پارٹی کے قبضے سے وہ کاغذات نکالو تب ہی تمہاری جان بچ سکتی ہے ـــــ اوور اینڈ آل۔"

باس نے قدرے نرم لہجے میں کہا۔

اور نمبر تھری نے جان بچنے پر اطمینان کا ایک طویل سانس لیا۔ چنانچہ اطمینان ہوتے ہی اس نے لاکٹ نما ٹرانسمیٹر کے دائیں کونے پر موجود ہک

کی تلاش شروع کردی۔ آخر اس کی انگلیاں اس ہک سے ٹکرا
ہی گئیں۔ یہ ایک چھوٹا سا ہک تھا جو اس سے پہلے اس کی نظروں
پر نہیں چڑھا تھا۔

اس نے پھرتی سے وہ ہک کھینچا اور پھر لائٹر کو جیب میں ڈال
کر آگے بڑھنے لگا۔ ابھی وہ دس قدم ہی آگے گیا تھا کہ ایک
ہولناک دھماکہ ہوا اور نوجوان کا جسم لاتعداد ٹکڑوں میں تقسیم ہو
کر فضا میں بکھر گیا۔

ڈوں کہیں ایک ہلکا سا دھماکہ ہوا اور وہ اس کی آواز سنتے ہی
اچھل پڑا۔ اس نے سگریٹ منہ سے نکال کر ایش ٹرے میں رگڑ دیا۔ اور
خود تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بالکونی سے واپس کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

کمرے کی درمیانی میز پر رکھے ہوئے ٹیلیفون کو اس نے اپنی طرف
گھسیٹا اور پھر رسیور اٹھا کر اس کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔
جلد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

"ڈی ایلون سپیکنگ مادام"

اس نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"یس ۔۔۔ کیا پوزیشن ہے"

دوسری طرف سے ایک مترنم نسوانی آواز سنائی دی۔

"مادام ابھی ابھی میں نے پوائنٹ زیرو کی طرف سے دھماکے
کی آواز سنی ہے۔ میرا خیال ہے ہمارا مشن کامیاب ہو چکا ہے"

ڈی الیون نے مسرت سے بھرپور لہجے میں جواب دیا۔

"ابھی صرف خیال ہے جب تک تمہیں یقین نہ ہوجائے تم دوسرا قدم نہ اٹھانا یہ بے حد ضروری ہے۔"

مادام نے قدرے سخت لہجے میں اسے تنبیہہ کی۔

"کیا بات ہے مادام کیا حالات خراب ہوگئے ہیں؟"

ڈی الیون نے تشویش زدہ لہجے میں سوال کیا۔

"ہاں حالات نہ صرف خراب ہوگئے ہیں بلکہ بے حد خراب ہو گئے ہیں۔ جسمین پارٹی اور بلیک سرکل پارٹیاں میدان میں اتر آئی ہیں اور درپردہ بے حد پیچیدہ نقل وحرکت شروع ہوگئی ہے۔"

مادام نے جواب دیا۔

"اوکے مادام میں خیال رکھوں گا کہ کوئی غلط حرکت نہ ہو۔"

ڈی الیون نے جواب دیا۔

"اوکے ــــــ"، مادام نے جواب دیا اور پھر اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہوگیا۔

ڈی الیون نے رسیور کریڈل پر رکھا اور پھر اٹھ کر دوبارہ کمرے سے باہر نکل آیا۔ بالکونی میں آکر اس نے قریب رکھی ہوئی میز پر سے دوربین اٹھائی اور اسے آنکھوں سے لگا لیا۔

یہ مکان ایک اونچے ٹیلے پر واقع تھا۔ اس لئے یہاں سے کافی دور دور تک دیکھا جاسکتا تھا۔ پھر دوربین کے لینز بھی کافی طاقتور تھے۔ ڈی الیون کی نظریں کافی دور ایک چھوٹے سے فارم ہاؤس کے کمپاؤنڈ پر جمی ہوئی تھیں۔

کمپاؤنڈ میں ایک ہیلی کاپٹر صاف نظر آرہا تھا۔ ہیلی کاپٹر پر موجود نشانات سے صاف ظاہر تھا کہ یہ ہیلی کاپٹر کسی کی ذاتی ملکیت ہے۔ ہیلی کاپٹر کے قریب ہی ایک نوجوان ہاتھ میں شٹین گن لئے کھڑا تھا۔ اس کے چہرے پر سیاہ رنگ کا نقاب چڑھا ہوا تھا۔ اس کا رخ فارم ہاؤس کی عمارت کی طرف تھا۔ فارم ہاؤس سے تقریباً سو گز دور ایک گھنے درخت پر موجود ایک اور نوجوان بھی اس کی نظروں میں تھا۔ اس نوجوان نے اپنے آپ کو درخت کے پتوں میں اچھی طرح چھپایا ہوا تھا لیکن ڈی الیون کی دوربین برابر اس کی نقل وحرکت کا جائزہ لے رہی تھی۔

چند لمحوں بعد فارم ہاؤس کی عمارت سے تین افراد نکل کر ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھتے نظر آئے۔ ان میں سے ایک طویل القامت مگر دبلا پتلا تھا اس کے ہاتھ میں سیاہ رنگ کا ہیوی بیگ تھا۔

ہیلی کاپٹر کے قریب موجود شٹین گن بردار نوجوان نے انہیں قریب آتے دیکھ کر پھرتی سے ہیلی کاپٹر کا دروازہ کھول دیا۔

اور پھر وہ تینوں ہیلی کاپٹر میں داخل ہوگئے۔

وہ نوجوان ہٹ کر ایک طرف کھڑا ہوگیا۔ ہیلی کاپٹر کا پنکھا گھومنے لگا اور جب وہ پوری رفتار سے گردش کرنے لگا تو اچانک درخت پر بیٹھے ہوئے نوجوان کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ایک چھوٹے سے ریوالور سے شعلہ نکلا اور ایک طرف کھڑا شٹین گن بردار نوجوان چیخ مار کر فرش پر آرہا۔

اسی لمحے ہیلی کاپٹر زمین سے بلند ہوگیا اور جب وہ تقریباً درخت

جتنی بلندی پر پہنچا تو درخت پر بیٹھے نوجوان نے اس ریوالور سے ہیلی کاپٹر پر فائرنگ شروع کر دی۔ اس کے ریوالور سے نارنجی رنگ کے شعلے بلند ہوئے اور دوسرے لمحے ایک زوردار دھماکہ ہوا۔ ہیلی کاپٹر فضا میں ہی پھٹ چکا تھا۔

"وہ مارا ——— گڈ لوائے ——— ویری گڈ"

ڈی الیون ہیلی کاپٹر کے پھٹتے ہی خوشی سے اچھل پڑا۔

ہیلی کاپٹر کے جلتے ہوئے ٹکڑے زمین پر گرے اور دوسرے لمحے نوجوان درخت سے نیچے اتر کر ہیلی کاپٹر کے ملبے کی طرف دوڑا۔ ہیلی کاپٹر کا ڈھانچہ ابھی تک جل رہا تھا۔ نوجوان دیوانہ وار آگ کی دیوار میں گھستا چلا گیا جیسے وہ پاگل ہو چکا ہو۔

ڈی الیون کے چہرے پر سخت تشویش کے آثار نظر آنے لگے۔ وہ شدید بے چینی کے عالم میں پاؤں پٹخنے لگا۔ دوسرے لمحے اس کا چہرہ دوبارہ کھل اٹھا۔

وہ نوجوان ہاتھ میں بیگ پکڑے تیزی سے آگ کی دیوار سے باہر نکلا۔ اس کے چست کپڑوں نے کہیں کہیں سے آگ پکڑ لی تھی۔ باہر نکلتے ہی اس نے زمین پر پلٹیاں کھانی شروع کر دیں۔ جلد ہی آگ بجھ گئی۔ منہ اور سر پر اس نے سرخ رنگ کا کپڑا باندھ رکھا تھا جو اس نے اٹھتے ہی اتار پھینکا تھا۔ اب وہ بالکل ٹھیک ٹھاک تھا۔ اس نے بیگ کو ہاتھوں سے صاف کیا اور تیزی سے نزدیکی کھیت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ڈی الیون کے چہرے پر مسرت کا آبشار بہنے لگا۔ اس کا انگ

انگ مسرت سے پھڑک رہا تھا۔ اس کی پارٹی نے میدان مار لیا تھا اور بیگ چیمپین پارٹی کے ہاتھ سے نکل گیا تھا مگر دوسرے لمحے وہ بُری طرح اُچھل پڑا۔

نوجوان کے کھیت کے قریب پہنچتے ہی اچانک کھیتوں میں سے چار نقاب پوش باہر نکلے انہوں نے ہاتھوں میں سٹین گنیں سنبھال رکھی تھیں اس سے پہلے کہ نوجوان جیب میں ہاتھ ڈال کر ریوالور نکالتا۔ چاروں نے اس پر سٹین گنوں کے فائر کھول دیئے۔ نوجوان کا جسم سٹین گنوں کی گولیوں پر رقص کرنے لگا۔ دوسرے لمحے اس کا بے جان جسم زمین پر آ گرا۔ ایک سٹین گن بردار نے تیزی سے آگے بڑھ کر نوجوان کے ہاتھ سے بیگ گھسیٹ لیا۔

ڈی الیون نے غصے سے دُور بین بالکونی کے فرش پر پٹخی اور پھر بھاگتا ہُوا بالکونی کے آخر میں موجود سیڑھیوں پر چڑھنے لگا۔ جلد ہی وہ مکان کی چھت پر پہنچ گیا۔

چھت پر ایک تیز رفتار سنگل سیٹ ہیلی کاپٹر موجود تھا۔ ڈی الیون بجلی کی سی تیزی سے ہیلی کاپٹر میں سوار ہُوا اور دوسرے لمحے وہ چھوٹا سا ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہو گیا۔ اس کی رفتار انتہائی تیز ہوتی چلی گئی۔ اس کا رُخ فارم ہاؤس کی طرف ہی تھا۔

واکر نے اگلے موڑ پر مڑتے ہی ٹیکسی ڈرائیور کو رکنے کے لئے
کہا اور ٹیکسی ڈرائیور نے حیرت بھری نظروں سے واکر کی طرف دیکھتے
ہوئے سائیڈ پر ٹیکسی روک لی۔ واکر تیزی سے ٹیکسی سے نیچے اترا اس نے
جیب سے ایک چھوٹا سا نوٹ نکال کر ٹیکسی ڈرائیور کی طرف اچھالا اور
خود تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا سڑک کے قریب ہی ایک ریسٹوران کے دروازے
میں داخل ہو گیا۔ دروازے کے قریب ہی ٹوائلٹ تھا۔ واکر نے دروازہ
کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔

ریسٹوران کا ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ سب لوگ اپنی اپنی سوسائٹی
میں مگن تھے۔ اس لئے کسی نے واکر کی طرف دھیان نہ دیا۔

تقریباً دس منٹ بعد گھنی مصنوعی مونچھیں اور سپرنگ کے دباؤ
سے اٹھی ہوئی ناک اور دائیں گال پر مصنوعی مسہ لگائے جب وہ باہر
نکلا تو اس کا حلیہ یکسر بدل چکا تھا۔ ڈبل کوٹ وہ الٹا کر پہن چکا تھا۔

وہ ٹوائلٹ سے باہر نکلا اور پھر سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔
کاؤنٹر پر موجود کاؤنٹر گرل نے رجسٹر پر سے سر اٹھا کر کاروباری انداز
میں مسکراتے ہوئے اسے دیکھا۔

"فون ـــــ" واکر نے بھی جواباً مسکراتے ہوئے کہا۔

اور کاؤنٹر گرل نے ٹیلیفون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دوبارہ
رجسٹر پر سر جھکا لیا۔

واکر نے ٹیلیفون سیٹ اپنی طرف کھینچا اور پھر رسیور اٹھا کر
نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ جلد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

"ڈبلیو دی گریٹ سپیکنگ"

واکر نے آواز دبا کر کہا۔

"یس سر نائی ٹو سپیکنگ فرام دس اینڈ"

دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"نائی ٹو تم کیا کر رہے ہو"

واکر نے قدرے سخت لہجے میں پوچھا۔ ویسے اس نے آواز اس
حد تک دبائی ہوئی تھی کہ اس کی گفتگو کاؤنٹر گرل کے کانوں تک
نہ پہنچ سکے۔

"سر فارغ ہوں حکم فرمایئے"

نائی ٹو نے دوسری طرف سے مؤدبانہ انداز میں جواب دیا۔

"فوراً بازار نوادرات پہنچو اور کیفے ڈی ٹکس کے قریب فون
بوتھ کی چھت پر ایک بیگ پڑا ہوا ہے وہ لے کر ہیڈ کوارٹر رپورٹ
کرو"

واکر نے دبے لہجے میں حکم دیا۔
"بہتر جناب میں ابھی جاتا ہوں"
ناٹی نے جواب دیا۔
"مگر انتہائی ہوشیاری کی ضرورت ہے کیونکہ ارد گرد دشمن تاک میں ہوں گے"
واکر نے اسے تنبیہہ کرتے ہوئے کہا۔
"آپ بے فکر رہیں جناب ناٹی ایسے کاموں میں ماہر ہے"
ناٹی نے جواباً جوش سے بھرپور لہجے میں کہا اور واکر نے ریسیور کریڈل پہ رکھ دیا۔ اس نے جیب سے ایک چھوٹا سا سکہ نکال کر کاؤنٹر پر رکھا اور پھر مڑ کر ایک خالی میز کی طرف بڑھ گیا۔ اسے اچھی طرح علم تھا کہ ناٹی کو مطلوبہ جگہ پر پہنچنے کے لئے کم از کم پندرہ منٹ چاہئیں۔
وہ اس وقفے کے دوران چائے پینے کے ساتھ ساتھ کچھ سوچنا چاہتا تھا۔ چنانچہ کرسی پر بیٹھتے ہی اس نے ویٹر کو چائے کا آرڈر دیا اور پھر گہری سوچ میں غرق ہو گیا۔
ویٹر نے چائے لا کر رکھ دی مگر وہ اپنی سوچوں میں غرق رہا۔ چند لمحوں بعد وہ اچانک چونکا اور پھر اس نے قدرے خفیف سا ہو کر برتن اپنی طرف کھسکائے اور چائے بنانے لگا۔ چائے پینے کے بعد اس نے گھڑی پر نظر ڈالی اور پھر چونک کر اٹھ کھڑا ہوا۔ جیب سے اس نے ایک چھوٹا سا نوٹ نکال کر ٹرے میں رکھا اور خود تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کیفے سے باہر نکلتا چلا گیا۔
جیسے ہی وہ کیفے سے باہر نکلا دروازے کے قریب بیٹھا ہوا

ایک غیر ملکی نوجوان بھی اٹھ کر کیفے سے باہر آ گیا۔ کیفے سے باہر نکل کر وہ سیدھا ہی کیفے ڈی لکس کی طرف چل پڑا۔ تقریباً پانچ منٹ چلنے کے بعد وہ کیفے ڈی لکس کے قریب جا کر رک گیا۔
تقریباً ایک منٹ بعد کیفے ڈی لکس کے قریب ایک سپورٹس کار آ کر رکی اور اس میں سے ایک سمارٹ سا نوجوان باہر نکلا۔ اس نوجوان کو دیکھ کر واکر کے لبوں پر ایک دھیمی سی مسکراہٹ رینگ گئی یقیناً یہ ناٹی تھا۔
ناٹی نے کار میں سے نکل کر چند منٹ تک ارد گرد کے ماحول کا جائزہ لیا اور پھر وہ سیدھا ٹیلیفون بوتھ کی طرف چل پڑا۔
تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا وہ جلد ہی بوتھ کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے ایک بار پھر ادھر ادھر نظر دوڑائی اور جیب سے سگریٹ کا پیکٹ نکال کر اس میں سے سگریٹ منتخب کی اور پیکٹ دوبارہ جیب میں ڈال کر لائٹر نکال لیا۔
سگریٹ سلگانے کے بعد اس نے لائٹر جیب میں ڈالنے کی بجائے آہستہ سے بوتھ کی چھت کی طرف اچھال دیا۔ اس نے یہ سب کچھ اس فطری انداز میں کیا جیسے غلطی سے اس نے لائٹر کو ماچس کی تیلی سمجھ کر اچھال دیا ہو۔ دوسرے لمحے وہ چونکا اور پھر اس نے بوتھ کی دہلیز پہ پیر رکھ کر ہاتھ بڑھایا اور بیگ اس کے ہاتھ میں تھا۔ بیگ اس نے انتہائی پھرتی سے دوسرے ہاتھ میں سنبھال لیا اور ایک دفعہ پھر لائٹر کے لئے ہاتھ چھت کی طرف بڑھایا۔ اس سے پہلے کہ وہ لائٹر اٹھا کر سیدھا ہوتا وہی غیر ملکی نوجوان جو واکر کے تعاقب میں تھا۔ بجلی کی سی تیزی سے

لپکا اور دوسرے لمحے اس نے نائٹ کے ہاتھ سے بیگ چھین لیا اور اسی کی کار کی طرف بھاگا۔ نائٹ اضطراری طور پر پلٹا اور اسی لمحے واکر نے بھی اچانک جیب سے ریوالور نکال لیا مگر اس نوجوان نے انتہائی پھرتی کا ثبوت دیتے ہوئے کار کی طرف جاتے جاتے اچانک اپنا رُخ موڑا پلک جھپکنے میں وہ کیفے کے دروازے میں داخل ہو گیا۔

واکر کے ریوالور سے شعلہ نکلا اور دوسرے لمحے نائٹ کی چیخ پورے بازار میں گونج اٹھی۔ نائٹ جو تیزی سے اس نوجوان کے پیچھے لپکا تھا۔ واکر کے ریوالور سے نکلی ہوئی گولی کی زد میں آ گیا۔

گولی اس کی کمر میں گھس گئی اور وہ چیخ مار کر وہیں ڈھیر ہو گیا۔ واکر نے بوکھلا کر ریوالور جیب میں ڈالا اور پھر تیزی سے کیفے کے دروازے کی طرف بھاگا مگر چند لوگوں نے اسے فائر کرتے دیکھ لیا تھا۔ اس لئے انہوں نے شور مچا کر واکر کا تعاقب شروع کر دیا۔ کیفے کے دروازے کے قریب موجود لوگ بھی متوجہ ہو گئے۔ چنانچہ واکر نے تیزی سے اپنا رُخ موڑا اور پھر بھاگتا ہوا وہ نائٹ کی کار کی طرف بڑھا۔ کار کا دروازہ آدھا کھلا ہوا تھا اور انجن اسٹارٹ تھا۔ نائٹ نے یہ سب کچھ جلدی بھاگنے کے لئے کیا تھا اور اس کی یہ احتیاط واکر کے کام آ گئی۔ دوسرے لمحے واکر جھپٹ کر کار میں بیٹھا اور پھر کار کمان میں سے نکلے ہوئے تیر کی طرح آگے بڑھ گئی۔

لوگ شور مچاتے رہ گئے۔ اس سے پہلے کہ ڈیوٹی کانسٹیبل اپنی موٹر سائیکل پر وہاں پہنچتا واکر کی کار موڑ مڑ کر نظروں سے اوجھل ہو گئی۔

اب لوگ نائٹ کی لاش کے گرد جمع ہونے لگ گئے۔

وہ نوجوان جس نے بیگ چھینا تھا۔ کیفے کے دوسرے دروازے سے نکل کر بھیڑ میں گم ہو چکا تھا۔

مرسی نے خاموشی سے دروازہ کھولا اور اندر چلی گئی۔ اس کے اندر جاتے ہی دروازہ خود بخود بند ہو گیا۔ کمرہ قطعی تاریک تھا۔

”کیا رپورٹ ہے مرسی؟“

ایک گھمبیر سی آواز نے خاموشی کا طلسم توڑا۔

اور مرسی نے شکست خوردہ انداز میں اپنے پر گزرنے والا تمام واقعہ حرف بحرف کہہ سنایا۔ اس کا تمام جسم خوف اور ندامت سے لرز رہا تھا۔

”ہونہہ اس کا مطلب ہے تم اپنے مشن میں قطعی ناکام رہی ہو“

آواز میں زخمی بھیڑیئے کی سی غراہٹ تھی۔

”مم۔ مم۔ مگر باس ——“ مرسی انتہائی خوف کے عالم میں فقرہ مکمل نہ کر سکی۔

”مرسی کیا تمہیں معلوم نہیں تھا کہ وہ بیگ کتنا اہم ہے۔ تم میری ٹیم کی پرانی ورکر ہو تم آخر اتنی خوفزدہ کیوں ہو گئی کہ تم نے وہ بیگ غیر آدمی

کے حوالے کر دیا۔"

باس نے انتہائی خوفناک لہجے میں کہا۔

مرسی کے جسم میں جاری لرزہ کچھ اور بڑھ گیا مگر وہ سر جھکائے خاموش کھڑی رہی۔ اب بھلا وہ کیا جواب دیتی۔ جیگ کو دیکھتے ہی نہ جانے کیوں وہ اتنی خوفزدہ ہو گئی تھی۔ یہ بات وہ سمجھ نہیں سکتی تھی۔

"ٹھیک ہے تم اپنے کمرے میں جاؤ میں دیکھوں گا کہ میں تمہارے لئے کیا کم سے کم سزا تجویز کر سکتا ہوں۔"

باس نے قدرے نرم لہجے میں کہا۔

اور کانپتی ہوئی مرسی واپس مڑی جیسے ہی وہ دروازے کے قریب پہنچی دروازہ خود بخود کھل گیا اور مرسی کے باہر نکل جانے پر دروازہ دوبارہ بند ہو گیا۔

دروازہ بند ہوتے ہی چٹ کی آواز سے کمرہ روشن ہو گیا۔ سامنے والے کونے میں ایک بڑی میز کے پیچھے ایک لحیم شحیم شخص موجود تھا۔ اس کے بلڈاگ نما چہرے پر پُراسرار سی مسکراہٹ رینگ رہی تھی۔

اس نے میز پر رکھے ہوئے ٹیلیفون سیٹ کا رسیور اٹھایا اور پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ جلد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

"بگ باس سپیکنگ۔"

اس نے رابطہ قائم ہوتے ہی گھمبیر لہجے میں کہا۔

"یس نمبر سیونٹی تھری سپیکنگ باس۔"

دوسری طرف سے ایک تیز آواز سنائی دی۔

"سیونٹی تھری مشن کی رپورٹ بتلاؤ۔"

بگ باس نے غراتے ہوئے کہا۔

"باس مشن بے حد کامیاب رہا ہے دو پارٹیاں نظروں میں آئی ہیں ان میں سے ایک پارٹی کا آدمی اس کے اپنے آدمی کے ہاتھوں مارا گیا ہے۔ مقامی طور پر اس پارٹی کا لیڈر ڈاکر ہے۔ مارا جانے والا ڈاکر پارٹی کا ایک رکن نانی تھا۔ دوسری پارٹی بلیک سرکل کی ہے ان کے ہیڈ کوارٹر کا بھی پتہ چلا لیا گیا ہے۔"

سیونٹی تھری نے تفصیلی رپورٹ دی۔

"وہ ڈمی بیگ اب کہاں ہے اور کس پارٹی کے قبضے میں ہے۔"

بگ باس نے مسکراتے ہوئے سوال کیا۔

"ڈمی بیگ مرسی سے ڈاکر پارٹی کے قبضے میں آیا اور ڈاکر پارٹی سے بلیک سرکل پارٹی نے چھین لیا۔ اب وہ بیگ بلیک سرکل کے ہیڈ کوارٹر میں ہے۔"

سیونٹی تھری نے جواب دیا۔

"اور اصلی بیگ کا کیا بنا۔"

بگ باس نے پوچھا۔

"اصلی بیگ زیرو پوائنٹ پر پہنچ گیا ہے باس۔"

سیونٹی تھری نے جواب دیا۔

"ویری گڈ۔ اس کا مطلب ہے ڈمی بیگ کے سلسلے میں مرسی کا انتخاب کامیاب رہا۔"

بگ باس نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یس باس دوسری پارٹیوں کو اس سلسلے میں شک بھی نہیں ہو

سکا کہ یہ بیگ ڈمی ہو سکتا ہے"

سیونٹی تھری نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ——— اب تم بلیک سرکل کی تمام رپورٹ دو گھنٹے میں دو۔ واکر پارٹی کی نگرانی کے لئے آدمی لگا دیئے ہیں یا نہیں"

بگ باس نے سوال کیا۔

"یس باس دونوں پارٹیاں ہر لمحہ ہماری نظروں کے سامنے ہیں"

سیونٹی تھری نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے تمہاری رپورٹ کے بعد میں تمہیں آئندہ احکامات دوں گا"

بگ باس نے جواب دیا۔

"او۔کے سر ———" سیونٹی تھری نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور باس نے کریڈل دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔

چند لمحے ٹھہر کر اس نے دوبارہ نمبر گھمائے اور رسیور کان سے لگا لیا۔ جلد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

"کون بول رہا ہے ———" باس نے لہجے کو ضرورت سے زیادہ گمبھیر بناتے ہوئے پوچھا۔

"علی عمران تھوک پرچون مارفیا ڈیلر"

دوسری طرف سے عمران کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"مسٹر عمران میں تمہارا پرانا دوست بگ باس بول رہا ہوں"

باس نے قدرے طنزیہ لہجے میں جواب دیا۔

"بگ بین۔ کمال ہے گھڑی سازی کی صنعت بے حد ترقی کر گئی۔

بگ بین والوں نے اب بولنے والی گھڑیاں بھی تیار کر لی ہیں"

عمران کا لہجہ حیرت سے پُر تھا۔

"بگ بین نہیں ——— بگ باس"

باس نے جھنجلاتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ بگ باس یعنی سوروں کا سردار اچھا نام ہے۔ اب یہ معلوم نہیں کہ تمہاری شکل بھی سُور سے ملتی ہے یا نہیں بہرحال نام اچھا ہے"

عمران نے جواب دیا۔

"شٹ اپ تمہارے لئے میرے پاس ایک بُری خبر ہے مجھے امید ہے کہ تمہاری ساری حاضر جوابی دھری کی دھری رہ جائے گی"

بگ باس نے انتہائی غصّے سے کہا۔

"خبر ہے تو کسی اخبار کو بھیج دو وہ تمہیں فی کالم کچھ رقم عنایت کر دیں گے میں تو بڑا غریب آدمی ہوں"

عمران نے جواب دیا۔

"سنو تمہارے ملک کے اہم کاغذات اس وقت میرے قبضے میں ہیں۔ اور تمہیں یہ سن کر حیرت ہوگی کہ نہ صرف تمہارے ملک بلکہ تمہارے علاوہ دیگر ملکوں کے اہم کاغذات بھی ہمارے پاس موجود ہیں اب بتلاؤ کیا خیال ہے"

بگ باس نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"کیا ردی بیچنے کا کام شروع کر دیا ہے یا مستقل خواب کی حالت میں زندہ ہو"

عمران نے بڑے لاپرواہانہ انداز میں جواب دیا۔

"تمہیں یقین نہیں آیا۔ ٹھیک ہے جلد ہی تمہاری حکومت کو پتہ چل جائے گا۔ میں نے تمہیں اطلاع دینا ضروری سمجھا کیونکہ ایسے کاموں میں تم ہمیشہ خدائی فوجدار کا کردار ادا کرتے رہتے ہو"

بگ باس نے انتہائی زہریلے انداز میں جواب دیا۔

"تم ان کاغذات کا کیا کرو گے بہتر یہ ہے کہ یہ تمام ردی بیچ دو اور ہوٹل کا بل ادا کر کے ٹھنڈے ٹھنڈے اپنے ملک کو سدھار جاؤ"

عمران نے انتہائی سرد لہجے میں جواب دیا۔

"ویری گڈ اب تم سنجیدہ ہونا شروع ہو گئے ہو۔ فکر نہ کرو جلد ہی تم اپنی بوٹیاں نوچنے پر مجبور ہو جاؤ گے"

بائی بائی —— بگ باس نے کہا اور رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

اچانک کمرہ گھنٹی کی تیز آواز سے گونج اٹھا۔ اس نے چونک کر سر اٹھایا اور پھر میز کی دراز کھول کر اس میں سے ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر باہر نکال لیا۔ سیٹی کی آواز اسی میں سے نکل رہی تھی۔ بگ باس نے اس کا بٹن دبایا سیٹی کی آواز نکلنی بند ہو گئی۔ اب اس کی جگہ ایک مردانہ آواز گونجنے لگی۔

"ہیلو —— ہیلو —— بگ باس نمبر زیرو دن کالنگ یو اوور"

"یس بگ باس اٹینڈنگ اوور"

بگ باس نے سخت لہجے میں جواب دیا۔

"باس غضب ہو گیا۔ بیگ جو پوائنٹ زیرو پر پہنچا وہ ڈمی تھا۔ اس میں کوئی کام کا کاغذ موجود نہیں ہے اوور"

دوسری طرف سے زیرو دن نے ہکلاتے ہوئے لہجے سے کہا۔

"کیا کہا ڈمی بیگ پوائنٹ زیرو پر پہنچا یہ کیا بکواس ہے اوور"

بگ باس یوں چیخا جیسے اس کے سر پر ہائیڈروجن بم گرنے والا ہو۔

"یس باس میں صحیح کہہ رہا ہوں اوور"

دوسری طرف سے زیرو دن نے جواب دیا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے ابھی ابھی تھرٹی سیلون نے مجھے رپورٹ دی ہے کہ اصل بیگ پوائنٹ زیرو پر پہنچ گیا ہے اور ڈمی بیگ دوسری پارٹیوں کے پاس ہے۔ اب تم کیا بکواس کر رہے ہو۔ جلدی بتاؤ اوور"

بگ باس کے منہ سے غصے کے مارے جھاگ نکلنے لگی۔

باس آپ کو یقین کیوں نہیں آ رہا آپ فوراً اصل بیگ دوسری پارٹیوں کے قبضے سے نکلوائیں ورنہ۔ ورنہ ہم —— اوور"

زیرو دن نہ جانے کیا کہنا چاہتا تھا مگر اس نے فقرہ نامکمل چھوڑ دیا

"او۔ کے تم وہ بیگ فوراً میرے پاس بھیج دو۔ اوور اینڈ آل"

بگ باس نے جواب دیا اور پھر بٹن دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔ ٹرانسمیٹر اس نے دوبارہ میز کی دراز میں ڈال دیا اور خود اٹھ کر بے چینی سے کمرے میں ٹہلنے لگا۔ اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔ ابھی ابھی اس نے عمران کو دھمکی دی تھی کہ وہ جلد ہی اپنی بوٹیاں نوچنے پر مجبور ہو جائے گا مگر اب اس کی اپنی حالت ایسی ہو رہی تھی۔ اس

کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ کیا کرے ۔
چند لمحوں تک اسی طرح ٹہلنے کے بعد وہ کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے ٹرانسمیٹر دوبارہ میز کی دراز سے نکالا اور پھر اس کی فریکوئینسی سیٹ کرنے کے بعد اس نے بٹن دبا دیا۔
" ہیلو ہیلو نمبر تھری سیون بگ باس کالنگ اوور "
بگ باس نے تقریباً چیختے ہوئے کہا۔
چند لمحوں کی خاموشی کے بعد دوسری طرف سے جوابی آواز سنائی دی۔
"یس نمبر تھری سیون سپیکنگ اوور"
دوسری طرف سے بولنے والا تھری سیون ہی تھی۔
" تھری سیون پوائنٹ زیرو سے زیرو ون نے ابھی ابھی اطلاع دی ہے کہ وہاں اصل بیگ کی بجائے ڈمی بیگ پہنچ گیا ہے۔ اس کا کیا مطلب ہے اوور "
بگ باس نے بھیڑیئے کی طرح غراتے ہوئے سوال کیا۔
" آپ کیا کہہ رہے ہیں باس یہ کیسے ہو سکتا ہے وہاں تو اصل بیگ ہی بھیجا گیا تھا۔ اے ون وہ بیگ لے کر گیا تھا۔ مرسی کو جو بیگ میں نے دیا تھا وہ ڈمی تھا۔ میں نے خود چیک کر کے دیا تھا۔ اوور "
تھری سیون کا لہجہ حیرت سے پُر تھا۔
" مگر وہ غلط تو نہیں کہہ رہا۔ یقیناً بلیک سرکل کے پاس جو بیگ ہے وہ اصلی ہے اوور "

بگ باس نے پھٹ پڑنے والے لہجے میں جواب دیا۔
" ایک منٹ سر اوور ـــــ " دوسری طرف سے تھری سیون نے جواب دیا۔
اور پھر تقریباً ڈیڑھ منٹ کی خاموشی کے بعد تھری سیون کی آواز دوبارہ سنائی دی۔
" باس ہم نے بلیک سرکل سے وہ بیگ چھین لیا ہے۔ میں نے چیک کیا ہے وہ ڈمی ہے میں آپ کو بھجوا رہا ہوں آپ چیک کریں اوور "
دوسری طرف سے تھری سیون بول رہا تھا۔
" فوراً میرے۔ پاس بھیجو میں خود چیک کرتا ہوں۔ یہ کیا چکر چل گیا ہے اوور "
بگ باس نے تقریباً شکست خوردہ لہجے میں جواب دیا۔
" بہتر سر ابھی چند منٹ میں وہ بیگ آپ کے پاس پہنچ جائے گا اوور "
تھری سیون نے جواب دیا۔
" اوور اینڈ آل ـــ " بگ باس نے جواب دیا اور پھر بٹن آف کر دیا۔ اس کا چہرہ شدید پریشانیوں کی آماجگاہ بنا ہوا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا چکر چل گیا ہے۔
اسی لمحے دروازے کے اوپر لگا ہوا بلب سپارک کرنے لگا۔ اس نے میز کے کونے پر لگا ہوا بٹن آف کر دیا۔ کمرہ دوبارہ تاریکی میں مدغم ہو گیا۔ دوسرا بٹن دباتے ہی دروازہ کھلنے لگا۔ اوپر لگا ہوا

بلب بجھ گیا

دروازہ کھلا اور ایک نوجوان ہاتھ میں بیگ لئے اندر داخل ہوا۔

"بیگ یہیں رکھ دو۔"

بگ باس نے بھرائی ہوئی آواز میں حکم دیا اور نوجوان نے بیگ وہیں رکھ دیا۔

"تم اب واپس جاؤ۔"

بگ باس نے اسے دوسرا حکم دیا اور وہ خاموشی واپس مڑ گیا۔ اس کے باہر نکلنے کے بعد دروازہ خود بخود بند ہو گیا۔ باس نے روشنی کی اور پھر اٹھ کر دروازے کی طرف آیا۔ اس نے بیگ اٹھایا۔ بیگ کے اوپر لوپائنٹ زیرو کی چٹ لگی ہوئی تھی۔

ابھی اس نے بیگ لا کر میز پر رکھا ہی تھا کہ بلب دوبارہ جلنے بجھنے لگا۔ اس نے دوبارہ روشنی گل کی اور پھر دروازہ کھولنے کا بٹن دبا دیا۔ دروازہ کھلا اور ایک اور نوجوان اندر داخل ہوا۔

"بیگ وہیں رکھ کر واپس چلے جاؤ۔"

بگ باس نے اسے حکم دیا اور وہ بھی بیگ وہیں فرش پر رکھ کر واپس مڑ گیا۔

اس کے باہر جانے کے بعد جیسے ہی دروازہ بند ہوا۔ بگ باس نے روشنی کی اور چیتے کی طرح بیگ کی طرف لپکا۔ کیونکہ اس کے خیال کے مطابق اسی بیگ کو اصلی ہونا چاہیئے تھا۔ بیگ کے اوپر تھری سیون کی چٹ موجود تھی۔ اس نے بیگ لا کر میز پر رکھا اور پھر اضطرابی حالت میں اس نے سب سے پہلے وہی بیگ کھولنا شروع

۔ یہ بیگ مخصوص انداز میں تیار کئے گئے تھے۔ اس لئے ان کے کھولنے کا طریقہ کار انتہائی پیچیدہ تھا۔ چند لمحوں کی جدوجہد کے بعد اس نے بیگ کھول لیا۔ اور پھر اس کی امیدوں پر اوس پڑ گئی۔ بیگ کے اندر ردی کاغذات ٹھنسے ہوئے تھے۔ اس نے بے چینی سے کاغذات نکال کر میز پر بکھیر دیئے مگر ان میں سے ایک بھی کاغذ کام کا نہیں نکلا۔

اس نے انتہائی بے چینی اور شدید اضطراب کے عالم میں دوسرے بیگ کی طرف ہاتھ بڑھایا اور چند لمحوں کی اضطرابی جدوجہد کے بعد اس نے اسے بھی کھول لیا اور جب بیگ کھلتے ہی اس میں بھی اسے ردی کاغذات بھرے ہوئے نظر آئے تو اسے ایسا محسوس ہوا جیسے وہ کسی گہرے کنوئیں میں گرتا چلا جا رہا ہو۔ شدید مایوسی کے عالم میں اس کا سر میز کی سطح پر جھکتا چلا گیا اور دونوں ڈمی بیگ اور میز پر بکھرے ہوئے ردی کاغذات اس کا منہ چڑا رہے تھے۔

عمران کے جانے کے بعد ٹائیگر کو کافی دیر تک انتظار کرنا پڑا۔ پھر اسے شی چنگ کی کار کوٹھی سے باہر نکلتی ہوئی نظر آئی۔ جب شی چنگ کی کار ٹائیگر کے سامنے سے ہو کر گزر گئی تو ٹائیگر اپنے موٹر سائیکل کی طرف بڑھا جو اس نے قریب ہی ایک درخت کی اوٹ میں سٹینڈ کیا ہوا تھا۔

ٹائیگر نے کافی فاصلہ دے کر شی چنگ کا تعاقب کرنا شروع کر دیا۔ شی چنگ کی کار مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد مین مارکیٹ کی ایک آٹھ منزلہ عمارت کے سامنے رک گئی۔ شی چنگ کار سے باہر نکل کر عمارت میں داخل ہو گیا۔

ٹائیگر نے موٹر سائیکل ایک سائیڈ پر سٹینڈ کی اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا وہ بھی شی چنگ کے پیچھے عمارت میں داخل ہوتا چلا گیا۔

مین گیٹ کے قریب ہی دو لفٹیں موجود تھیں۔ ان میں سے ایک

لفٹ اوپر جا چکی تھی۔ ٹائیگر سمجھ گیا کہ اسی لفٹ کے ذریعے شی چنگ اوپر گیا ہے۔ وہ گیٹ کے قریب لگے ہوئے لفٹ ریکارڈ بورڈ کے قریب رک گیا۔

لفٹ ساتویں منزل پر رکی تھی۔ اس بات کا قطعی یقین کرنے کے بعد وہ تیزی سے دوسری لفٹ کی طرف بڑھا اور پھر اس نے اندر داخل ہو کر دروازہ بند کیا اور ساتویں منزل کا بٹن دبا دیا۔

لفٹ جلد ہی ساتویں منزل پر جا کر رک گئی۔ دروازہ کھلا اور ٹائیگر باہر نکل آیا۔ یہ ایک طویل راہداری تھی جس میں آفسز کے دروازے تھے۔ آفسز کے اندر لوگوں کی گہما گہمی اور ٹائپ رائٹرز کی کھڑکھڑاہٹ گونج رہی تھی۔ بعض آفس بند بھی تھے۔

ٹائیگر خاموشی سے چلتا ہوا راہداری کراس کرنے لگا۔ ہر آفس کے آگے لگی ہوئی نیم پلیٹ کو بغور پڑھ رہا تھا۔ اب اس کے لئے پرابلم اس بات کا اندازہ کرنا تھا کہ شی چنگ کون سے آفس میں گیا ہے اور وہاں اس کا کیا کام ہے۔ ظاہر ہے کہ اب وہ بغیر کسی مقصد کے راہداری میں فضول گردش تو نہیں کر سکتا تھا۔ اسے جلد از جلد کوئی نہ کوئی فیصلہ کرنا تھا۔

ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ آفس کا پردہ اٹھا اور ایک خوبصورت لڑکی باہر نکل آئی۔ ٹائیگر اس وقت دروازے کے سامنے سے گزر رہا تھا۔ اس کی نظریں بے ساختہ اندر کی طرف گئیں۔ ایک آدمی ایک دروازے کی طرف پشت کئے ایک میز پر جھکا ہوا تھا۔ ٹائیگر ایک ہی نظر میں شی چنگ کو پہچان گیا۔ اس نے اپنے قدم نہیں روکے اور آگے بڑھتا چلا گیا۔

لڑکی اس پر اچٹتی ہوئی نظر ڈال کر لفٹ کی طرف تیز قدموں سے
بڑھتی چلی گئی۔ راہداری کے آخری سرے پر جا کر ٹائیگر پلٹا اور پھر تیز تیز
قدم اٹھاتا ہوا وہ اس آفس کے قریب پہنچا جہاں اسے شی چنگ کی پشت
نظر آئی تھی۔ اس آفس کے باہر کسی پبلسٹی فرم کی نیم پلیٹ لگی ہوئی تھی
اس سے پہلے والا آفس بند تھا اس کے دروازے کے باہر تالا لگا ہوا
تھا اور دروازے پر ایک چٹ لگی ہوئی تھی چٹ پر اس فرم کے مینجر
کی اچانک موت پر ایک دن کی تعطیل کا نوٹس درج تھا۔ ٹائیگر نے
ادھر ادھر دیکھا اور پھر کالر سے ایک چھوٹی سی پن نکال کر تالے پر جھک
گیا۔ ایک لمحے سے بھی کم وقفے میں تالا کھل چکا تھا۔ اس نے اس کام پر
اتنی پھرتی اور مہارت کا مظاہرہ کیا تھا کہ یوں محسوس ہوتا تھا کہ جیسے
اس کے ہاتھ لگاتے ہی تالا کھل گیا ہو۔

دوسرے لمحے وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ اندر داخل
ہو کر اس نے دروازہ بند کر دیا اور چٹخنی چڑھا دی۔ شی چنگ والا دفتر
چونکہ ملحقہ تھا۔ اس لئے اس نے درمیانی دیوار میں بنے ہوئے روشندان
کو اپنے مقصد کے لئے مفید پایا۔ اس نے کالر کے قریب والے بٹن
کو ہاتھوں سے پکڑ کر کھینچا اور پھر بٹن قمیض سے علیحدہ ہو کر اس کے
ہاتھوں میں آ گیا۔ کالر کے نیچے لگی ہوئی سفید ڈوری اس بٹن سے
منسلک تھی۔ وہ ڈوری تیزی سے کھینچتا چلا گیا۔ ڈوری کافی لمبی تھی
اس ڈوری کے دوسرے سرے پر ایک چھوٹا سا سرخ رنگ کا بٹن بھی
تھا۔ اس نے وہ سرخ رنگ کا بٹن روشندان کی طرف اچھال دیا۔ روشندان
کی لکڑی پر جا کر وہ بٹن یوں چپک گیا جیسے مقناطیس سے لوہا چمٹ

جاتا ہے۔ بٹن والا سرا اس نے اپنے دائیں کان میں اٹکا دیا۔ یہ ایک
انتہائی جدید مگر خاصا طاقتور ڈکٹا فون تھا۔

اب ملحقہ دفتر میں پیدا ہونے والی تمام آوازیں اس کے کانوں تک
پہنچنے لگیں۔ ڈکٹا فون اتنا طاقتور تھا کہ ہلکی سے ہلکی آواز بھی اس کے
کانوں میں گونج رہی تھی۔ وہ اب ہمہ تن گوش تھا۔ جلد ہی اسے شی چنگ
کی آواز سنائی دی۔ وہ شاید ٹرانسمیٹر پر کسی سے بات کر رہا تھا۔

"یس باس مجھے حیرت ہے کہ اس نے مجھے کیسے پہچان لیا۔ وہ
میرے متعلق بہت کچھ جانتا ہے۔ اس نے مجھے مشورہ دیا ہے کہ
میں جلد از جلد مقامی سیکرٹ سروس سے رابطہ قائم کروں اوور"

"تم اسے نہیں جانتے شی چنگ اس لئے تمہیں حیرت ہو رہی ہے
وہ اس صدی کا چالاک ترین انسان ہے۔ پاکیشیا اور اس کے دوست
ملکوں کو اس پر فخر ہے اور پوری دنیا کے مجرم اور سیکرٹ ایجنٹ اس
کے نام سے ہی خوف کھاتے ہیں" اوور

دوسری طرف سے آنے والی ہلکی سی آواز ٹائیگر کے کانوں میں پہنچی

"مگر باس یہ شخص ہمارے لئے خطرناک بھی ثابت ہو سکتا ہے
آپ کا آرڈر نہیں تھا ورنہ میں اسے گولی مار دیتا" اوور
شی چنگ نے جواب دیا۔

"شی چنگ کیوں مجھ سے جھوٹ بول رہے ہو۔ اگر اسے ہر شخص
اتنی آسانی سے گولی مار سکتا تو نہ جانے وہ کب کا ختم ہو چکا ہوتا۔
تمہارا لہجہ بتلا رہا ہے کہ تم نے بھی اسے ختم کرنے کی کوشش کی ہو گی۔
اوور"

باس نے طنزیہ لہجے میں جواب دیا۔

"پھر باس اب آپ کا کیا حکم ہے" اوور

شی چنگ بڑی تیزی سے موضوع بدل گیا۔

"تم حتی الامکان اس سے بچ کر رہو وہ سائے کی طرح تمہارا پیچھا کرے گا۔ بہرکیف ایسا ہے کہ ہم مقامی سیکرٹ سروس کا تعاون حاصل نہیں کر سکتے اسی لئے تمہیں ہدایات دی گئی تھیں کہ تم خاموشی سے اپنا کام کر کے واپس آجاؤ مگر تم اس سے الجھ گئے۔ بہرحال جتنی جلدی ہو سکے اپنا مشن پورا کر کے واپس آجاؤ۔ اوور ــــــ" باس نے جواب دیا۔

"بہتر سر میں آپ کی ہدایات پر پورا پورا عمل کروں گا اوور"

شی چنگ نے انتہائی مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"مشن کے متعلق رپورٹ دو اوور ــــــ" باس نے اب سخت لہجے میں سوال کیا۔

"باس میں نے اس گروہ کا پتہ چلا لیا ہے جس کے پاس ہمارے کاغذات ہیں۔ میرا ایک آدمی مجھے ابھی اطلاع دینے والا ہے۔ امید ہے کہ آج ہی میں وہ کاغذات حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ اوور"

شی چنگ نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے کاغذات حاصل کرتے ہی مجھے کال کرنا اور جتنی جلدی ہو سکے مشن مکمل کرو۔ یہاں ان کاغذات کی وجہ سے پوری حکومت میں تہلکہ مچا ہوا ہے۔ اوور اینڈ آل"

اور پھر ٹائیگر کو ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کرنے کی آواز سنائی دی۔

اب کمرے میں خاموشی طاری تھی شاید وہاں شی چنگ کے علاوہ اور کوئی آدمی نہیں تھا۔ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد اچانک دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی اور پھر ایک آدمی کی آواز ٹائیگر کے کانوں تک پہنچی۔

"باس کاغذات کا پتہ چل گیا ہے وہ بگ باس کی تحویل میں ہیں"

اس آدمی نے اندر آتے ہی تیز لہجے میں کہا

"مکمل رپورٹ دو نمبر تھری"

شی چنگ نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"باس بگ باس نے ــــ ــــ ــــ ہمارے کاغذات حاصل کر کے ایک بیگ میں رکھے تھے اور اب وہ اس بیگ کو کہیں پہنچانا چاہتا ہے"

نمبر تھری نے جواب دیا۔

"تو وہ بیگ حاصل کیوں نہیں کیا گیا"

شی چنگ کی آواز میں اضطراب کروٹیں لے رہا تھا۔

"باس اس نے چالاکی یہ کی کہ دو ایک ہی جیسے بیگ تیار کروائے تھے اب معلوم نہیں کہ اصلی کاغذات کس بیگ میں ہیں"

"تو وہ دونوں بیگ حاصل کرنے تھے"

شی چنگ نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"باس میں نے ایک اور ترکیب کی ہے۔ اسی ٹائپ کے دو بیگ خریدے اور ان دونوں میں ردی کاغذات بھر دیئے ہیں۔ اب ہمارے آدمی ان دونوں بیگوں کو تبدیل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس طرح

ہمیں کافی وقت مل سکتا ہے۔"

نمبر تھری نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"مگر تم نے اس ٹائپ کے بیگ کہاں سے حاصل کر لئے۔"

شی چنگ نے سوال کیا۔

"باس ہمیں اس فرم کا پتہ چل گیا تھا جہاں سے اس نے بیگ تیار کروائے تھے۔ اس سلسلے میں بگ باس کے کمرے میں فٹ وائرلیس ڈکٹافون نے بہترین کام کیا ہے۔ جس وقت اس نے آرڈر پر بیگ بنوائے مجھے شک پڑ گیا۔ چنانچہ میں نے بھی خفیہ طور پر اسی فرم سے اسی وقت بیگ تیار کرا لئے تھے۔"

نمبر تھری نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے اب کیا پوزیشن ہے۔"

شی چنگ کا لہجہ نرم تھا۔

"باس میں یہ کہنے کے لئے حاضر ہوا ہوں کہ ایک سائیڈ آپ سنبھالیں۔ ایک سائیڈ ہم کوشش کرتے ہیں۔"

نمبر تھری نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے مجھے پوزیشن بتلاؤ۔"

شی چنگ نے فوراً آمادگی ظاہر کر دی۔

"باس جہاں تک میرا اندازہ ہے جو بیگ وہ پوائنٹ زیرو پر بھیجنا چاہتے ہیں اس میں اصل کاغذات ہیں۔"

"اس اندازے کی وجہ؟"

شی چنگ نے جرح کرتے ہوئے کہا۔

"باس دوسرا بیگ اس نے اپنی ایک معمولی کارکن لڑکی مرسی کے حوالے کرنا ہے اور اس کے لئے کوئی خاص ہدایات نہیں ہیں۔ پوائنٹ زیرو والے بیگ کو وہ بہت خفیہ رکھ رہا ہے۔ اس سے میں نے اندازہ لگایا ہے کہ اصل کاغذات پوائنٹ زیرو والے بیگ میں ہیں۔"

نمبر تھری نے دلائل دیتے ہوئے کہا۔

"مگر یہ نفسیاتی چال بھی ہو سکتی ہے خیر ٹھیک ہے میں پوائنٹ زیرو والے بیگ کو کور کرتا ہوں تم دوسرے بیگ کے پیچھے لگو۔"

شی چنگ نے اپنا فیصلہ سنا دیا۔

"ٹھیک ہے جناب میں بھی یہی کہنا چاہتا تھا۔ اب آپ پوائنٹ زیرو کی پوزیشن سمجھ لیں۔ بگ باس کا ایک خاص آدمی اب سے ٹھیک ایک گھنٹہ بعد وہ بیگ لے کر ہیڈکوارٹر سے چلے گا۔ اس کی کار گرے کلر کی ہے۔ شہر سے چھ میل دور گرین ہل کے قریب ۱۶ نمبر کاٹیج ہی دراصل پوائنٹ زیرو ہے۔ وہ آدمی وہ بیگ لے کر وہاں پہنچے گا۔ آپ نے پوائنٹ زیرو پہنچنے سے پہلے ہی وہ بیگ تبدیل کرنا ہے۔"

نمبر تھری نے تفصیل بتائی۔

"تم مجھے سبق پڑھانے کی کوشش نہ کرو مسٹر نمبر تھری مجھے احمق سمجھ کر یہاں نہیں بھیجا گیا۔"

شی چنگ کو غصہ آ گیا۔

"سوری باس میرا یہ مطلب نہیں تھا۔ ہمیں آپ سے مکمل اور بھرپور تعاون کا حکم دیا گیا ہے۔ اس لئے میں نے یہ گستاخی کی تھی۔"

نمبر تھری نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"وہ ڈبل بیگ کہاں ہے؟"
شی چنگ نے سوال کیا۔
"وہ نیچے آپ کی کار میں پہنچا دیا گیا ہے۔"
نمبر تھری نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔
"ٹھیک ہے اب تم جاؤ اور دوسرے بیگ کو تبدیل کرنے کا پلان بناؤ لیکن یہ یاد رکھو میں ناکامی کا لفظ سننے کا عادی نہیں ہوں۔"
شی چنگ نے سخت لہجے میں جواب دیا۔
"بے فکر رہیں جناب۔"
نمبر تھری نے جواب دیا اور پھر خاموشی چھا گئی۔ دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز آئی۔

اور ٹائیگر نے تیزی سے کان سے بٹن نکال کر ڈوری کو مخصوص انداز میں جھٹکا دیا۔ سرخ رنگ کا بٹن روشن دان کی کھڑکی سے علیحدہ ہو گیا۔ ٹائیگر نے انتہائی پھرتی سے ڈوری سمیٹی اور پھر چند لمحوں کی کوشش کے بعد وہ اسے کالر کے نیچے دبانے میں کامیاب ہو گیا۔ اس کام سے فارغ ہو کر وہ دروازے کی طرف بڑھا۔ اس نے آہستہ سے چٹخنی کھولی اور پھر دروازے کو آرام سے کھول کر باہر جھانکا۔ کاریڈار خالی تھا۔ وہ تیزی سے دروازے سے باہر نکل آیا اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے تالے کو کنڈے میں لگا کر آہستہ سے دبا دیا۔ تالا دوبارہ بند ہو گیا اسی لمحے اس نے شی چنگ والا دروازہ کھلتے دیکھا۔ چنانچہ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا لاپروائی سے لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔

جلد ہی وہ نچلے فلور میں پہنچ گیا۔ دوسری لفٹ کے سامنے سے

گزرتے ہوئے اس نے ہلکی سی نظر لفٹ ریکارڈ پر ڈالی لفٹ نیچے آ رہی تھی۔ وہ سمجھ گیا کہ اس لفٹ میں شی چنگ ہے۔ وہ تیزی سے بلڈنگ کا مین گیٹ کراس کر کے اپنی موٹر سائیکل کی طرف بڑھ گیا۔

جیسے ہی اس نے موٹر سائیکل سٹارٹ کر کے دیکھا۔ شی چنگ اپنی کار میں بیٹھ رہا تھا۔ ٹائیگر کو معلوم تھا کہ شی چنگ نے کہاں جانا ہے اس لئے اس نے موٹر سائیکل بڑھا دی۔ سڑک کے اگلے موڑ پر پہنچتے ہی اس نے ایک کیفے کی سائیڈ پر موٹر سائیکل روک دی۔ شی چنگ کی کار اسے کراس کرتی ہوئی گزر گئی۔ دوسرے لمحے ٹائیگر نے موٹر سائیکل اس کے پیچھے لگا دی۔ اور جلد ہی وہ اسے ایک بار پھر کراس کر گیا اب اسے اچھی طرح اندازہ ہو گیا تھا کہ شی چنگ گرین ہل جانے کے لئے کونسا راستہ اختیار کر رہا ہے جلد ہی ٹائیگر گرین ہل کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے اپنی موٹر سائیکل ایک زیر تعمیر مکان کی آڑ میں روک دی۔

تقریباً پانچ منٹ بعد ہی شی چنگ کی کار بھی اس مکان سے تین چار مکان دور جا کر رک گئی۔ یہاں ایک چھوٹا سا کیفے تھا جس کے باہر بک سٹال بنا ہوا تھا۔ شی چنگ نے کار اس بک سٹال کے قریب روکی اور پھر ہاتھ میں بیگ لے کر باہر نکل آیا۔ اس نے اسی بک سٹال پر کھڑے ہو کر تقریباً آدھ گھنٹے تک مختلف رسالے وغیرہ دیکھے اور پھر ایک کتاب خرید کر وہ آگے چل پڑا۔ وہاں سے تقریباً تین سو گز دور سڑک قطعی سنسان تھی۔ مختلف مکانات زیر تعمیر تھے۔ شاید یہاں کوئی کالونی تعمیر کی جا رہی تھی۔

شی چنگ ایک زیر تعمیر خالی مکان کی اوٹ میں جا کر رک گیا۔

ٹائیگر بھی بڑے محتاط انداز میں آگے بڑھتا رہا اور پھر وہ اس مکان
کے قریبی مکان کی اوٹ میں ہوگیا۔ تقریباً دس منٹ بعد ہی دور سے ایک
گرے کلر کی کار تیزی سے آتی ہوئی دکھائی دی۔ ٹائیگر الرٹ ہوگیا۔ جیسے ہی
کار اس مکان کے سامنے سے گزری جہاں شی چنگ چھپا ہوا تھا۔
ایک شعلہ سا چمکا اور دوسرے لمحے گرے کلر کار کا ٹائر برسٹ
ہوگیا۔

گولی یقیناً سائلنسر لگے ریوالور سے چلائی گئی تھی۔ اس لئے گولی چلنے کا
دھماکہ قطعی نہیں سنائی دیا۔ کار تقریباً دس گز آگے جا کر رک گئی۔

کار کا دروازہ کھلا اور پھر ایک نوجوان تیزی سے باہر نکلا وہ کار
کی پچھلے ٹائر کو حیرت سے دیکھ رہا تھا۔ شام کے سائے گہرے ہو
رہے تھے۔

وہ برسٹ شدہ ٹائر پر جھک گیا پھر وہ سیدھا ہوا اور اس نے
کار کی ڈگی کھول کر اس میں سے سٹپنی باہر نکالی۔ وہ شاید وہیل تبدیل
کرنا چاہتا تھا۔ اس سے صاف ظاہر تھا کہ وہ ٹائر برسٹ ہونے کی
صحیح وجہ نہیں سمجھ سکا۔

وہ نوجوان وہیل تبدیل کرنے میں مصروف ہوگیا۔ ٹائیگر نے دیکھا
کہ مکان کی آڑ سے نکل کر شی چنگ ہاتھ میں بیگ لئے بڑے محتاط مگر
تیز قدموں سے کار کی طرف بڑھ رہا تھا۔ ٹائیگر اپنی جگہ پر جما رہا۔
دوسرے لمحے اس کی تیز نظروں نے دیکھا کہ شی چنگ نے بڑی احتیاط
سے کار کا پچھلا دروازہ کھولا اور پھر وہ اندر جھک گیا دوسرے لمحے وہ
سیدھا ہوا۔ اب بھی اس کے ہاتھ میں بیگ تھا۔ شی چنگ نے چالاکی

یہ کی تھی کہ دوسری طرف کا ٹائر برسٹ کیا تھا۔ اس لئے وہ نوجوان کار کی
دوسری سائیڈ پر مصروف تھا۔ جیسے ہی شی چنگ نے کار کا دروازہ بند
کیا۔ دوسرے لمحے ٹائیگر نے شی چنگ کو چونکتے دیکھا اور پھر یہ دیکھ کر اس
کی حیرت کی انتہا نہ رہی۔ شی چنگ سانپ کی سی تیزی سے کار کے نیچے
رینگ گیا تھا۔ شاید کار کا دروازہ بند ہونے کی آواز نوجوان کے کانوں
تک پہنچ گئی۔ کیونکہ وہ نوجوان تیزی سے ادھر آتا نظر آیا مگر شی چنگ کار
کے نیچے غائب ہو چکا تھا۔ نوجوان نے کار کا دروازہ تیزی سے کھولا اور
پھر اندر نظر ڈال کر اس نے اطمینان کیا پھر دروازہ بند کر کے وہ ایک لمحے
تک ادھر اُدھر دیکھتا رہا جیسے وہ اپنا شک رفع کرنا چاہتا تھا مگر
دُور دُور تک سڑک سنسان تھی۔ اس لئے وہ مطمئن ہو کر دوبارہ برسٹڈ
وہیل کی طرف چلا گیا۔ جیسے ہی وہ دوسری سائیڈ پر مڑا۔ شی چنگ سانپ
کی سی تیزی اور مہارت سے باہر رینگ آیا اور پھر جھکے جھکے انداز
میں تیز مگر بے آواز چلتا ہوا دوبارہ مکان کی طرف بڑھا۔

شی چنگ اپنے مقصد میں کامیاب ہو چکا تھا جیسے ہی شی چنگ
مکان کی طرف بڑھا۔ ٹائیگر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اس کی کار کی طرف بڑھا۔
وہ شی چنگ سے یہیں بیگ حاصل نہیں کرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ ظاہر ہے
اسکے پاس موٹر سائیکل تھی اور شی چنگ کے پاس کار اس لئے اس کا پکڑا
جانا یا کار سے چلائی ہوئی گولی کی زد میں آجانا ناممکن نہیں تھا۔ دوسری
صورت یہ تھی کہ وہ شی چنگ کو وہیں گولی مار کر اس سے بیگ حاصل کر
لیتا لیکن وہ اپنے رسک پر ایسا نہیں کرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ بہرحال شی چنگ
دوست ملک کا سیکرٹ ایجنٹ تھا اور وہ عمران کے حکم کے بغیر ایسے

ختم نہیں کرنا چاہتا تھا۔

تیزی سے چلتا ہوا وہ شی چنگ کی کار کے قریب پہنچا اور دوسرے لمحے اس نے جیب سے تار نکال کر انتہائی پھرتی سے ڈرائیونگ سائیڈ کے دروازے کا لاک کھولا اور پھر دروازہ کھول کر اندر ہاتھ بڑھا کر بیک ڈور کا لاک کھول دیا۔

انتہائی برق رفتاری سے اس نے ڈرائیونگ سائیڈ کا دروازہ بند کیا اور پھر پچھلا دروازہ کھول کر وہ سیٹوں کے درمیان دبک گیا۔

تقریباً چند لمحوں کا ہی وقفہ پڑا تھا کہ شی چنگ کار کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے لاک کھولا اور پھر بیگ پچھلی سیٹ پر اچھال دیا اور خود تیزی سے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ دوسرے لمحے اس کی کار تیزی سے آگے بڑھی اور پھر یوٹرن لیتی ہوئی بیک ہو گئی۔ اس نے نہ ہی ہیڈ لائٹس جلائی تھیں اور نہ ہی بیک لائٹس۔ سڑک چونکہ سنسان تھی اس لئے اسے زیادہ محتاط ہونے کی بھی ضرورت نہ تھی۔

کافی دور آنے کے بعد جب کار شہر میں داخل ہوئی تو اس نے لائٹس جلائیں اور کار کی رفتار آہستہ کر دی۔ ٹائیگر سیٹوں کے درمیان دبکا ہوا سوچ رہا تھا کہ اب وہ آئندہ کے لئے کیا لائحہ عمل اختیار کرے۔ پھر اس کا ذہن ایک آخری فیصلے پر پہنچ گیا۔

آس پاس کے ٹریفک کے شور سے اسے اچھی طرح احساس تھا کہ جس سڑک پر وہ سفر کر رہے ہیں وہ خاصی پُر رونق ہے۔ اس لئے وہ خاموش پڑا رہا۔ پھر جب ٹریفک کا شور قطعی مدھم پڑ گیا تو اس نے ایک ہاتھ بیگ کے ہینڈل پر ڈالا اور دوسرا ہاتھ دروازے کے ہینڈل

پر۔ اب وہ باہر کودنے کے لئے قطعی طور پر تیار تھا مگر کار کی سپیڈ خاصی تیز تھی اور اس صورت میں باہر کودنا موت کو دعوت دینا تھا۔ اچانک اس کے عیار ذہن نے کام کیا اور اس نے ایک نفسیاتی داؤ استعمال کیا۔

"کار روکو جلدی"۔

اس نے اچانک پھٹ پڑنے والے لہجے میں شور مچا کر کہا اور شی چنگ جو نہ جانے کن خیالات میں گم کار چلا رہا تھا۔ اس اچانک اعصاب شکن آواز پر یکدم نروس ہو گیا۔ دوسرے لمحے نتیجہ ٹائیگر کی حسب توقع ہی رہا شی چنگ نے گھبرا کر پوری قوت سے بریک دبا دیئے۔ جونہی کار کی سپیڈ کم ہوئی۔ ٹائیگر نے دروازہ کھول کر باہر قلابازی لگا دی۔

اس کی توقع سے رفتار پھر بھی زیادہ تھی اس لئے وہ خاصی دور تک سڑک کے کنارے قلابازیاں کھاتا چلا گیا۔ اس کو خاصی چوٹیں لگی تھیں مگر یہ چوٹوں یا تکلیفوں کے احساس کرنے کا وقت نہیں تھا۔ اس لئے جیسے ہی ایک جگہ جا کر اس کا جسم رکا وہ پھرتی سے اٹھ کھڑا ہوا بیگ ابھی تک اس کے ہاتھ میں تھا۔

جیسے ہی وہ سیدھا ہوا ایک گولی اس کے کان کے پاس سے شور مچاتی نکلتی چلی گئی۔

شی چنگ متوقع ردعمل کے بعد دوبارہ سنبھل چکا تھا۔ اس نے کار رکتے ہی باہر چھلانگ لگا دی۔

اور دوسرے لمحے وہ ریوالور نکال کر ٹائیگر کی طرف دوڑ پڑا۔

یہ قطعی وہی وقت تھا جب ٹائیگر سنبھل کر اٹھا تھا۔

شی چنگ نے اسے اٹھتے دیکھ کر فائر کیا مگر جلدی کی وجہ سے نشانہ خطا گیا اور گولی ٹائیگر کے کان کے قریب سے گزر گئی۔

ٹائیگر نے قریب ہی ایک درخت کی اوٹ میں چھلانگ لگا دی چنانچہ وہ دوسرے فائر کی زد سے بھی بچ نکلا۔

پھر ٹائیگر نے بھی جیب سے ریوالور نکالا اور دوسرے لمحے اس نے درخت کی اوٹ سے فائر کر دیا۔ شی چنگ جو قریب پہنچ چکا تھا اس کے اس ہاتھ پر گولی لگی جس سے اس نے ریوالور سنبھال رکھا تھا اور اس کے ہاتھ سے ریوالور نکل کر زمین پر گرا۔

خاصا اندھیرا ہو چکا تھا مگر قریب کی چیزیں اب بھی واضح طور پر نظر آ رہی تھیں۔ شی چنگ کے ہاتھ سے جیسے ہی ریوالور گرا۔ وہ آگے بڑھنے کی بجائے چیتے کی سی پھرتی سے دوبارہ ریوالور کی طرف بڑھا۔

"خبردار وہیں رک جاؤ ورنہ گولی مار دوں گا۔"

ٹائیگر نے اسے للکارا۔

مگر شی چنگ پر شاید جنون سوار ہو چکا تھا۔ ان نے ٹائیگر کی للکار پر کان نہیں دھرے۔

ٹائیگر چونکہ اسے ختم نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس لئے اس نے دوسری بار زمین پر پڑے ہوئے ریوالور کو نشانہ بنایا۔ گولی لگتے ہی ریوالور اڑ کر دور جا پڑا۔ شی چنگ ایک طرف پھر ریوالور کی طرف بھاگا اور ٹائیگر نے تیسرا فائر کر دیا۔ اب کے ریوالور کافی دور جا پڑا تھا۔ ٹائیگر کا یہ نشانہ حیرت انگیز حد تک درست رہا تھا۔

اب ٹائیگر کو کافی وقفہ مل چکا تھا۔ چنانچہ وہ تیزی سے درخت

کی اوٹ سے نکلا اور پھر قریب کے ایک مکان کی طرف بھاگ پڑا۔ جلد ہی وہ مکان کی دیوار کی آڑ میں پہنچ چکا تھا۔ اس نے مڑ کر دیکھا تو شی چنگ ریوالور اٹھا کر اس کے پیچھے آ رہا تھا۔ ٹائیگر نے اب وہاں سے نکلنے کا فیصلہ کر لیا۔ چنانچہ وہ مختلف مکانوں کی آڑ لیتا ہوا دوبارہ مین روڈ کی طرف بھاگنے لگا۔ اس کے پاس چونکہ کوئی سواری نہیں تھی اس لئے وہ مجبور تھا کہ مین روڈ کا رخ کرے۔

ایک گلی عبور کرتے ہی جیسے ہی وہ دوسری گلی کی طرف بھاگا تو اچانک دائیں طرف سے شی چنگ سامنے آ گیا۔

شی چنگ بھی شاید اب مکمل ہوشیاری سے ٹائیگر کا تعاقب کر رہا تھا۔ اچانک آمنے سامنے آجانے سے دونوں یکدم ٹھٹھک کر رہ گئے۔ دونوں کے ہاتھوں میں ریوالور تو تھے مگر وہ دونوں اتنے قریب تھے کہ گولی چلانے کی مہلت دونوں کو ہی مشکل تھی۔

پھر ٹائیگر پہلے حرکت میں آیا۔ اس نے پوری قوت سے وہ ہاتھ گھمایا جس میں بیگ پکڑا ہوا تھا۔ بیگ شی چنگ کے منہ پر پڑا۔ اور وہ دوسری طرف الٹ گیا۔

اتنا وقفہ ٹائیگر کے لئے کافی تھا۔ اب شی چنگ کو ختم کئے بغیر آگے بڑھنے کا اور کوئی چارہ نہیں رہ گیا تھا۔

کیونکہ شی چنگ تو پیر تسمہ پا کی طرح اس سے چمٹ گیا تھا۔ دوسرے لمحے ٹائیگر کے ریوالور سے گولی نکلی اور ساتھ ہی شی چنگ کے منہ سے ایک بھیانک چیخ نکلی اور وہ وہیں زمین پر ہی تڑپنے لگا۔ ٹائیگر شی چنگ کی پرواہ کئے بغیر تیزی سے آگے کی طرف بھاگا۔

تقریباً پانچ منٹ بعد وہ مین روڈ پر پہنچنے میں کامیاب ہو گیا مگر یہ شہر کا نواحی علاقہ تھا اس لئے یہاں پر قطعی ٹریفک نہیں تھی۔ سڑک کے کنارے کنارے ٹائیگر درختوں کی آڑ لیتا ہُوا شہر کی طرف چل پڑا۔

تقریباً تین میل چلنے کے بعد اچانک ایک درخت کے اوپر سے ایک آدمی اس پر کود پڑا۔ ٹائیگر اس اچانک حملے سے سنبھل نہ سکا اور وہ منہ کے بل زمین پر گر پڑا۔

اوپر سے کُودنے والا آدمی اس کے جسم سے ٹکراتا ہُوا دوسری طرف جا گرا۔ ٹائیگر پھرتی سے اٹھ کھڑا ہوا اور ساتھ ہی حملہ آور بھی اٹھا۔

مگر اسی لمحے اچانک ایک طرف سے گولیوں کی بوچھاڑ ہوئی اور حملہ آور چیخ مار کر دوبارہ الٹ گیا۔

ایک گولی ٹائیگر کے کوٹ کا کالر پھاڑ گئی مگر ٹائیگر کے اوسان خطا نہیں ہوتے۔

وہ پھرتی سے ایک قریبی مکان کی اوٹ میں ہو گیا۔ دوسرے لمحے دو مختلف سائیڈوں سے گولیاں چلنے کی آوازیں آنے لگیں۔

یقیناً دو پارٹیاں آپس میں ٹکرا گئی تھیں۔

ٹائیگر ایک مکان کے دروازے سے لگا کھڑا تھا کہ اچانک دروازہ کھلا اور کسی نے ٹائیگر کو اندر گھسیٹ لیا۔

"خاموش رہو ورنہ گولی مار دوں گا۔"

گھسیٹنے والے نے سخت لہجے میں ٹائیگر کو حکم دیا اور ساتھ ہی ایک ریوالور کی نال اس کی گردن سے جا لگی۔ اس کے ہاتھ سے بیگ لے لیا گیا۔

ب ٹائیگر سچویشن کو بخوبی دیکھ رہا تھا۔ اسے یقیناً وہ خاصا قوی الجثہ دمی تھا اس کا صرف ایک ہی ساتھی تھا۔

وہ ٹائیگر کو لیتے اندر ایک کمرے میں آ گئے۔ کمرے میں پہنچتے ہی یگر نے اچانک کچھ کرنے کا فیصلہ کیا۔ دوسرے لمحے اس نے انتہائی پھرتی سے جھپٹ کر سامنے والے آدمی کو دونوں ہاتھوں سے پکڑا اور تیزی سے پلٹ پڑا۔ یہ سب کچھ پلک جھپکنے میں ہو گیا اور اب ریوالور لے اور ٹائیگر کے درمیان اس کا اپنا ہی ساتھی آ گیا تھا۔

اس سے پہلے کہ ریوالور والا سنبھلتا ٹائیگر نے پوری قوت سے اس ی کو ریوالور والے پر دھکیل دیا۔ اور وہ دونوں ایک دوسرے سے را کر نیچے گر پڑے۔ بیگ ریوالور والے کے ہاتھ سے چھوٹ چکا تھا یگر نے کوئی مہلت دیئے بغیر جھپٹ کر بیگ اٹھایا اور پھر دوسری چھلانگ میں وہ کمرے سے باہر تھا۔ اس نے جھپٹ کر دروازہ بند کیا اور نجیر چڑھا دی۔

پھر وہ بیگ لئے تیزی سے قریبی سیڑھیوں پر چڑھتا چلا گیا۔ دروازے رخ اس نے اس لئے نہیں کیا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ دروازے کی ف جانا انتہائی خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ جلد ہی وہ مکان کی چھت پر پہنچ گیا۔

اندھیرا چھا چکا تھا۔ وہ چھت پر رینگتا ہوا دوسرے کنارے پر نچا اور دوسرے لمحے ساتھ والے مکان پر چھلانگ لگا چکا تھا۔ اس رح وہ مختلف مکانوں سے ہوتا ہوا ایک گلی کے سرے پر پہنچ گیا۔ نے سر اٹھا کر نیچے گلی میں دیکھا۔ وہ گلی خالی تھی ورنہ فائرنگ کی

آوازیں سن کر بہت سے لوگ باہر نکل آئے تھے اور کسی بھی لمحے پولیس کی آمد بھی متوقع تھی۔

ٹائیگر نے موقع غنیمت سمجھا اور دوسرے لمحے اس نے نیچے گلی میں چھلانگ لگا دی۔ گو چھت زمین سے کافی بلندی پر تھی مگر ٹائیگر کے لئے یہ کوئی مسئلہ نہیں تھا۔ کیونکہ وہ جمنازیم کا ماہر تھا۔

گلی میں پہنچتے ہی وہ تیزی سے سڑک کی بجائے دوسری سائیڈ پر بھاگا بیگ کافی بڑا تھا ورنہ وہ اسے کوٹ کے اندر چھپا لیتا۔ اب بیگ ہی اس کے پہچانے جانے کی بڑی نشانی تھی۔ گلی کراس کرتے ہی اس کی مڈبھیڑ دو آدمیوں سے ہوئی لیکن ٹائیگر وہاں رکے بغیر تیزی سے دوسری گلی میں مڑ گیا۔ اسے اپنے پیچھے بھاگتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ لیکن جلد ہی وہ ایک چھوٹی سی گلی میں مڑ گیا۔ بھاگتے ہوئے جب وہ ایک موڑ پر پہنچا تو اچانک اسے ٹھٹھک کر رک جانا پڑا، سامنے دیوار تھی۔

اب واپس جانا موت کو دعوت دینے کے مترادف تھا اور پیچھے آتے ہوئے قدموں کی آواز برابر قریب پہنچتی جا رہی تھی۔

چنانچہ ٹائیگر نے ایک بار پھر جمنازیم پر بھروسہ کیا اور دوسرے لمحے اس نے ایک ہی چھلانگ میں دیوار کراس کر لی۔ دوسری طرف میدان تھا اور وہ کمر کے بل زمین پر جا گرا۔ خاصی چوٹ آئی مگر وہ وہیں دبک گیا۔ سامنے ایک اور مین روڈ تھی مگر میدان میں بھی اسے مشکوک آدمی چلتے پھرتے نظر آئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہ چھپتا چھپاتا آگے بڑھا۔ گلی میں آنے والے آدمی دیوار دیکھ کر یقیناً واپس چلے گئے ہوں گے۔ جیسے ہی وہ مین روڈ پر پہنچا ایک خالی ٹیکسی کو اس نے ہاتھ دے کر

روک لیا۔ وہ تیزی سے ٹیکسی میں گھس گیا۔

"مین مارکیٹ چلو ۔۔۔۔" اس نے ٹیکسی ڈرائیور سے کہا۔

اور ٹیکسی ڈرائیور نے گاڑی آگے بڑھا دی۔

ٹیکسی میں بیٹھے ہوئے اسے شاید چیک کر لیا گیا تھا۔ کیونکہ اس نے شور و غل کی آوازیں سنیں اور دوسرے لمحے میدان کی سائیڈ میں کھڑی ہوئی دو کاروں کے انجن جاگ پڑے۔ ٹیکسی تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی۔ ٹیکسی کے بیک مرر میں وہ اپنے پیچھے آتی ہوئی کاریں چیک کر چکا تھا۔ "دائیں طرف موڑ دو۔"

اس نے اچانک ڈرائیور کو ایک بائی روڈ کی طرف مڑنے کے لئے کہا ٹیکسی تیزی سے بائی روڈ پر مڑ گئی۔

مختلف سڑکوں سے ہوتا ہوا وہ مین مارکیٹ پہنچ گیا۔ ایک کیفے کے سامنے اس نے ٹیکسی رکوائی اور پھر جیب سے ایک بڑا نوٹ نکال کر ڈرائیور کو دیا اور خود کیفے میں گھستا چلا گیا۔

کاریں ابھی تک پیچھے تھیں۔ اس کا خیال تھا کہ کیفے کا عقبی دروازہ بھی ہوگا مگر وہ جلدی میں غلط کیفے میں گھس گیا تھا اب واپس جانا حماقت تھی۔ کیونکہ یقیناً تعاقب کرنے والے اسے کیفے میں جاتا دیکھ چکے ہوں گے۔ چنانچہ اور کوئی چارہ کار نہ دیکھ کر اس نے سیدھا ٹوائلٹ کا رخ کیا۔ اندر سے دروازہ بند کر کے اس نے ایک طویل سانس لی۔

یہ بیگ حاصل کرنا بھی ایک قیامت سے کم ثابت نہیں ہوا تھا اب وہ جلد از جلد اس بیگ سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتا تھا۔ صرف اس بات پر وہ ابھی تک حیران تھا کہ شی چنگ سے بیگ چھیننے کے

بعد دوسرے لوگوں کو اس کا پتہ کیسے چل گیا۔ صرف ایک ہی بات اس کی سمجھ میں آئی تھی کہ جس وقت وہ شی چنگ کو گولی مار کر آگے بڑھا ہو گا شی چنگ اس وقت مرا نہیں ہو گا۔ اس نے یقیناً ٹرانسمیٹر پر اپنے ساتھیوں کو سچوایشن بتلا دی ہو گی۔ چنانچہ اسے کور کر لیا گیا۔ دوسری پارٹی سے متعلق وہ صرف یہی سوچ سکتا تھا کہ دوسری پارٹی نے یا تو شی چنگ کی کال کیچ کر لی ہو گی یا پھر شی چنگ کی پارٹی میں کوئی غدار ہو گا۔

بہرحال ابھی تک وہ بدستور خطرے میں تھا۔ اس نے واچ ٹرانسمیٹر کا ونڈ بٹن کھینچا اور عمران سے رابطہ ملانے لگا۔

عمران نے رسیور کریڈل پر رکھا اور پھر تیزی سے ڈریسنگ روم میں گھس گیا۔ چند لمحوں بعد وہ لباس تبدیل کر کے فلیٹ کی سیڑھیاں تیزی سے اترتا چلا گیا۔

دوسرے لمحے اس کی کار تیز رفتاری کے ریکارڈ توڑتی ہوئی سڑک پر بھاگنے لگی۔ عمران سخت اضطراب کی حالت میں ڈرائیونگ کر رہا تھا۔ ویسے اس نے فلیٹ سے نکلتے ہی اپنے تعاقب کا خیال رکھا مگر کہیں بھی سے تعاقب کا شک نہ ہوا۔

جلد ہی وہ سر سلطان کی کوٹھی کے گیٹ میں داخل ہو گیا۔ کار اس نے پورچ میں روکی اور پھر دروازہ کھولتے ہی اچھل کر باہر آ گیا اور بجلی کے کوندے کی طرح لپکتا ہوا وہ ڈرائینگ روم کی طرف بڑھا۔ ملازم نے اسے خلاف معمول یوں تیزی سے آتے دیکھا تو بوکھلاہٹ میں الٹے ہاتھ سے سلام کر کے پردہ اٹھا دیا۔

عمران تیر کی طرح اندر گھستا چلا گیا۔ سر سلطان صوفے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ عمران کو اس انداز سے اندر آتے ہوئے دیکھ کر وہ بوکھلا کر اٹھ کھڑے ہوئے۔

"خیریت ہے عمران تم نے اتنی ایمرجنسی کال کیوں کی"

انہوں نے بوکھلاہٹ کے عالم میں سوال کیا۔

"سلطان صاحب مجھے ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ حکومت کے اہم خفیہ کاغذات غائب کر دیئے گئے ہیں۔ مجھے شک ہے کہ کہیں سیکرٹ سروس کے کاغذات ان میں نہ ہوں۔"

عمران نے ایک صوفے پر تقریباً بیٹھتے ہوئے انتہائی سنجیدگی سے کہا۔

"تم کیا کہہ رہے ہو یہ کیسے ممکن ہے۔ شار ہے وہ آفس کیس کے بعد ان کی حفاظت کا مکمل انتظام کر لیا گیا تھا"

سر سلطان مزید بوکھلا گئے۔

"آپ فوراً چیک کرائیں ورنہ آپ جانتے ہیں۔ یہ ہمارے لئے انتہائی برا ہو گا"

عمران کے لہجے میں چٹان کی سی سختی تھی۔

"اوہ۔ اوہ۔ اوہ"

سر سلطان کی حالت قابل دید تھی۔ انہوں نے جھپٹ کر ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور کانپتی ہوئی انگلی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ جلد ہی رابطہ مل گیا۔

"ہیلو سلطان سپیکنگ" ــــــ سر سلطان کے لہجے سے بے چینی نمایاں تھی۔

"یس زیدی سپیکنگ نائٹ انچارج سیکرٹ ریکارڈ آفس"

دوسری طرف سے ایک بھاری بھرکم آواز سنائی دی۔

"مسٹر زیدی سیکرٹ سروس کا ریکارڈ چیک کرو کہ وہ ٹھیک ہے ایمرجنسی آرڈر"

سر سلطان نے تقریباً کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔ ان کے ذہن میں آندھیاں چل رہی تھیں۔ بگولے سے رقص کر رہے تھے اگر واقعی ریکارڈ غائب ہو گیا تو کیا ہو گا۔

"بہتر سر ہولڈ کریں"

دوسری طرف سے زیدی نے جواب دیا۔

اور سر سلطان رسیور کانوں سے لگائے عمران کی طرف خالی خالی نظروں سے دیکھنے لگے۔

عمران خاموش بیٹھا تھا۔ اس کے چہرے پر چٹان کی سی سختی تھی۔ ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے احمق عمران کہیں غائب ہو گیا ہو اور اس کی بجائے کوئی اور عمران وہاں موجود ہو۔

تقریباً پانچ منٹ کے وقفے کے بعد زیدی کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"ہیلو سر میں نے چیک کر لیا ہے"

"رپورٹ دو گدھے آدمی درست کرو"

سر سلطان جو کبھی غصے میں نہ آتے تھے اس بار ایک لمحے کا توقف برداشت نہ کر سکے۔ اور پھٹ پڑے۔

"ریکارڈ ٹھیک ہے سر۔ ہر چیز ٹھیک موجود ہے"

حفاظتی نظام بھی صحیح کام کر رہا ہے۔ کسی قسم کی معمولی سی گڑبڑ بھی
نہیں ہوئی"

زیدی نے سر سلطان کے اس طرح اچانک غصے سے بوکھلا کر جلدی
جلدی رپورٹ دے ڈالی۔

اور سر سلطان نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور کریڈل پر دے
مارا۔ ان کا چہرہ جذبات کی شدت سے سرخ ہو رہا تھا۔

"کاغذات تو محفوظ ہیں"

انہوں نے چند لمحوں کے توقف کے بعد نرم لہجے میں عمران سے کہا۔

"آپ میرے ساتھ چلیں میں خود چیک کرنا چاہتا ہوں"

عمران نے بھی چند لمحے سوچنے کے بعد جواب دیا۔

"چلو یہ ٹھیک ہے تم خود بھی تسلی کر لینا۔ میں زیدی کو اپنی آمد کی اطلاع
دے دیتا ہوں"

سر سلطان نے دوبارہ ٹیلیفون کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے
کہا۔

"نہیں بغیر اطلاع کے چلیں"

عمران نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"چلو"

سر سلطان بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

عمران نے دروازے کی طرف قدم بڑھائے ہی تھے کہ اچانک مکھی کی
بھنبھناہٹ کی آواز اس کے کانوں میں گونجنے لگی۔

وہ رک گیا اور پھر اس نے اپنی گھڑی کا ونڈ بٹن کھینچ لیا اور اسے

کان سے لگا لیا۔

سر سلطان بھی رک گئے۔

"ہیلو عمران سپیکنگ اوور"

عمران نے نرم لہجے میں کہا۔

"ٹائیگر سپیکنگ سر اوور"

دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"یس کیا بات ہے اوور"

عمران نے سوال کیا۔

"سر میں انتہائی خطرے میں ہوں اوور"

ٹائیگر نے جواب دیا۔

"کیا بات ہے جلدی بتلاؤ اوور"

عمران نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"سر شی چنگ ایک گینگ کے پیچھے لگا ہوا ہے۔ اس سلسلے میں
دو اور پارٹیاں بھی سامنے آئی ہیں۔

"بگ باس اور واکر گروپ"

شی چنگ جس گروپ کے پیچھے لگا ہوا ہے اس کا نام بلیک سرکل
ہے وہ کچھ کاغذات ان سے حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اوور"

ٹائیگر نے مختصر طور پر بتلایا۔

"اوہ کیسے کاغذات کچھ پتہ چلا"

عمران کے لہجے میں دبا دبا سا جوش تھا۔

"سر یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ ان کاغذات کی نوعیت کیا ہے۔ ویسے

کاغذات بلیک سرکل گروپ کے پاس ہیں وہ انہیں حاصل کرنا چاہتا
تھا۔ اس نے ایک آدمی سے ایک بیگ بھی چھینا ہے مگر پھر وہ بیگ
ہم نے اس سے حاصل کر لیا ہے۔ شاید اس میں وہ کاغذات ہوں اوور"
ٹائیگر نے جواب دیا۔

"ویری گڈ وہ بیگ اب کہاں ہے اوور"
عمران نے تقریباً چیختے ہوئے پوچھا۔

"سر اس وقت وہ میرے قبضے میں ہیں مگر میرے پیچھے تین
پارٹیاں لگی ہوئی ہیں اور میں کیفے ڈی شیرازن کے ٹوائلٹ سے آپ کو
کال کر رہا ہوں اوور"
ٹائیگر نے جواب دیا۔

"بیگ وہیں پھینک دو اور کاغذات جیب میں ڈال لو اوور"
عمران نے فوری طور پر تجویز بتلائی۔

"میں نے کوشش کی ہے جناب مگر وہ بیگ نہیں کھلتا اوور"
ٹائیگر نے جواب دیا۔

"او کے تم وہیں رکو میں آ رہا ہوں اوور اینڈ آل"
عمران نے ٹرانسمیٹر آف کر کے رابطہ ختم کیا۔
اور پھر سر سلطان سے مخاطب ہو گیا۔

"میں ایک ضروری کام کے لئے جا رہا ہوں۔ آپ بے شک آرام
کریں میں آپ کو خود ہی کال کر لوں گا"

"ٹھیک ہے"
سر سلطان نے جواب دیا۔

اور تیزی سے مڑ کر تیزی سے کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔
دوسرے لمحے اس کی کار تیزی سے کیفے ڈی شیرازن کی طرف دوڑی
چلی جا رہی تھی۔

ڈیوڈ البیون کا ہیلی کاپٹر جیسے ہی اس فارم ہاؤس کے
اوپر پہنچا پیچھے کھیت سے اس پر فائرنگ ہونے شروع ہو گئی۔ ڈیوڈ البیون
نے تیزی سے ہیلی کاپٹر بلندی پر اٹھایا اور پھر اس نے سیٹ کے نیچے
ہاتھ ڈال کر دستی بم اٹھایا۔ دانتوں سے اس کی پن کھینچی اور اسے پیچھے
کھیت میں پھینک دیا۔ ایک زوردار دھماکہ ہوا اور نیچے سے ہونے
والی فائرنگ ایک دم رک گئی۔

ڈیوڈ البیون کو خطرہ تھا کہ اس کے بم سے کہیں وہ بیگ بھی ان آدمیوں
کے ساتھ ہی تباہ ہو جائے مگر چونکہ وہ لوگ کھیت میں چھپے ہوئے تھے
اس لئے وہ مجبور تھا۔ اس نے مختلف جگہوں پر اندازے سے تین چار دستی
بم مارے اور پھر کافی دیر تک جب نیچے سے فائرنگ نہ ہوئی تو اس
نے فائرنگ سپاٹ سے کافی دور فارم ہاؤس کے قریب اپنا ہیلی کاپٹر
اتار دیا۔ مشین گن ہاتھ میں لئے وہ ہیلی کاپٹر سے اترا اور پھر بڑے

محتاط انداز میں وہ کھیت کی طرف بڑھنے لگا۔ کھیت کے قریب ہی اس نوجوان کی لاش پڑی ہوئی تھی جس کے ہاتھ سے ان لوگوں نے بیگ چھینا تھا۔

ابھی وہ لاش سے چند قدم ہی دور تھا کہ اچانک کھیت کی طرف سے اس پر گولیوں کی بارش شروع ہو گئی۔

ڈی الیون نے تیزی سے چھلانگ لگائی اور اس نوجوان کی لاش کے ساتھ چپک گیا۔ گولیاں اس کے اوپر سے گزرتی چلی گئیں۔

اس نے بھی مشین گن کا فائر کھول دیا۔ مگر مقابل سے گولیوں کی بارش بند نہ ہوئی۔ دراصل مقابل کھیت میں ہونے کی وجہ سے بہترین آڑ میں تھے۔

اس نے ایک ہاتھ سے مشین گن سنبھالی اور دوسرا ہاتھ جیب میں ڈال کر ایک چھوٹی سی بوتل نکال لی۔ بوتل میں سفید رنگ کا محلول بھرا ہوا تھا اس نے وہ بوتل دستی بم کی طرح گھما کر کھیت میں پھینکی اور ساتھ ہی اس بوتل کا نشانہ لے کر فائر کھول دیا۔ بوتل پھٹ گئی اور اس میں موجود محلول کھیت کے پودوں پر پھیل گیا۔ فائر کی وجہ سے جہاں جہاں محلول گرا اس جگہ نے آگ پکڑ لی۔ محلول شاید انتہائی طاقتور تھا۔ کیونکہ آگ تیزی سے پھیلنی شروع ہو گئی تھی۔

ڈی الیون لاش کے پیچھے چھپا پڑا رہا۔ آگ تیزی سے پھیلتی چلی جا رہی تھی۔ اچانک کھیت سے ہونے والی فائرنگ بند ہو گئی۔

ڈی الیون کو خطرہ تھا کہ مقابل کہیں پچھلی سائیڈ سے نہ نکل جائیں چنانچہ فائرنگ بند ہوتے ہی وہ تیزی سے اٹھا اور واپس ہیلی کاپٹر کی طرف بھاگنے لگا۔ اسے اپنے پیچھے گولی آنے کی فکر نہیں تھی۔ کیونکہ اب

مقابل اور اس کے درمیان آگ کی دیوار قائم ہو چکی تھی۔ جلد ہی وہ ہیلی کاپٹر میں بیٹھ گیا۔

اور دوسرے لمحے اس کا ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہو گیا۔

ہیلی کاپٹر کافی بلندی پر لئے ہوئے وہ کھیت پر آیا۔ اور پہلے چکر پر ہی اس نے دو آدمیوں کو کھیت سے نکل کر بھاگتے ہوئے دیکھا۔ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں وہ بیگ بھی تھا۔

ڈی الیون ہیلی کاپٹر ان کے سر پر لے آیا اور پھر اس نے کنٹرول کو چھوڑ کر مشین گن سنبھال لی۔ اس نے مشین گن کا رخ اس آدمی کی طرف کیا جس کے ہاتھ میں بیگ تھا مگر اس سے پہلے کہ وہ فائر کھولتا۔ وہ شخص اپنے سر پر ہیلی کاپٹر دیکھتے ہی ایک چھوٹی سی دیوار کی آڑ میں ہو گیا۔

ڈی الیون نے دوبارہ کنٹرول سنبھال لیا۔ اور پھر اس نے ایک راؤنڈ لگایا اور جب وہ دوبارہ اسی دیوار کے قریب پہنچا تو اس نے ہیلی کاپٹر کافی نیچے کر لیا تھا۔ تاکہ اس بیگ والے آدمی کی صحیح پوزیشن کا اندازہ کر سکے اس کی تیز نظریں اس دیوار پر جمی ہوئی تھیں کہ اچانک دیوار کی آڑ سے شعلوں کی ایک قطار بلند ہوئی۔ یقیناً وہ آدمی ہیلی کاپٹر پر مشین گن سے فائر کر رہا تھا۔ ڈی الیون نے تیزی سے ہیلی کاپٹر بلند کرنا چاہا مگر مشین گن کی گولیاں سنگل سیٹ ہیلی کاپٹر کے انجن کو نقصان پہنچانے میں کامیاب ہو چکی تھیں۔

ہیلی کاپٹر کے انجن سے زوردار گڑگڑاہٹ کی آواز نکلی اور ڈی الیون گھبرا گیا۔ کیونکہ چاہے کچھ بھی ہو۔ ہیلی کاپٹر پھر بھی کافی بلندی پر تھا۔ اور بغیر پیرا شوٹ کی مدد سے اس سے کودنا اپنی ہڈیوں کو ریزہ ریزہ

ہی نہیں ہیں۔ آخر یہ سب کچھ کیوں ہوا۔ اور اس سے وہ لوگ کیا مقصد حاصل کرنا چاہتے ہیں "

ایک ممبر سینیو رناطشے نے جواب دیا۔

" یہی تو اس تمام پرابلم میں اہم پیچیدگی ہے۔ میرا خیال ہے پہلے ہمیں اس بارے میں سوچنا چاہیئے۔ اس کے بعد ہی کوئی ایسا کلیو مل سکتا ہے جس کی روشنی میں ہم اسے حل کرنے کے متعلق سوچ سکتے ہیں "

ایک دوسرے ممبر نے جواب دیا۔

" ویسے اگر دیکھا جائے تو یہ کوئی جرم نہیں ہے کہ کسی ملک کے ایسے عناصر کی تفصیلات حاصل کرنا جو اس کی حکومت کے خلاف رہا ہو۔ تقریباً ہر ملک میں ایسے سیاسی عناصر موجود ہیں جو کھلم کھلا یا در پردہ حکومت کے خلاف رہتے ہیں اور پھر ہر حکومت ایسے عناصر سے اچھی طرح واقف رہتی ہے "

" یہ تو ٹھیک ہے مسٹر آگل مگر پیچیدگی یہاں پیدا ہوتی ہے کہ ان لوگوں نے تقریباً ہر بڑے ملک کے ایسے عناصر کی تفصیلات جمع کی ہیں۔ اس کا مقصد کیا ہے۔ اس سے تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی بین الاقوامی سازش ہو رہی ہے اور ہو سکتا ہے کہ اس سازش کے نتائج ہمارے تصور سے بھی زیادہ بھیانک نکلیں "

صدر نے جواب دیا۔

" آخر ایسی حرکت کون کر سکتا ہے اور اسے اس سے کیا مفادات مل سکتے ہیں جو حکومتیں آپس میں متحارب رہتی ہیں اور جن پر ایسی حرکت کا شک کیا جا سکتا ہے وہ سب اس لسٹ میں شامل ہیں اور ان

سب عناصر کی تفصیلات حاصل کی گئی ہیں "

ایک اور ممبر نے کہا۔

" ہو سکتا ہے ایشیا کے کسی ایسے ملک کی یہ حرکت ہو جو بظاہر طاقتور گروپ میں شامل نہ ہو "

ایک اور ممبر نے رائے دی۔

" جہاں تک ہماری معلومات کا تعلق ہے ایشیا کے بھی تقریباً ہر قابلِ ذکر ملک کو نشانہ بنایا گیا ہے اور اگر یہ کسی ایسے ملک کی حرکت بھی ہو جو کسی طرح بھی قابلِ ذکر شمار نہ ہوتا ہو تو پھر وہ تمام دنیا کے طاقتور ترین ممالک سے کیسے ٹکرا سکتا ہے "

ایک اور ممبر نے جواب دیا۔

" لیکن اگر ایسا ہے بھی تو وہ اس سے کیا فائدہ اٹھا سکتا ہے ظاہر ہے اگر وہ تمام دنیا کی حکومتوں کے مخالف گروپ کو اکٹھا کرنا چاہتا تھا [illegible] خود طاقتور اور معاشی طور پر انتہائی امیر ہونا چاہیئے۔ اس طرح وہ ایسا کر سکتا ہے کہ مخالف گروپس کو معاشی مدد اور بے پناہ اسلحہ دے کر حکومت کے خلاف کسی سازش کے لئے تیار کر سکتا ہے اور اگر ایسا ہو بھی جائے تو وہ ملک ان لوگوں کی حکومت سے کیا مفاد اٹھا سکتا ہے۔ پھر اگر اس کے مخصوص مفادات کا تعلق ہے تو وہ کسی ایک ملک کے ساتھ ہو سکتے ہیں نہ کہ دنیا کے تمام ممالک کے خلاف "

ایک نے بھرپور دلیل دیتے ہوئے کہا۔

" بہرحال جو لوگ بھی اس کی پشت پر ہیں ان کا ظاہر ہے کوئی نہ

کوئی مفاد اس میں پنہاں ہوگا۔

وہ کیا مفاد ہے؟

اور اگر وہ مفاد ہماری حکومتوں کے خلاف جاتا ہے تو یہ ہمارا فرض ہے کہ ان لوگوں کو اس سے روکا جائے۔

صدر نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اس سلسلے میں جو [illegible] معلومات [illegible] ہیں وہ میٹنگ میں پیش کی جائیں تاکہ ان کی روشنی میں آئندہ کا لائحہ عمل سوچا جا سکے۔"

صدر کے قریب بیٹھے ہوئے ایک ممبر نے تجویز پیش کی۔

"ہم سب کو جو معلومات اس سلسلے میں ملی ہیں ان کا مجموعہ اس فائل میں موجود ہے۔ میں اسے پڑھ کر سناتا ہوں۔"

صدر نے میز پر پڑی ہوئی ایک سرخ رنگ کی فائل اٹھاتے ہوئے کہا۔

"ضرور سنائیے ہم گوش بر آواز ہیں۔"

ایک ممبر نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"اس چکر کا پہلا انکشاف ہمارے ملک سے ہوا جب کہ اچانک یہ معلوم ہوا کہ حکومت کے ان سیکرٹ کاغذات کہ جو ان سیاسی معاملات کے ریکارڈ پر مشتمل ہیں جو حکومت کے خلاف ہیں ان کی فوٹو کاپیاں نامعلوم طور پر اتاری گئی ہیں۔ ہمارے سیکرٹ ریکارڈ آفس میں یہ انتظام بھی کیا گیا تھا کہ اگر کوئی کسی کاغذ کی فوٹو اتارے تو معلوم ہو سکے چنانچہ اس کا انکشاف ہوا۔ ابھی ہمارا [illegible] رہا تھا کہ

ہمارے چند دوست ممالک نے بھی اس کا انکشاف کیا۔ اور پھر جب ہم نے اپنے گروپ کے ممالک سے اس بات پر بحث کی تو پتہ چلا کہ تقریباً تمام قابل ذکر ممالک کے سیکرٹ ریکارڈ کے ساتھ یہی عمل کیا گیا ہے۔

ویسے کسی بھی ملک کے سیکرٹ ایجنٹ [illegible] کا [illegible] نہیں چلا [illegible] ان کے [illegible] گئے ہیں [illegible] جب سفارتی [illegible] اس معاملے پر غور کیا تو معلوم ہوا [illegible] قابل ذکر [illegible] یورپ کے [illegible] ان [illegible] کے ساتھ یہ حرکات کی گئی ہے۔ اب تک مجرموں کے متعلق جو معلومات حاصل ہوئی ہیں وہ صرف اتنی ہیں کہ اس سلسلے میں چند [illegible] پارٹیاں خاصی سرگرم ہیں لیکن ان کاغذات کی کاپیاں [illegible] اصل مجرم کون ہے۔ اس سلسلے میں ابھی کوئی بات بھی معلوم نہیں ہو سکی۔ معاملہ کی درپردہ اہمیت کی خاطر یہ میٹنگ کال کی گئی ہے۔"

صدر نے فائل رکھتے ہوئے آخری فقرے ادا کئے۔

"میرے خیال میں ہم بین الاقوامی طور پر ایک پارٹی تشکیل دیں جس میں دنیا کے چیدہ چیدہ ممالک کے اچھے سیکرٹ ایجنٹ شامل ہوں اور وہ سب مل کر اس کیس کا سراغ لگائیں۔ ہر ملک ایک دوسرے کے ساتھ پوری مدد کرے کیونکہ یہ سب کا مشترکہ مسئلہ ہے۔"

ایک ممبر نے تجویز پیش کی۔

"[illegible] صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ ہر ملک علیحدہ علیحدہ اس

سے علیحدہ کام کرے لیکن ایک دوسرے کی کامیابیوں یا ناکامیوں سے دوسروں کو آگاہ رکھا جائے۔"

ایک اور ممبر نے تجویز پیش کی۔

"میرے خیال میں بہتر صورت یہ ہے کہ جدید و جدید یورپین ممالک کا علیحدہ گروپ تشکیل دیا جائے۔ ایشیا والے علیحدہ اپنا گروپ قائم کر لیں ظاہر ہے لیکن تو ہم لوگوں نے ہی کرنا ہے۔"

"تو پھر اس کا کریڈٹ ایشیا والے کیوں لے جائیں۔"

ایک ممبر نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

اس تجویز کے پیش ہوتے ہی سب ممبران نے اس کی بھرپور تائید کی اور بھاری اکثریت رائے سے اس کا فیصلہ کر لیا گیا۔ اس گروپ کا نام "یورپین سیکرٹ سروس کوآرڈینیشن بیورو" یعنی ای۔ ایس۔ سی۔ بی تجویز کیا گیا اور اس کا صدر مقام اس میزبان ملک میں رکھا گیا۔ چنانچہ ہر ممبر نے اپنے اپنے معروف ترین سیکرٹ ایجنٹ کا نام صدر میٹنگ کو تحریری طور پر دے دیا اور چند دیگر ضمنی فیصلوں اور قانونی کارروائیوں کے بعد میٹنگ برخاست کر دی گئی۔

عمران نے تیزی سے اپنی کار کیفے ڈی شیزان کے قریب روکی اور پھر کار سے اتر کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کیفے کے دروازے کی طرف بڑھا۔ اس نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ کیفے میں خاصہ رش تھا تقریباً ہر میز پُر ہوئی تھی لوگوں کی باتوں اور خوبصورت لڑکیوں کے مترنم قہقہوں نے ماحول کو افسانوی رنگ دے رکھا تھا۔

عمران اس ماحول سے متاثر ہوئے بغیر دروازے کے قریب موجود ٹوائلٹ کی طرف بڑھا جیسے ہی وہ ٹوائلٹ کے قریب پہنچا وہ ٹھٹھک کر رہ گیا۔ کیونکہ اسی لمحے ٹوائلٹ کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان باہر نکل آیا۔

عمران حیران رہ گیا کہ ٹائیگر کہاں غائب ہو گیا۔ اس نے ایک نظر نوجوان پر ڈالی جو ایک میز کی طرف بڑھ رہا تھا۔ عمران سر جھٹک کر ٹوائلٹ کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔

ٹوائلٹ حسب توقع خالی تھا۔ اس نے دروازہ بند کیا اور پھر ٹوائلٹ کو بغور چیک کرنا شروع کر دیا۔ کسی قسم کے جدوجہد کے آثار وہاں موجود نہیں تھے۔

وہ یہ تو اچھی طرح سمجھتا تھا کہ ٹائیگر کو مجبوراً وہاں سے نکلنا پڑا ہو گا۔ مگر یقیناً اس نے عمران کی رہنمائی کے لئے وہاں کوئی نشان ضرور چھوڑا ہو گا۔ اور عمران کو اسی نشان کی تلاش تھی۔

ٹوائلٹ کا ایک ایک چپہ چھاننے کے باوجود جب کوئی نشان نہ ملا تو عمران نے اپنی گھڑی کا ونڈ بٹن کھینچا اور ٹائیگر سے سلسلہ ملانے کی کوشش میں مصروف ہو گیا۔ تقریباً چند ہی لمحوں کے بعد سلسلہ قائم ہو گیا۔

"ہیلو کون بول رہا ہے اوور"

دوسری طرف سے آواز آئی۔

"تم کون ہو اور کوڈ نمبر بتاؤ اوور"

عمران نے بدلی ہوئی آواز میں جواب دیا۔

ویسے وہ ٹائیگر کی طرف سے مایوس ہو چکا تھا کیونکہ ظاہر ہے کہ اگر دوسری طرف ٹائیگر خود ہوتا تو اسے پوچھنے کی ضرورت نہیں تھی۔ اس کا مطلب ہے کہ ٹائیگر مجرموں کے ہتھے چڑھ چکا ہے اور اب مقابل میں ٹائیگر کی بجائے کوئی مجرم ٹائیگر کی آواز کی نقل کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔

چند لمحوں کے توقف کے بعد دوبارہ آواز آئی۔

"ہو بیس میرا سلم بول رہا ہوں کوڈ ڈی ٹی اوور"

اس بار ٹائیگر کی آواز سنائی دی تھی۔

"کوڈ ایم"

"تم کہاں سے بول رہے ہو اوور"

عمران ٹائیگر کے بتلائے ہوئے کوڈ سے پوزیشن سمجھ گیا تھا۔

چند لمحوں تک خاموشی رہی پھر ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"میں اس وقت پانامہ سے بول رہا ہوں جناب آپ تشریف لے آئیں اوور"

ٹائیگر کی آواز آئی۔

"اور عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔

وہ سمجھ گیا کہ مجرموں نے اسے غلط راہ پر لگانے کے لئے پانامہ شہر کا نام لیا ہے تاکہ وہ پانامہ کے چکر میں رہے۔ حالانکہ وہ جانتا تھا کہ پانامہ دارالحکومت سے بیس میل دور ہے۔

اور واچ ٹرانسمیٹر صرف دس میل کے اندر ہی کام کر سکتا ہے۔

عمران نے ونڈ بٹن دبایا اور دوبارہ ٹنکی کی طرف بڑھا۔ ٹوائلٹ کی واٹر ٹنکی کا اس نے ڈھکن اٹھایا اور پھر اندر ہاتھ ڈال دیا۔ چند لمحوں بعد جب اس نے ہاتھ باہر نکالا تو اس کے ہاتھ میں ایک پنسل ٹارچ تھی۔ اس نے پنسل ٹارچ کو روشنی میں بغور دیکھا تو پنسل ٹارچ کے اوپر ایک دائرہ اور اس میں کراسنگ کا مدھم سا نشان بنا ہوا تھا۔ یہ نشان کسی نوک دار چیز سے پنسل ٹارچ کی سطح پر تیزی سے کھرچا گیا تھا۔

عمران نے پنسل ٹارچ جیب میں ڈالی اور پھر دروازہ کھول کر ٹوائلٹ سے باہر نکل آیا۔ اب اس کا رخ کیفے کے مین گیٹ کی طرف ہی تھا۔ اس نے مین گیٹ کے قریب موجود پبلک فون بوتھ کا دروازہ کھولا

اور اندر داخل ہو گیا۔

رسیور اٹھا کر اس نے سکہ ڈالا اور پھر نمبر گھمانے لگا۔ چند لمحوں کے بعد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

"میں عمران بول رہا ہوں۔"

عمران نے سلسلہ ملتے ہی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"بلیک زیرو سپیکنگ سر۔"

دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

"بلیک زیرو صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں کی ڈیوٹی بہار کالونی کی کوٹھی نمبر ۶۰۱ پر لگا دو۔ وہاں شوگران سیکرٹ سروس کے ایک جاسوس شی چنگ یا اس کے ساتھیوں کی نقل و حرکت چیک کریں۔"

عمران نے احکام دیتے ہوئے کہا۔

"شوگران سیکرٹ سروس۔۔۔"

بلیک زیرو کا لہجہ تعجب سے بھرپور تھا۔

"ہاں"

عمران نے جواب دیا اور پھر اس نے شی چنگ کا حلیہ تفصیل سے بتلا دیا۔

"بہتر جناب میں ابھی انہیں احکام دیتا ہوں۔"

بلیک زیرو نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"ہاں! اور تنویر کی ڈیوٹی لگا دو کہ وہ میرے فلیٹ کی نگرانی کرے۔ اور اگر مشتبہ آدمی اس فلیٹ کی نگرانی کرتا ہوا نظر آئے تو اسے چیک کرے۔ اسے سختی سے کہہ دینا کہ کسی قسم کی حماقت برداشت نہیں کی

جائے گی۔۔۔"

عمران نے تنویر کے متعلق احکام دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب۔۔۔" بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"اور جولیا کو حکم دو کہ وہ مجھے کیفے [illegible] کے قریب فوراً ملے میں اس کا انتظار کر رہا ہوں۔"

عمران نے بلیک زیرو کو جولیا کے متعلق ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب۔۔۔ لیکن کیا آپ مجھے پوزیشن بتلائیں گے کہ کیا کیس ہے۔"

بلیک زیرو نے الجھن سے نجات پانے کے لئے آخر عمران سے سوال کر ہی دیا۔

"ابھی تک کسی کیس کے سر پیر کا مجھے بھی علم نہیں بہرحال اتنا نظر آتا ہے کہ کوئی لمبا سلسلہ شروع ہو چکا ہے۔"

عمران نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"ان لوگوں کی طرف سے اگر کوئی رپورٹ آئے تو پھر میں آپ سے کہاں کانٹیکٹ کروں" بلیک زیرو نے سوال کیا۔

"میں خود ہی تمہیں کال کر لوں گا" عمران نے جواب دیا اور پھر رسیور ہک سے لٹکا دیا۔

فون بوتھ سے [illegible] گہری سوچ میں غرق تھا۔

[illegible]

ہیں۔ اس نے سوچا کہ شی چنگ سے اب راز اگلوانا ہی پڑے گا۔ اس لئے اس نے صفدر اور کیپٹن شکیل کو شی چنگ کے پیچھے لگا دیا تھا۔ بگ باس کے فون سے اس کے ذہن میں ایک مبہم شبہ نے سر اٹھایا تھا کہ کہیں اس کے فلیٹ کی نگرانی نہ ہو رہی ہو۔ اگر ایسا ہے تو وہ اس آدمی کے ذریعے بگ باس تک پہنچنے کی کوشش کرے گا۔

اپنی کار سے تقریباً بیس گز دور وہ ایک ستون کے پیچھے ٹھہر کر جولیا کا انتظار کرنے لگا۔

تقریباً پندرہ منٹ بعد ایک ٹیکسی کیفے ڈی شیراز کے قریب آ کر رکی اور پھر ٹیکسی سے جولیا باہر نکل آئی۔ اس نے ڈرائیور کو کرایہ دیا اور ٹیکسی آگے بڑھ گئی۔

جولیا ادھر اُدھر دیکھنے لگی۔ وہ یقیناً عمران کو تلاش کر رہی تھی۔

"اُدھر آ جاؤ جانِ من نہ جانے کتنی صدیوں سے میری روح تمہارا انتظار کر رہی ہے"۔

ایک مدھم سی آواز جولیا کے کانوں سے ٹکرائی اور وہ چونک پڑی اس نے اس ستون کی طرف دیکھا جدھر سے اس کے خیال کے مطابق آواز آئی تھی مگر وہاں کوئی آدمی موجود نہیں تھا۔ البتہ کیفے کے اندر سے کبھی کبھی قہقہوں اور آوازوں کا شور اسے سنائی دے جاتا تھا۔

جولیا نے ایک لمحے کے لئے سوچا اور پھر چوکنے انداز میں چلتی ہوئی اس ستون کی طرف بڑھی ستون کے قریب وہ جا کر رک گئی۔ ستون خاصا چوڑا تھا۔ ستون کی چوڑائی دیکھ کر جولیا سمجھ گئی کہ وہ فقرہ کہنے والا یقیناً اس ستون کے پیچھے چھپا ہوا ہو گا۔

"کون ہو تم"۔

جولیا نے انتہائی سخت لہجے میں آواز دی۔

"میں صدیوں سے بھٹکی ہوئی ایک روح ہوں۔ جو تمہارے پیار کی تلاش میں آج تک سرگرداں رہی مگر آج مجھے منزل مل گئی ہے"۔

اب آواز کسی اور جگہ سے آ رہی تھی۔

اور جولیا چونک گئی۔ اس کے جسم میں سردی کی ایک تیز سی لہر دوڑ گئی۔ اس نے تیزی سے بلاؤز میں ہاتھ ڈالا۔ اور پھر ایک چھوٹا سا لیڈیز ریوالور نکال کر وہ آگے بڑھی۔ وہ ستون کے پیچھے دیکھنا چاہتی تھی مگر وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔

"کیا بات ہے جولیا کیا دیکھ رہی ہو"۔

اچانک اس کی پشت سے عمران کی آواز سنائی دی اور وہ تیزی سے گھوم گئی۔

سامنے عمران معصوم صورت لئے کھڑا تھا۔

"یہ تمہاری شرارت تھی تم مجھے بے حد پریشان کرتے ہو۔ اس دفعہ میں باس سے ضرور تمہاری شکایت کروں گی"۔

جولیا نے غصے سے پھٹ پڑنے والے لہجے میں جواب دیا۔

"کیسی شکایت کیا تم گھاس تو نہیں کھا گئیں مجھے تو باس نے خود بھیجا ہے کہ میں تم سے اس کیفے کے باہر ملوں"۔

عمران نے انتہائی معصومیت سے جواب دیا۔

اور جولیا خون کے گھونٹ پی کر رہ گئی۔

"اچھا اب زیادہ باتیں مت کرو کام بتاؤ"۔

جولیا نے تلخ لہجے میں کہا۔

"فطرت نے عورتوں کے ذمے ازل سے صرف ایک ہی کام لگایا ہے۔"

عمران نے فلسفیانہ انداز میں جواب دیا۔

"شٹ اپ۔"

جولیا نے انتہائی سخت لہجے میں جواب دیا۔

"اچھا غصے میں مت آؤ چلو تمہیں تمہارے فلیٹ پہنچا دوں۔"

عمران نے انتہائی مطمئن لہجے میں جواب دیا اور اپنی کار کی طرف مڑ گیا۔

"سنو تمہیں باس نے کیا کام ذمے لگایا ہے۔"

جولیا نے انتہائی جھنجلاہٹ میں پوچھا۔

"اس نے صرف یہی کہا ہے کہ جولیا کو لیڈی ڈی شیراز سے اپنی کار میں لفٹ دے کر اس کے فلیٹ پر پہنچا دو۔ وہ شاید تمہارا کرایہ بچانا چاہتا ہے۔ بڑی ہمدردی ہو گئی ہے باس کو تم سے ویسے میں بھی دو گیلن پٹرول کے پیسے لئے بغیر جان نہیں چھوڑوں گا۔"

عمران نے جواب دیا۔

اور جولیا کو اتنی شدت سے غصہ آیا کہ وہ کچھ بول نہ سکی۔

"چلو نا اب کیا نخرے دکھا رہی ہو مجھے دیر ہو رہی ہے۔ میں نے ایک گرل فرینڈ کو ٹائم دے رکھا ہے میں نے اسے پکچر دکھانی ہے۔"

عمران نے گھڑی پر نظر ڈالتے ہوئے جواب دیا۔

اور جولیا نہ جانے کیا سوچ کر خاموش رہی۔ ویسے غصے اور جھنجلاہٹ

سے اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔

"چلو ——" جولیا بھی اب کار کی طرف بڑھ گئی۔ اس کے دماغ میں یہی خیال آیا تھا کہ عمران لازماً پریشان کرنے کے لئے ایسا کر رہا ہے۔

عمران نے کار کا دروازہ کھولا اور جولیا اگلی سیٹ پر بیٹھ گئی عمران مڑ کر ڈرائیونگ سیٹ پر آ بیٹھا۔ اور کار آگے بڑھا دی چند لمحے بعد اس کی کار تیزی سے مختلف سڑکوں پر دوڑ رہی تھی۔

"ہیلو بٹر فلائی سپیکنگ"۔۔۔ اس نے رسیور کان سے لگا کر مترنم لہجے میں کہا۔
"مادام میں ڈی سیکس بول رہا ہوں" دوسری طرف سے ایک مودبانہ آواز گونجی۔

مادام بٹر فلائی نے پہلو بدلا اور پھر انتہائی سنجیدہ لہجے میں پوچھا
"کیا رپورٹ ہے ڈی سیکس"

"مادام یورپین ممالک کی سیکرٹ سروسز کے سربراہوں نے آج یہاں میٹنگ کی ہے جس میں انہوں نے "ای۔ ایس۔ ایف۔ آئی۔ وی" تشکیل دی ہے جس میں یورپ کے بڑے ممالک کے مشہور سیکرٹ ایجنٹ شامل ہونگے اس بیورو کا صدر مقام بھی ملک ہے اور یہ تنظیم مشترکہ طور پر ان کا غذات کو حاصل کرنے کی جدوجہد کرے گی اور ہمیں بے نقاب کرنے کی کوشش کرے گی" ڈی سیکس نے رپورٹ دی۔
"ہونہہ۔ اگر کاغذات ہم نے براہ راست حاصل نہیں کئے جو یہ تنظیم ہمارے

خلاف کام کرے گی اور دوسرا ایسی معلومات حاصل کرنا قانونی طور پر جرم نہیں ہے" مادام بٹر فلائی نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔
ویسے اس کے لہجے میں تشویش کی جھلکیاں نمایاں تھیں۔
"یہ تو ٹھیک ہے مادام مگر اس معاملے پر گہری پریشانی ہو رہی ہے۔ اس لیے ان کا اس میں دلچسپی لینا ایک فطری عمل ہے" ڈی سیکس نے جواب دیا۔
"پاکیشیا سے رپورٹ ملی ہے وہاں کیا پوزیشن ہے" مادام نے سوال کیا۔
"وہاں فی الحال کوئی گروپ تو سامنے نہیں آیا لیکن انفرادی طور پر جدوجہد شروع ہو چکی ہے" ڈی سیکس نے جواب دیا۔
"بیگ نمبر دو اس وقت کس کے قبضے میں ہے اور ہمارے گروپ کی وہاں کیا پوزیشن ہے میں جلد از جلد اس بیگ کو یہاں دیکھنا چاہتی ہوں" مادام نے سخت لہجے میں کہا۔
"مادام وہاں اس سلسلے میں ایک سے زیادہ پارٹیاں مصروف ہیں۔ ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ بیگ ایک آدمی سے حاصل کر لیا گیا ہے اور وہ آدمی بھی ہماری قید میں ہے" ڈی سیکس نے جواب دیا۔
"اوکے گڈ رپورٹ، وہ بیگ جلد منگواؤ اور بیگ نمبر ایک" مادام نے سوال کیا۔
"اس کے لیے ڈی ایبون کوشش کر رہا ہے ویسے وہ یقیناً قبضے میں آ جائے گا" ڈی سیکس نے جواب دیا۔
"اوکے ٹھیک ہے۔ ای۔ ایس۔ ایف۔ آئی۔ وی کی مکمل رپورٹ جلد از جلد مجھے بھیجواؤ" مادام نے کہا۔

"بہتر مادام آپ فکر نہ کریں میرا شبہ مکمل طور پر ان کے خلاف کام کر رہا ہے۔" ڈی سکس نے جواب دیا۔

اور مادام نے رسیور رکھ دیا۔

اس کے خوبصورت چہرے پر پریشانی کے آثار کافی حد تک واضح ہو چکے تھے۔

اس نے صوفے کے بازو میں لگا ہوا ایک بٹن دبایا اور تقریباً پانچ منٹ بعد ہی دروازے پر دستک سنائی دی۔

"یس کم ان" مادام سیدھی ہو بیٹھیں وہ تقریباً ۴۰ سال کی ایک انتہائی خوبصورت عورت تھی۔

اس کی غیر معمولی طور پر چمکتی ہوئی آنکھیں اس کی انتہائی ذہانت کی عکاسی کر رہی تھیں۔

دروازہ کھلا اور پھر ایک گٹھے ہوئے جسم کا نوجوان اندر داخل ہوا۔

"یس مادام" اس نے انتہائی مودبانہ لہجے میں سوال کیا۔

"بیٹھو ڈی ون میں نے تم سے ضروری باتیں کرنی ہیں"

مادام نے قدرے نرم لہجے میں ڈی ون سے کہا اور ڈی ون خاموشی سے سامنے رکھی ہوئی ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

"ہمارا مشن نمبر [illegible] سے قریب ہے دونوں بیگ آج ہمارے پاس پہنچ جائیں گے۔ اب مشن نمبر [illegible] کے سلسلے میں تمہارا کیا خیال ہے۔"

مادام نے بحث کرنے کے سے انداز میں سوال کیا۔

"مادام میں کیا عرض کر سکتا ہوں۔ آپ کا حکم ہمارے لیے اٹل ہے۔"

ڈی ون نے کچھ ہچکچاتے ہوئے جواب دیا۔

"کھل کر بات کرو ڈی ون تم اچھی طرح جانتے ہو کہ میرے پورے گروہ میں صرف تم ہی ایک ایسے آدمی ہو جس سے میں کھل کر بات کرنا گوارہ کرتی ہوں۔ اور مجھے خوشی ہے کہ تم نے ہر بار جو بھی رائے دی۔ وہ ہمارے لیے نیک فال ہی ثابت ہوئی تمہارا مشورہ اور میری ذہانت اور ہمارے آدمیوں کی خدمت کا ہی یہ نتیجہ ہے کہ آج پوری دنیا میں ہمارا گروپ آکٹوپس کی طرح جڑیں پھیلائے ہوئے ہے۔ یہ کیس ہماری زندگی کا سب سے بڑا سب سے اہم اور سب سے انوکھا کیس ہے۔ اگر اس کیس پر ہم کامیاب ہو گئے تو پوری دنیا ہمارے قدموں تلے ہو گی۔ اس لئے میں چاہتی ہوں کر بلا جھجک بات کرو"

مادام نے جوش میں پوری تقریر کر ڈالی۔

"مادام دراصل بات یہ ہے کہ میں ذاتی طور پر ابھی تک اس کیس کو سمجھ ہی نہیں سکا کہ آپ کیا چاہتی ہیں اور ہم اس کیس سے کیا فائدہ اٹھا سکتے ہیں"

ڈی ون نے کھلے الفاظ میں جواب دیا۔

"ویری گڈ مجھے تمہاری صاف گوئی بے حد پسند آئی ہے۔ سنو میں تمہیں تفصیلات بتلاتی ہوں اس کے بعد تم اس کیس کو بخوبی سمجھ سکو گے"

"تم جانتے ہو کہ ہمارا گروپ منشیات کا کاروبار کرتا ہے۔ اور اس وقت پوری دنیا میں ہمارا گروپ اس کاروبار میں چھایا ہوا ہے اس سلسلے میں انفرادی طور پر مختلف ممالک کی حکومتیں ہماری سد راہ بنتی رہتی ہیں۔ پھر بھی ہمارا کام چلتا رہتا ہے مگر پچھلے ایک سال سے پوری دنیا کی چیدہ چیدہ حکومتیں

اس کاروبار کے خلاف متحد ہو گئیں۔ انہوں نے ایک علیحدہ بین الاقوامی محکمہ اس کاروبار کو ختم کرنے کے لئے تشکیل دے دیا، اس کے باقاعدہ قواعد و ضوابط عمل میں لائے گئے اور ہر حکومت ان قواعد و ضوابط پر سختی سے پابندی کرنے لگی۔ اس طرح آہستہ آہستہ ہمارا کاروبار سمٹتا چلا گیا۔

ہم کسی ایک یا دو حکومتوں کے خلاف تو کام کر سکتے ہیں مگر پوری دنیا کی حکومتوں کے خلاف کام کرنا ہمارے لئے ناممکن ہو کر رہ گیا ہے اور حالت یہاں تک پہنچ گئی کہ مجھے یہ کاروبار قطعی ختم ہوتا نظر آیا۔ چنانچہ میں نے اس مسئلے کو حل کرنے کی کوئی صورت نکالنے پر غور کرنا شروع کر دیا۔

اور اس کے ساتھ ہی فطری طور پر دوسرے چھوٹے گروپ بھی جو اس نازک صورت سے دوچار تھے وہ بھی اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے ہاتھ پاؤں مارنے لگے۔

تقریباً چار ہفتے پہلے اچانک ایک مشن کے دوران ایک عجیب انکشاف ہوا۔

گو دوسروں کے لئے اس میں دلچسپی کا کوئی سامان ہو یا نہیں۔ بہرحال مجھے جب ان کاغذات اس کی رپورٹ ملی تو میں نے اس مسئلے میں گہری دلچسپی لی۔"

مسز فلاڈی سانس لینے کے لئے رک گئی پھر اس نے ڈی ون سے اچانک سوال کیا۔

"کیا تم اندازہ لگا سکتے ہو کہ میں کیوں اس میں دلچسپی لینے پر مجبور ہو گئی۔"

"یس مادام یقیناً ان کاغذات میں کوئی ایسا انکشاف ہو گا جس کے ذریعے

ہم دنیا کی حکومتوں کے اپنے کاروبار کے خلاف قائم کردہ "پول" کو ناکام بنا سکتے ہیں۔"

ڈی ون نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"تم نے صحیح اندازہ لگایا اب میں تمہیں بتلاتی ہوں کہ ان کاغذات میں کیا تھا۔ ان کاغذات میں ہمارے منشیات کے کاروبار پر بین الاقوامی سطح پر تحقیق کی گئی تھی۔ اور ہماری دلچسپی کی چیز جو اس میں شامل تھی وہ یہ تھی کہ تمام دنیا کی بڑی بڑی حکومتوں کے خلاف موجود ایسے سیاسی عناصر کی نشاندہی کی گئی تھی جو اگر حکومتوں پر قابض ہو جائیں تو وہ ہمارے کاروبار کی سرپرستی کرنے پر تیار ہیں۔"

مسز فلاڈی نے کاغذات میں موجود اصل راز پر سے پردہ ہٹا دیا۔

"ویری گڈ میڈم کیا وہ کاغذات مکمل ہیں۔ میرا مطلب ہے کیا ہمارے کاروبار کے سرکٹ میں آنے والے تمام ممالک کے متعلق ان میں تفصیل شامل ہے۔"

ڈی ون کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

"ہاں وہ کاغذات تو مکمل ہیں لیکن شاید تحقیق کرنے والوں نے اپنے آپ کو دو گروپوں میں تقسیم کر لیا تھا۔ یورپین گروپ کے کاغذات علیحدہ تھے اور ایشیا گروپ کے علیحدہ۔ اب دونوں گروپوں کے کاغذات ہمارے پاس پہنچنے والے ہیں۔

یہ تھا وہ مشن جس کے لئے ہماری ٹیم پچھلے تین ہفتے سے کام کر رہی ہے۔"

مسز فلاڈی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے جواب دیا۔

”لیکن مادام ان کاغذات کی بھنک دوسرے لوگوں کے کانوں میں کیسے پڑ گئی؟“

ڈی ون نے سوال کیا۔

”تمہیں معلوم ہے میں نے ڈی ون ہنڈرڈ سکسٹی کو کیوں گولی مارنے کا حکم دیا تھا۔ وہ ہمارے گروپ کی کالی بھیڑ تھا۔ اس نے یہ راز ہمارے مخالف گروپ کو پہنچایا تھا۔ وہ لوگ ان کاغذات کو حاصل کرنا چاہتے تھے تاکہ ان سے خود فائدہ اٹھا سکیں۔“

مادام بٹر فلائی نے جواب دیا۔

”ہونہہ تو اس سلسلے میں مزید آپ کا کیا پروگرام ہے“

ڈی ون نے سر ہلاتے ہوئے پوچھا۔

”حقیقی معنوں میں اب کام شروع ہونا ہے کاغذات حاصل کرنا تو ایک ابتدائی کارروائی تھی اب مسئلہ یہ ہے کہ ان کاغذات سے صحیح معنوں میں کیسے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔“

مادام نے حتمی خیز لہجے میں کہا۔

”آپ کا اس سلسلے میں کیا پروگرام ہے۔ آپ کے خیال میں ان کاغذات سے صحیح فائدہ کیسے اٹھایا جا سکتا ہے اور اس مفاد کے اٹھانے میں کیا رکاوٹیں حائل ہیں؟“ ڈی ون نے سوال کیا۔

”سب سے پہلی رکاوٹ تو یہ ہے کہ یورپین ممالک نے اس مشن کے خلاف ایک مخصوص بیورو قائم کیا ہے جس میں یورپین ممالک کے چیدہ چیدہ سیکرٹ ایجنٹ شامل ہیں اور دوسری رکاوٹ وہ حکومتیں ہیں، جن کے خلاف ہم کام کریں گے۔ میرا خیال یہ ہے کہ ان سیاسی عناصر کو مالی امداد

در اسلحے کی سپلائی کی جائے۔ اور حکومتوں کے خلاف سازشیں کر کے ان عناصر کو حکومتیں دلوا دی جائیں اور اس سے پہلے ان کے سرکردہ عناصر سے باقاعدہ ایگریمنٹ کیا جائے کہ وہ ہمارے کاروبار کے لئے ہر قسم کی مراعات دیں گے۔“

مادام بٹر فلائی نے خیال انگیز لہجے میں کہا۔

”مادام یہ بڑا وسیع پروگرام ہے اور گستاخی معاف میں سمجھتا ہوں۔ یہ پروگرام صرف ہماری پارٹی کے بس کا روگ نہیں ہے۔ اس پروگرام کے تحت ہمیں تقریباً ہر بڑے ملک کی طاقتور حکومتوں سے ٹکرانا پڑے گا۔ ان حکومتوں کی سیکرٹ سروسز انٹیلجنس اور پولیس بیک وقت ہمارے آڑے آئیں گیں، اور ہمارا کام روز بروز مشکل سے مشکل تر ہوتا چلا جائے گا۔“

ڈی ون نے کھلے لفظوں میں تمام خدشوں کا اظہار کر دیا۔

”یہ تو ٹھیک ہے لیکن تم یہ کیوں نہیں سوچتے کہ ایک تو ہمارا گروپ تقریباً دنیا کے تمام بڑے ملکوں میں پھیلا ہوا ہے اور ہم میں اتنی طاقت بھی ہے کہ ہم حکومتوں کو ان کے ذریعے سبوتاژ کر سکیں۔

دوسرا آج کل کے سیاسی حالات تم اچھی طرح جانتے ہو ہر حکومت کے خلاف تقریباً عوام اور باغی عناصر کام کر رہے ہیں، ہمیں صرف انہیں سپورٹ کرنی پڑے گی باقی کام خود بخود ہوتا چلا جائے گا۔“

مادام نے جواب دیا۔

”یہ تو ٹھیک ہے مادام مگر آپ بظاہر اتنے معمولی کام کی وسعت کا اندازہ کریں کہ ہمیں کیا کیا کرنا پڑے گا۔“

ڈی ون نے جواب دیا۔

ڈی ون تم اچھی طرح جانتے ہو کہ جب میں کسی کام کا فیصلہ کر لوں تو پھر دنیا کی کوئی طاقت مجھے اس کام سے باز نہیں رکھ سکتی، اور تم مسلسل مایوسی کی باتیں کر رہے ہو اور میں برداشت کر رہی ہوں۔ اب اگر تم نے منفی انداز میں بات کی تو تمہیں اس کی سزا بھگتنے کے لئے بھی تیار رہنا چاہئیے"

مادام کو یکدم جلال آگیا اس کی خوبصورت آنکھیں شعلے برسانے لگیں۔

"مم — مادام میں تو ایک امکانی بات کر رہا تھا ویسے آپ کے حکم پر ہم سر دھڑ کی بازی لگانے کو تیار ہیں"

ڈی ون کا رنگ زرد پڑ گیا۔

"تو پھر تم کوئی تعمیری تجویز پیش کرو"

مادام ڈی ون کے لہجے سے نرم پڑ گئی۔

مادام اس سلسلے میں میری ایک تجویز ہے کہ ہم اپنے کاروبار میں شامل تمام بڑی پارٹیوں کا ایک پول بنا لیں۔ تاکہ ہم سب متحد ہو کر اس سلسلے میں کام کر سکیں، بالادستی ہماری قائم رہے گی اور جب کام مکمل ہو جائے تو پھر ہم جیسے چاہیں گے انہیں ڈیل کر لیں گے۔ اگر ایسا نہ ہوا تو یہ پارٹیاں بھی ہمارے آڑے آئیں گی اور پھر حکومتیں بھی شائد دوسری پارٹیوں کو خریدنے کی کوشش کریں۔

ون ڈی نے اپنی تجویز پیش کر دی۔

"ہونہہ خیال تو اچھا ہے مگر کیا دوسری پارٹیاں ہماری بالادستی منظور کر لیں گی"

مادام نے معنی خیز لہجے میں پوچھا۔

"یہ کام آپ مجھ پر چھوڑ دیں میں ان سب کو راضی کر لوں گا"

ڈی ون نے اعتماد سے بھرپور لہجے میں جواب دیا۔

"ویری گڈ اگر تم یہ کام کر لو تو سمجھو ہمارا آدھا کام پورا ہو جائے گا"

مادام کے لہجے سے مسرت کی چنگاریاں پھوٹ رہی تھیں۔

"ٹھیک ہے مادام آپ اس بارے میں قطعی فکر نہ کریں۔ ہاں البتہ آئندہ کی پلاننگ کے لئے آپ تفصیلات طے کر لیں۔ تاکہ جتنی جلدی ہو سکے کام شروع کیا جا سکے"

ڈی ون نے جواب دیا۔

"اوکے اب تم جا سکتے ہو جب پول ہو جائے تو مجھے رپورٹ کرنا — اتنے میں میں آئندہ کی تفصیلات طے کر لیتی ہوں"

مادام نے جواب دیا۔

اور ڈی ون اٹھ کر مودبانہ انداز میں دروازے کی طرف مڑ گیا۔

ٹائیگر نے جیسے ہی کال ختم کی اس نے ٹوائلٹ کے دروازے پر دستک سنی، ظاہر تھا کہ اسے کافی دیر ٹوائلٹ میں ہو گئی تھی اگر یہ مجرموں کی دستک نہ ہوئی تو کسی انتہائی ضرورت مند کی ہوگی۔ جو ایمرجنسی میں ہوگا۔

اب باہر نکلنا ضروری تھا اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر اس کے ہاتھ میں پنسل ٹارچ آگئی۔ اس نے بیلٹ کے بکل کی نوک سے اس پر ایک مخصوص نشان ڈالا اور پھر پانی کی ٹینکی کا ڈھکن اٹھا کر پنسل ٹارچ اس میں ڈال دی۔

بیلٹ دوبارہ باندھ کر اس نے ٹوائلٹ کا دروازہ کھولا اور مطمئن انداز میں باہر نکل آیا سامنے ایک نوجوان کھڑا تھا جس کے چہرے پر انتہائی پریشانی کے آثار تھے، ٹائیگر کو باہر نکلتے دیکھ کر اس کے چہرے پر قدرے اطمینان کے آثار نمایاں ہوئے اور وہ برق کے کوندے کی طرح

ٹوائلٹ کے اندر دوڑ گیا۔

ٹائیگر نے قدرے مسکراتے ہوئے بند ہوتے دروازے پر نظر ڈالی اور پھر اس کی نظریں ہال میں گھومنے لگیں۔

اسے کوئی بھی شکل مشکوک نظر نہیں آئی تھی۔

اس نے سوچا ہو سکتا ہے تعاقب کرنے والوں کو وہ کیفے میں داخل ہوتا نظر نہ آیا ہو۔ اس لئے اب باہر سڑک پر جانا خود اپنے آپ کو ان کی نظروں میں لانا تھا۔

چنانچہ ایک لمحے کی سوچ کے بعد وہ تیزی سے کاؤنٹر کے قریب موجود سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ دوسرے لمحے وہ ایک کی بجائے دو دو سیڑھیاں پھلانگتا ہوا دوسری منزل پر چڑھتا چلا گیا۔

اس منزل میں چند رہائشی کمرے تھے جو گھنٹوں کے حساب سے بک کئے جاتے تھے۔ ظاہر تھا کہ یہ عیاشی کا ایک مخصوص اڈا تھا اور ہوٹل کی انتظامیہ سوائے مخصوص گاہکوں کے دوسروں کو اوپر نہیں جانے دیتی ہوگی۔ اس لئے اس نے سوچا اگر میں اوپر پہنچ جاؤں تو کچھ عرصہ کے لئے تعاقب والوں سے پیچھا چھوٹ سکتا ہے۔

پھر جیسے ہی وہ دوسری منزل کے قریب پہنچا وہاں بیٹھا ہوا ایک دربان اس کے آڑے آگیا۔

"فرمایئے صاحب آپ کہاں جا رہے ہیں، ادھر پرائیویٹ ہے"

دربان نے فہمائش آمیز لہجے میں سوال کیا۔

"مجھے کمرہ نمبر دس میں جانا ہے۔ وہ میں نے ہی بک کروایا ہے"

ٹائیگر نے اندازاً کمرے کا نمبر بتلاتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

"صاحب آپ کا دماغ ٹھیک ہے ہمارے ہاں صرف نو کمرے ہیں۔
دسواں کمرہ ہی موجود نہیں ہے۔"

دربان نے اب انتہائی تلخ لہجے میں جواب دیا۔

"کیسی انتظامیہ ہے یہاں کی۔ جب دس نمبر کمرہ ہی نہیں تو کیوں بک گیا۔ جاؤ نیچے سے منیجر کو بلا لاؤ۔"

ٹائیگر نے انتہائی خوفناک لہجے میں غراتے ہوئے جواب دیا۔ اور دربان ٹائیگر کے لہجے سے شاید گھبرا گیا تھا اور اسی بوکھلاہٹ میں وہ سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔

ٹائیگر تیزی سے آگے بڑھا مگر جب وہ ایک کمرے کے قریب سے گزرا تو اچانک کمرے کا دروازہ کھلا اور دوسرے لمحے کسی نے ٹائیگر کو اندر کھینچ لیا۔

اس سے پہلے کہ ٹائیگر سنبھلتا اس کے چاروں طرف ریوالور کی نالیں اٹھی ہوئی تھیں

یہ چاروں غیر ملکی تھے۔ ان کی آنکھوں سے وحشت کے شعلے بلند ہو رہے تھے۔

ان میں سے ایک نے ٹائیگر کے ہاتھ سے بیگ چھین لیا اور دوسرے لمحے ٹائیگر کی کوٹ کی جیب سے ریوالور نکال لیا۔

اب ٹائیگر مکمل طور پر بے بس ہو چکا تھا وہ اندازہ بھی نہیں کر سکتا تھا۔ کہ جن سے بچنے کے لئے وہ اوپر آیا تھا وہ پہلے سے اوپر اپنا جال بچھائے بیٹھے تھے۔

"ادھر کرسی پر بیٹھ جاؤ۔"

ان میں سے ایک نے غراتے ہوئے کہا۔

ایک لمحے کے لئے تو ٹائیگر نے سوچا کہ ان سے ٹکرا جائے۔ مگر ان لوگوں کے چہروں کے تاثرات بتا رہے تھے کہ وہ ٹائیگر کو گولی مارنے سے قطعی دریغ نہیں کریں گے۔

اتنے میں دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی۔

"مارگر دیکھو باہر کون ہے"

ایک غیر ملکی نے دوسرے سے کہا جو دروازے کے قریب موجود تھا۔

مارگر نے دروازہ کھولا تو سامنے دربان کھڑا تھا۔

"جناب یہ آدمی"

دربان نے سامنے کرسی پر بیٹھے ٹائیگر کی طرف اشارہ کر کے کچھ کہنا چاہا۔

"جاؤ یہ ہمارا آدمی ہے۔"

مارگر نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

اور دروازہ ایک جھٹکے سے بند کر دیا۔

"سٹیون بیگ کھول کر چیک کرو۔"

اسی غیر ملکی نے جس نے پہلے مارگر کو حکم دیا۔ ایک اور غیر ملکی سے کہا جس کے ہاتھ میں اس وقت بیگ موجود تھا۔

سٹیون نے بیگ میز پر رکھا۔

اور پھر اس کے تالے پر زور آزمائی شروع کر دی۔ کافی دیر تک وہ سر کھپاتا رہا، مگر تالا کسی طرح کھلنے میں نہ آیا۔

ٹائیگر کے چہرے پر ایک معنی خیز مسکراہٹ تھی۔ وہ خود بھی اس تالے

پر کافی سے زیادہ سر کھپا چکا تھا۔

"جلدی کرو سٹیون ہمارے پاس وقت بے حد کم ہے"۔

اسی غیر ملکی نے جو تہیاندان کا انچارج تھا۔ انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"یہ کوئی مخصوص قسم کا تالا ہے"

سٹیون نے شکست خوردہ لہجے میں جواب دیا جیسے وہ ذہنی طور پر تالے کی تکنیک سے شکست تسلیم کر چکا ہو۔

"گولی مار کر توڑ دو"۔

انچارج نے غصے سے بھرپور لہجہ میں کہا۔

اس سے پہلے کہ سٹیون انچارج کے حکم پر عمل کرتا، اچانک ٹائیگر کے ہاتھ پر بندھی ہوئی گھڑی کے ڈائل پر بارہ کا ہندسہ جلنے بجھنے لگا۔

ٹائیگر کی تمام تر توجہ اس بیگ کی طرف تھی، اس لئے وہ اس عمل کو چیک نہ کر سکا۔

مگر جو آدمی اسے ریوالور سے کور کئے کھڑا تھا، اس کی نظر اچانک گھڑی پر پڑ گئی۔

"باس اس کی گھڑی کا ٹرانسمیٹر کال کر رہا ہے"۔

اس نے اپنے انچارج سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور ٹائیگر نے بھی چونک کر گھڑی کی طرف دیکھا۔

وہ سمجھ گیا کہ عمران کی کال ہے مگر وہ بے بس تھا۔

"یہ گھڑی اتار دو"۔

انچارج نے ٹائیگر کو حکم دیا۔

ٹائیگر نے گھڑی اتار کر خاموشی سے انچارج کو پکڑا دی۔ اسے علم تھا کہ آگے کال کرنے والا عمران ہے جو ان سے اچھی طرح نبٹ سکتا ہے اس لئے تکرار فضول ہے۔

انچارج نے گھڑی ہاتھ میں لے کر اسے ایک بار بغور دیکھا، اور پھر اس کا ونڈ بٹن کھینچ لیا۔

جلنے بجھنے والا ہندسہ صرف جلنے لگا۔

"ہیلو کون بول رہا ہے"؟

انچارج نے حتی الوسع آواز کو بھاری بناتے ہوئے کہا۔

"کوڈ بتلاؤ"۔

دوسری طرف سے ایک نامانوس آواز گونجی۔

اور ٹائیگر مسکرانے لگا۔

انچارج ایک لمحہ کے لئے کشمکش و پیچ میں پڑ گیا۔

پھر اس نے ونڈ بٹن بند کر کے رابطہ ختم کر دیا اور ٹائیگر سے کہنے لگا۔

"تم خود بات کرو۔ مگر خبردار کسی قسم کی غلط بات مت کرنا ورنہ میں گولی مار دوں گا"۔

"کیا ضرورت ہے باس آپ رابطہ ختم کر دیں"۔

ایک نے انچارج کو مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

"تم چپ رہو میں اس کال کرنے والے سے کوئی مطلب کی بات اگلوانا چاہتا ہوں"۔

انچارج نے اسے جھاڑ دیا۔

ٹائیگر نے ان کی ہدایات کے مطابق عمران سے بات کی مگر وہ کوڈ سے عمران کو نیسل ٹاپ کی لوکیشن بتلا گیا۔

"یہ کوئی بات نہ ہوئی۔ وہ شاید مشکوک ہو گیا ہے۔" انچارج نے سخت لہجہ میں ٹائیگر سے کہا۔

"تو تم کیا سمجھ بیٹھے تھے کہ گھڑی سے کوئی الہ دین کے چراغ کا جن نکل آئے گا۔" ٹائیگر نے جھنجھلاتے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

اب تک وہ صرف اس لیے خون کے گھونٹ پی کر چپ بیٹھا تھا کہ بیگ کھل جائے تاکہ کاغذات کا اندازہ ہو سکے کیونکہ اسے علم تھا کہ بیگ دو تیار کیے گئے تھے۔

"کون تھا وہ۔" سٹیون نے سخت لہجے میں ٹائیگر سے سوال کیا۔

"چھوڑو یہ بعد میں پوچھ لیں گے۔ فی الحال تم بیگ کھولو۔" انچارج نے سٹیون کو حکم دیا۔

اور سٹیون نے جیب سے سائیلنسر لگا ریوالور نکال کر اس کی نال تالے پر رکھ دی۔

اور دوسرے لمحے جیسے ہی اس نے ٹریگر دبایا ایک ہلکا سا دھماکہ ہوا اور تالے کے پرخچے اڑ گئے۔ یہی حشر اس نے دوسری سائیڈ کے تالے کا کیا۔

اور پھر بیگ کھول دیا۔

بیگ کاغذات سے لبالب بھرا ہوا تھا۔ انچارج نے ایک کاغذ اٹھایا اور پھر اسے بغور دیکھنے لگا۔

"ویری گڈ۔ یہ اصلی بیگ ہے۔ ہم دوسرا بیگ کھولنے کی زحمت سے بچ گئے۔" انچارج نے مسرت بھرے لہجے میں جواب دیا۔

ٹائیگر اب سمجھا کہ اس کی پارٹی نے دونوں بیگ حاصل کر لیے ہیں۔

"چلو یہ تمام کاغذات اپنے بیگ میں ڈالو۔ جلدی کرو۔" انچارج نے سٹیون کو حکم دیا۔

اور سٹیون نے تیزی سے کاغذات بیگ سے نکالے اور پھر انہیں میز پر پڑے ایک بریف کیس میں رکھ دیئے۔

ٹائیگر نے سوچا کہ اب موقع اچھا ہے ان سے نمٹ جانا چاہیے۔ مگر دوسرے لمحے انچارج نے جو ٹائیگر کی پشت پر کھڑا تھا۔ اچانک ٹائیگر کے سر پر ریوالور کے دستے کی شدید ضرب لگائی اور ٹائیگر چوٹ کی شدت سے آگے کی طرف جھک گیا۔ چوٹ چونکہ اچانک اور کافی شدید تھی۔ اس لیے اس کے دماغ میں ستارے سے ناچ گئے۔ اسی لمحے انچارج نے ایک اور وار کیا اور ٹائیگر کا ذہن تاریکی کے پردوں میں ڈوبتا چلا گیا۔ وہ بے ہوش ہو کر کرسی سے فرش پر گر پڑا تھا۔

"جلدی کرو نکل چلو۔"

انچارج نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا اور خود بیگ اٹھایا جس میں کاغذات تھے۔ پہلے والا خالی بیگ اس نے میز پر ہی رہنے دیا۔

"یہ آدمی۔"

ایک نے انچارج سے سوالیہ لہجے میں پوچھا۔

"اسے یہیں پڑا رہنے دو۔ ہمارا مقصد حل ہوگیا ہے۔ ہم اسے کہاں لادے پھریں"

انچارج نے جواب دیا۔

اور پھر وہ یکے بعد دیگرے کمرے سے نکل گئے۔ انچارج سب سے آخر میں باہر نکلا۔ اس نے کمرے کا آٹو میٹک تالا بند کیا۔ اور پھر وہ بھی نیچے جانے والی سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔

کیپٹن شکیل اور صفدر دونوں شی جینگ کی کوٹھی پر تقریباً ایک ہی وقت میں پہنچ گئے تھے۔ ان دونوں نے اپنے موٹر سائیکل کوٹھی سے دور ایک گھنے درخت کی اوٹ میں روک لئے۔

"میرا خیال ہے تم اس کوٹھی کی باہر سے نگرانی کرو۔ میں اندر جاکر حالات معلوم کرتا ہوں"

کیپٹن شکیل نے صفدر سے مخاطب ہوکر کہا۔

"مگر ایکسٹو نے تو صرف نگرانی کرنے کا حکم دیا ہے۔ ہوسکتا ہے ہمارا اندر جانا ایکسٹو کے پروگرام کے خلاف ہو"

صفدر نے رائے پیش کی۔

"نہیں اگر اندر جانا اس کے پروگرام کے خلاف ہوتا تو وہ یقیناً ہمیں خاص طور پر اس کی ہدایت کرتا۔ اور پھر سوچو اس نے ہم دونوں کو نگرانی کے لئے کہا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم دو مختلف قسم کی ڈیوٹیاں

دیں. صرف باہر کی نگرانی کے لئے ایک ہی آدمی کافی ہوتا ہے۔

کیپٹن شکیل نے جواب میں دلائل پیش کر دیئے۔

" ٹھیک ہے تم جاؤ. مگر خیال رکھنا بغیر کسی مجبوری کے کسی قسم کی مداخلت نہ کرنا کیونکہ ہمیں صرف نگرانی کا کام سونپا گیا ہے"

صفدر نے تجویز کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔

"تم بے فکر رہو"

کیپٹن شکیل نے قدرے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

اور آگے بڑھ گیا۔

شاید وہ صفدر کی ہدایات کا برا مان گیا تھا۔

صفدر نے کیپٹن شکیل کے جانے کے بعد اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر اردگرد کسی کو نہ پاکر تیزی سے ایک درخت پر چڑھتا چلا گیا۔

درخت کی گھنی شاخوں کے درمیان وہ بڑے اطمینان سے اور بغیر کسی مداخلت کے اپنا کام انجام دے سکتا تھا۔

کیپٹن شکیل بڑے محتاط انداز میں چلتا ہوا کوٹھی کی پشت پر آ گیا. پشت کی دیوار خاصی اونچی تھی. کیپٹن شکیل نے اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر اسے دیوار کے قریب ہی ایک درخت نظر آ گیا جس کی مضبوط شاخ دیوار پر تقریباً جھکی ہوئی تھی۔

کیپٹن شکیل اس درخت کی طرف بڑھا اور تیزی سے اس پر چڑھتا چلا گیا۔

چند لمحوں بعد وہ دیوار پر پہنچ گیا. کوٹھی سنسان تھی اس لئے اس نے چند لمحوں کے توقف کے بعد نیچے چھلانگ لگا دی. ایک ہلکا سا دھماکہ ہوا۔

کیپٹن شکیل وہیں دیوار کے قریب ہی دبک گیا. وہ اس دھماکے کا ردِعمل دیکھنا چاہتا تھا

مگر جب کافی دیر تک جواباً کوئی آہٹ نہ ہوئی تو وہ آہستہ آہستہ عمارت کی طرف بڑھنے لگا۔

اصل عمارت کے قریب پہنچ کر وہ رک گیا. عمارت کی پشت پر جتنی بھی کھڑکیاں تھیں ان سب پر لوہے کی مضبوط سلاخیں لگی ہوئی تھیں اس لئے اس طرف سے اندر جانے کا سوال ہی خارج از بحث تھا چنانچہ وہ عمارت کے پورچ کی طرف بڑھ گیا. جلد ہی وہ برآمدے کے قریب پہنچ گیا۔

وہ ایک ستون کی آڑ میں رک کر آہٹ لیتا رہا لیکن عمارت پر مکمل سکوت چھایا ہوا تھا. برآمدے کے درمیان میں ایک بڑا دروازہ تھا جو تقریباً آدھا کھلا ہوا تھا. اور اندر لٹکا ہوا پردہ صاف نظر آ رہا تھا۔

کیپٹن شکیل ستون کی آڑ میں سے نکلا اور پھر تیز تیز مگر محتاط انداز میں قدم اٹھاتا ہوا دروازے کے قریب پہنچ گیا. اس کے پیروں میں موجود ربڑ سول کے جوتے قطعی آواز پیدا نہیں کر رہے تھے۔

اس نے چند لمحے رک کر دروازے کے اندر کے ماحول کا جائزہ لیا اور پھر وہ دروازے اور پردے کی اوٹ میں ہو گیا تاکہ باہر سے اسے چیک نہ کیا جا سکے. اندر مکمل سکوت طاری تھا اس لئے اس نے پردے کی سائیڈ سے اندر جھانکا. یہ ایک بڑا ہال کمرہ تھا. جو بڑے جدید انداز میں سجایا گیا تھا. مگر وہاں

کوئی آدمی موجود نہیں تھا سامنے بائیں کونے میں ایک اور دروازہ نظر آ رہا تھا۔ وہ کمرے کے اندر داخل ہو گیا۔ اب اس کا رخ اسی دروازے کی طرف تھا مگر اس سے پہلے کہ وہ دروازے کے قریب پہنچتا اس کے حساس کانوں میں دروازے کے دوسری طرف سے کسی کے کمرے میں آنے کی آواز سنائی دی اور کیپٹن سانپ جیسی تیزی سے ایک صوفے کے پیچھے رینگ گیا۔

ایک ہی لمحے کے بعد دروازہ کھلا اور پھر ایک آدمی اندر داخل ہوا صوفے کی اوٹ سے کیپٹن شکیل اسے پہچان گیا کہ یہی شی چنگ ہے۔ اس کا حلیہ ایکسٹو نے انہیں تفصیل سے بتلا دیا تھا۔

شی چنگ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بڑے دروازے کی طرف بڑھا۔ اس نے ادھ کھلا دروازہ بند کر کے چٹخنی چڑھا دی۔

پھر وہ واپس مڑا۔ اور دوسرے لمحے وہ ٹھٹھک کر رک گیا۔ اس کی نظریں اسی صوفے پر جمی ہوئی تھیں جس کے پیچھے کیپٹن شکیل چھپا ہوا تھا۔ دوسرے لمحے اس نے بجلی کی سی تیزی سے اوور کوٹ کی جیب سے ریوالور نکال لیا۔

باہر نکل آؤ۔ کون ہو تم "۔ شی چنگ نے پھرتی سے ایک بڑی الماری کی آڑ لیتے ہوئے کہا۔ وہ یقیناً کیپٹن شکیل کو دیکھ چکا تھا کیونکہ صوفے کی سائیڈ سے کیپٹن شکیل کے کوٹ کا ایک حصہ صاف نظر آ رہا تھا۔ الماری اس رخ پر تھی کہ اس کی اوٹ میں موجود شی چنگ کا ریوالور اسے پوری طرح کور کئے ہوئے تھا۔ اس لئے کیپٹن شکیل ایک طویل سانس لیتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کا چہرہ حسب معمول سپاٹ تھا۔

" اپنا ریوالور دور پھینک دو۔ جلدی کرو"۔ شی چنگ نے پہلے سے بھی سخت لہجے میں کہا۔ اور کیپٹن شکیل نے خاموشی سے ریوالور فرش پر پھینک

دیا۔ کیونکہ وہ تو جھگڑا کرنا ہی نہیں چاہتا تھا جیسے ہی ریوالور گرا شی چنگ الماری کی اوٹ سے باہر نکل آیا۔

" کون ہو تم اور یہاں کیوں آئے"۔ اس نے شعلے برساتے ہوئے لہجے میں کہا۔

" تم کون ہو اور کہاں سے ٹپک پڑے جبکہ میں یہاں مسٹر مارٹن کی تلاش میں آیا ہوں"۔ کیپٹن شکیل نے بڑے اطمینان سے کہا۔

" کون مارٹن تم جھوٹ بول رہے ہو"۔ شی چنگ نے اس کے اطمینان پر جھنجلاتے ہوئے جواب دیا۔

" اس کوٹھی کا مالک"۔ کیپٹن شکیل نے پہلے سے بھی زیادہ مطمئن لہجے میں کہا۔

" یہاں کوئی مارٹن وارٹن نہیں رہتا"۔ شی چنگ نے سانپ کی طرح پھنکارتے ہوئے جواب دیا۔

" تو پھر میں غلط جگہ آ گیا ہوں"۔ کیپٹن نے جواب دیا۔

" تم مجھے ان باتوں سے نہیں بہلا سکتے۔ سیدھی طرح بتاؤ تم یہاں کیوں آئے ہو۔ ورنہ گولی مار کر اس کوٹھی میں دفن کر دوں گا"۔ شی چنگ نے ریوالور کے ٹریگر پر انگلی کا دباؤ بڑھاتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

" تمہیں اس سے کیا مطلب۔ جب میں غلط جگہ پر آ گیا ہوں تو تمہیں کیوں بتلاؤں کہ میں کیوں آیا تھا"۔ کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

" ہونہہ تو سیدھی انگلیوں سے گھی نہیں نکلے گا"۔ شی چنگ نے پھنکارتے ہوئے جواب دیا۔

" تم خواہ مخواہ پریشان ہو رہے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ میں یہی کر سکتا ہوں کہ

غلط جگہ پر آجانے کی تم سے معافی مانگ لوں۔ ظاہر ہے تم مجھے باہر جانے سے روک تو نہیں سکتے۔“ کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔ اس کا لہجہ کبھی بے حد جھنجلایا ہوا تھا۔ وہ اب موجودہ پوزیشن سے تنگ آگیا تھا جس کام کی بنا پر وہ کوٹھی میں گھسا تھا۔ ظاہر ہے کہ اس کام کا اب کوئی جواز باقی نہیں رہا تھا۔ اس لیے وہ اب جلد از جلد باہر نکل جانا چاہتا تھا۔

”تم نہیں جانتے کہ اس وقت تم جس کوٹھی میں داخل ہو چکے ہو اب بغیر میری مرضی کے صرف تمہاری لاش ہی باہر جا سکتی ہے تم نہیں۔“ شی چنگ نے دھاڑتے ہوئے جواب دیا۔

”تو ٹھیک ہے میں کرسی پر بیٹھ جاتا ہوں کیونکہ اب میں کھڑا کھڑا تھک چکا ہوں۔ جب تم پوری طرح تسلی کر لو تو مجھے بتا دینا میں باہر چلا جاؤں گا۔“ کیپٹن شکیل نے نزدیک ہی پڑی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

شی چنگ چند لمحے تک اسے بغور دیکھتا رہا پھر اچانک اس کے منہ سے ایک تیز سیٹی کی سی آواز نکلی۔ سیٹی کی آواز سن کر کیپٹن شکیل اچھل کر کھڑا ہو گیا مگر اس سے پہلے کہ وہ کوئی حرکت کرتا، یکدم چھوٹے دروازے سے دو مسلح افراد اندر داخل ہو گئے ان کے ہاتھوں میں ریوالور چمک رہے تھے۔ انہوں نے کمرے میں داخل ہوتے ہی تیزی سے پوزیشن لے لی۔ اب کیپٹن شکیل تین ریوالور کی زد میں تھا۔

”بیٹھ جاؤ اور مجھے تفصیل سے بتاؤ کہ تم یہاں کیوں آئے۔ میرا وعدہ رہا کہ اگر تم میرے لیے بے ضرر ثابت ہوئے تو تمہیں زندہ سلامت باہر جانے کی اجازت دے دوں گا۔“ شی چنگ بھی اب سامنے والی کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔

کیپٹن شکیل خاموشی سے دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔

”میں ایک پیشہ ور قاتل ہوں اور میری خدمات ایک دشمن کو قتل کرنے کے لیے حاصل کی گئی تھیں مجھے یہی کوٹھی بتلائی گئی تھی لیکن اب تم کہتے ہو کہ میں غلط جگہ پر آگیا ہوں اس لیے ظاہر ہے کہ نہ مجھے تم سے کوئی دلچسپی باقی رہ گئی ہے اور نہ تمہیں مجھ سے کوئی دلچسپی ہونی چاہیے۔“ کیپٹن شکیل نے پُر اعتماد لہجے میں ایک کہانی سنا دی۔

”اسے گولی مار دو۔“ شی چنگ اچانک غصے سے چیخ پڑا۔

مگر اس سے پہلے کہ اس کے ساتھی اس کے حکم کی تعمیل کرتے اچانک ایک آدمی کمرے میں داخل ہوا۔ ”باس آپ کا فون۔“ اس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”ادھر ہی لے آؤ۔“ شی چنگ نے اسے حکم دیا اور وہ واپس چلا گیا۔

”تم تو انتہائی زود رنج آدمی ہو۔ میرے دوست تم فون سن لو تو پھر اطمینان سے میرے متعلق سوچنا کیوں خواہ مخواہ غلط فہمی میں مبتلا ہو کر پریشانی مول لے رہے ہو۔“ کیپٹن شکیل نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

”تم خواہ مخواہ ہیرو بننے کی کوشش کر رہے ہو۔ سب بدتی طرح بتلا دو کہ تم کون ہو اور یہاں کیوں آئے ہو۔“ شی چنگ نے اس بار نرمی سے جواب دیا۔

اتنے میں وہ آدمی ٹیلیفون سیٹ اٹھائے اس کی طویل تار کھینچتا ہوا کمرے میں داخل ہوا۔ اس نے سیٹ شی چنگ کے سامنے میز پر رکھ دیا اور رسیور شی چنگ کے ہاتھوں میں دے دیا۔

”ہیلو کون بول رہا ہے۔“ اس نے آواز تبدیل کرنے کی کوشش کرتے ہوئے پوچھا۔

"آپ سیکرٹری وزارت خارجہ سے بات کریں" دوسری طرف سے سر سلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

"جناب میں ایس ہی ترام سی ایس ایس بول رہا ہوں۔ آپ کو جس میں نے ضروری کاغذات بھجوائے تھے" شی جنگ نے بات کی۔

"مسٹر ایس سی آپ کا کیس سیکرٹ سروس کے چیف کے پاس بھجوا دیا ہے۔ ان کا ایک نمائندہ علی عمران کل کسی بھی وقت آپ سے مل لے گا۔ باقی تفصیلات آپ انہیں بتلا دیں۔ وہ انتہائی بااختیار نمائندہ ہے" سر سلطان نے باوقار لہجے میں جواب دیا۔

"سر مسٹر علی عمران وہی تو نہیں جن کے چہرے پر ہر وقت حماقت کی پرچھائیاں لرزتی رہتی ہیں۔ معاف کیجیے۔ مجھے ایسے فقرات کہنے پڑے۔ جو مجھے نہیں کہنے چاہئیں تھے۔ اگر ایسا ہے تو وہ ایک بار پہلے بھی مل چکے ہیں۔ گو ملاقات ناخوشگوار ماحول میں ہوئی تھی" شی جنگ نے علی عمران کا نام سن کر جواب دیا۔

"ہاں وہی بالکل۔ آپ ان کے چہرے پر مت جائیں۔ وہ انتہائی تیز آدمی ہے" سر سلطان نے جواب دیا۔

"بہتر جناب میں اس کا انتظار کروں گا" شی جنگ نے جواب دیا۔

"او کے جناب" سر سلطان نے جواب دیا اور پھر دوسری طرف سے ریسیور رکھے جانے کے بعد اس نے بھی ریسیور رکھ دیا۔

کیپٹن شکیل جو قریب ہی بیٹھا تھا۔ اس نے شی جنگ اور سر سلطان کی تمام گفتگو سن لی تھی۔ بات چیت ختم ہوتے ہی اس نے معنی خیز مسکراہٹ سے شی جنگ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"مسٹر شی جنگ پھر تو آپ ہمارے دوست ہو گئے"

"کیا مطلب" شی جنگ کیپٹن شکیل کے منہ سے اپنا نام سن کر اچھل پڑا۔

"کیا تم سیکرٹ سروس کے آدمی ہو" اس نے حیرت آمیز لہجے میں سوال کیا۔

"نہیں میں مسٹر علی عمران کا پرسنل نمائندہ ہوں۔ میرا سیکرٹ سروس سے کوئی تعلق نہیں" کیپٹن شکیل نے بات گول کر دی۔

"مجھے کیسے یقین آئے کہ تم ٹھیک کہہ رہے ہو" شی جنگ نے مشکوک لہجے میں کہا۔

"مت یقین کرو میں نے تو تمہیں ایک بات بتلائی ہے اگر تم یقین نہ کرو گے تو اس سے میری صحت پر کیا اثر پڑے گا" کیپٹن شکیل نے طنزیہ لہجے میں جواب دیا۔

"تو پھر ٹھیک ہے مسٹر عمران کے آنے تک میرے پاس تم قید رہو گے۔ ان سے بات کرنے کے بعد ہی تمہارا فیصلہ کروں گا" شی جنگ نے جواب دیا اور پھر اٹھ کھڑا ہوا۔

"اسے روم نمبر تھرٹی میں لے جاؤ۔ دیکھو اگر یہ ذرا بھی گڑبڑ کرے تو بلا تکلف گولی مار دینا" شی جنگ نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا اور خود تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

"چلو مسٹر" ایک آدمی نے ریوالور اس کی پشت سے لگاتے ہوئے کہا اور کیپٹن شکیل اٹھ کھڑا ہوا۔

پھر جیسے ہی اس نے ایک قدم آگے بڑھایا اسی لمحے وہ بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور پلک جھپکنے کی دیر میں اس نے اپنے پیچھے آنے والے آدمی کو اٹھا کر دوسرے پر دے مارا۔

یہ سب کچھ اتنا اچانک اور تیزی سے ہوا کہ وہ دونوں سنبھل ہی نہ سکے اور ایک دوسرے سے ٹکراتے ہوئے نیچے جا گرے۔ ان کے ہاتھ سے ریوالور چھوٹ چکے تھے۔

کیپٹن شکیل نے جھپٹ کر صوفے کے قریب پڑا اپنا ریوالور اٹھا کر جیب میں ڈالا اور ان دونوں کی طرف متوجہ ہو گیا جو اب تیزی سے اٹھ رہے تھے۔

کیپٹن شکیل نے پہلے اٹھنے والے کی کنپٹی پر ایک زوردار مکہ جڑ دیا اور دوسرے کے پہلو میں بوٹ کی ٹھوکر ماری۔

دونوں ضربیں ضرورت سے زیادہ تیز تھیں اور وہ دونوں "اوغ" کی آواز نکال کر دوبارہ فرش پر ڈھیر ہو گئے۔

کیپٹن شکیل تیزی سے مڑا اس نے دروازے کی چٹخنی کھولی اور برآمدے میں نکل آیا۔

دروازہ اس نے باہر سے بند کر دیا اور پھر تیزی سے بھاگتا ہوا عمارت کی پشت کی طرف بڑھا۔ وہ جلد از جلد کوٹھی کے کمپاؤنڈ سے باہر نکل جانا چاہتا تھا۔

ابھی وہ دیوار کے قریب پہنچا بھی نہ تھا کہ اچانک اس کے کان کے قریب سے گولی سنسناتی ہوئی گزر گئی۔

کیپٹن شکیل پھرتی سے ایک جھاڑی کے پیچھے دبک گیا۔

برآمدے میں اسے شی چنگ سمیت دو آدمی بھی نظر آئے شی چنگ کے ہاتھ میں ریوالور تھا۔

باقی دونوں نے مشین گنیں سنبھال رکھی تھیں اور وہ تینوں اس کو نشانہ بنانے آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہے تھے۔

کیپٹن شکیل کی پشت پر خاصی اونچی دیوار تھی اور سامنے دو مشین گنیں اور ایک ریوالور تھا۔

وہ حقیر چوہے کی طرح چوہے دان میں پھنس چکا تھا۔ اسے بخوبی علم تھا کہ وہ ریوالور سے فوری طور پر صرف ایک آدمی کو ہی گرا سکتا تھا جبکہ دوسری دو مشین گنیں یقیناً اسے بھون کر رکھ دیں گی۔

وہ تینوں لمحہ بہ لمحہ آگے بڑھ رہے تھے۔ اتنا تو کیپٹن شکیل کو یقین تھا کہ وہ اسے زندہ پکڑنا چاہتے تھے کیونکہ اگر مارنے کا خیال ہی ہوتا تو دو مشین گنیں اب تک اسے ملک عدم کا راستہ دکھا چکی ہوتیں اور شاید پہلا فائر بھی شی چنگ نے اسی لیے جان بوجھ کر اوٹ کیا تھا کہ وہ آگے نہ بڑھے اور وہیں رک جائے۔

ابھی وہ اسی شش و پنج میں ہی تھا کہ کیا کرے اور کیا نہ کرے کہ اچانک اس نے کوٹھی کے پھاٹک کی طرف سے ایک شعلہ سا لپکتا دیکھا یہ یقیناً سائلنسر لگے ریوالور کا فائر تھا۔

اور دوسرے لمحے ایک مشین گن والا چیخ کر نیچے جا گرا۔ اسی لمحے کیپٹن شکیل نے بھی فائر کر کے دوسرے مشین گن والے کو گرا دیا۔

شی چنگ اس اچانک پیدا ہونے والی صورت حال سے گھبرا گیا۔ وہ تیزی سے ایک جھاڑی میں دبک گیا۔

پھاٹک کی طرف سے برابر فائر ہو رہے تھے۔ کیپٹن شکیل سمجھ گیا کہ یہ فائر کرنے والا صفدر ہے۔ چنانچہ اس نے موقع غنیمت جانا اور دوسرے لمحے وہ تیزی سے دیوار کی طرف بھاگا۔

دیوار کے قریب پہنچتے ہی اس نے ہائی جمپ لگایا اور اس کے ہاتھ

دیوار سے ٹک گئے۔

دوسرے لمحے وہ بازوؤں کے زور پر دیوار کے اوپر ہوتا ہوا دوسری طرف کود گیا۔

اس پر اس دوران فائر تو کیا گیا مگر گولی نشانہ پر نہ لگی۔

کیپٹن شکیل جیسے ہی دوسری طرف گرا وہ تیزی سے اٹھا اور پھر دیوار کی اوٹ لے کر سڑک کی طرف بھاگا۔

جلد ہی وہ کوٹھیوں کی پشت پر سے ہوتا ہوا اس درخت کے قریب پہنچ گیا۔ جہاں اس کا موٹر سائیکل موجود تھی۔ اچانک ایک طرف سے ہلکی سی سیٹی کی آواز سنائی دی اور کیپٹن شکیل نے چونک کر ادھر دیکھا۔ سیٹی کی آواز ایک درخت پر سے آ رہی تھی۔

یہ سیکرٹ سروس کی مخصوص کوڈ تھی اس لیے کیپٹن شکیل سمجھ گیا کہ یہ صفدر ہے چنانچہ وہ محتاط انداز میں چلتا ہوا اس درخت کی طرف بڑھا۔

اوپر چلے آؤ۔ درخت کے اوپر سے صفدر کی آواز سنائی دی اور دوسرے لمحے کیپٹن شکیل تیزی سے درخت پر چڑھتا چلا گیا۔

"میرے خیال میں تم وہاں پھنس گئے تھے جب برآمدے سے تم پر فائر ہوا تو مجھے صحیح سچوئیشن کا اندازہ ہوا"، صفدر نے اس سے کہا۔

ہاں صفدر تم نے بروقت کارروائی کی ورنہ میرا بچ نکلنا مشکل تھا کیپٹن شکیل نے ایک شاخ سے ٹیک لگاتے ہوئے صفدر کو کہا اور پھر اس نے کوٹھی میں ہونے والی تمام کارروائی تفصیل سے بتا دی۔ میرا خیال ہے پھر ایکسٹو سے بات کر کے مزید ہدایات لے لینی چاہئیں۔ کیونکہ اگر شی جنگ کا کیس سیکرٹ سروس کے پاس گیا ہے تو پھر اتنی شدید نگرانی کی شاید ضرورت نہ پڑے

...در نے کہا اور کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

صفدر نے اپنی گھڑی کا ونڈ بٹن کھینچا گھڑی کی سوئیاں مخصوص ہندسوں ...میں اور ونڈ بٹن مزید کھینچ لیا۔ ڈائل پر ۱۲ کا ہندسہ تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔

"ایکسٹو اوور"۔ دوسری طرف سے ایکسٹو کی آواز سنائی دی۔

"صفدر سپیکنگ سر اوور"، صفدر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

کیا رپورٹ ہے۔ اوور"۔ ایکسٹو نے سوال کیا۔

اور صفدر نے تمام پوزیشن تفصیل سے بتا دی۔

"کیپٹن شکیل نے اندر جا کر غلطی کی۔ بہرحال چونکہ اندر جانے کی میں نے ...نی واضح ہدایت نہیں کی تھی۔ اس لیے اس کی یہ غلطی قابل معافی ہے۔ ایسا کرو ...م وہیں رہ کر نگرانی کرو اور شکیل کو واپس بھیج دو۔ اوور"۔ ایکسٹو نے ہدایات دیں۔

"بہتر جناب اوور"، صفدر نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل"۔ ایکسٹو نے جواب دیا اور رابطہ ختم ہو گیا۔

"شکر ہے معافی مل گئی۔ اچھا اب میں چلوں میری ڈیوٹی تو ختم ہو گئی"۔ ...پٹن شکیل نے جواب دیا۔

اور صفدر نے سر ہلا دیا۔

کیپٹن شکیل درخت سے نیچے اترنے لگا۔

حصہ اوّل ختم ہوا

بے جُرم مجرم
حصّہ دوم

عمران کی کار تیز رفتاری سے سڑکوں پر دوڑ رہی تھی۔

"آخر تم مجھے بتلاؤ گے نہیں کہ تم کہاں جا رہے ہو؟"

جولیا جو جھنجلاہٹ کے مارے اب تک خاموش بیٹھی تھی، آخر بول پڑی۔

"تمہارے فلیٹ" عمران نے مختصر سا جواب۔

اور جولیا ایک بار پھر خون کا گھونٹ پی کر خاموش ہو رہی۔

مختلف سڑکوں پر سے گزرنے کے بعد جب عمران نے ایک سڑک کے کنارے گاڑی روکی تو جولیا حیران رہ گئی یہ وہی سڑک تھی جہاں وہ کیفے موجود تھا اور جہاں سے وہ چلے تھے جس جگہ عمران نے گاڑی روکی تھی کیفے وہاں سے قریب ہی تھا۔

"اس مڑگشت کا مطلب" جولیا ایک بار پھر پھٹ پڑی۔

"کیا غلط لفظ بولا ہے تمہیں ابھی تک اردو نہیں آئی یہ لفظ مڑگشت نہیں

بلکہ مڑگوشت ہے سمجھیں" عمران نے دروازہ کھول کر باہر نکلتے ہوئے کہا۔

جولیا اندر ہی بیٹھی رہی۔ عمران اُسے بغیر کوئی مزید لفظ کہے دو... کیفے کی طرف مڑ گیا۔

جب سے وہ پنسل ٹارچ اُسے ملی تھی۔ وہ ذہنی طور پر اس ادھیڑبن میں تھا کہ وہ پنسل ٹارچ پر موجود نشان کا کیا مطلب ہے۔ سرکل کے درمیان کراس سے تو صاف ظاہر تھا کہ ٹائیگر کو اغوا کر لیا گیا ہے مگر اُسے اغوا کر کے کہاں لے جایا گیا ہے۔ یہ اُسے سمجھ نہیں آ رہی تھی مڑگشت کے دوران اچانک اس کے ذہن میں ایک جھماکا سا ہوا اور پوری سچویشن اس کے ذہن میں واضح ہو گئی کہ ٹرانسمیٹر پر ٹائیگر کا پنسل ٹارچ کی طرف توجہ دلانے کا یہی مقصد تھا کہ وہ اس پوائنٹ سے بہت قریب ہے۔ ظاہر ہے کہ پوائنٹ سے قریب ترین جگہ وہ کیفے ہی ہو سکتا ہے اور اب عمران کو خیال آیا کہ اس کیفے کے اوپر ایسے کمرے موجود ہیں جو گھنٹوں کے حساب سے بک کیے جاتے ہیں۔

چنانچہ ایسی کسی بھی کارروائی کے لیے یہ کمرے بے حد مفید ہو سکتے ہیں۔ جیسے ہی اُسے یہ خیال آیا تھا اُس نے کار تیزی سے دوبارہ کیفے کی طرف موڑ دی تھی۔ گو اُسے پوائنٹ سے نکلنے میں کافی دیر ہو گئی تھی۔ اور ایسی قسم کے کلیو ملنے کا امکان کم ہی تھا مگر پھر بھی وہ کیفے کو چیک ضرور کرنا چاہتا تھا۔ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا وہ کیفے میں داخل ہوا۔ کیفے کی رونق عروج پر تھی۔ مگر اس رونق کی پرواہ کیے بغیر وہ سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھا۔ کاؤنٹر پر ایک نوجوان کسی کو ٹیلیفون کرنے میں مصروف تھا۔

عمران نے جیب سے ایک کارڈ نکالا اور کاؤنٹر مین کے سامنے ڈال دیا۔

کاؤنٹر مین نے لاپرواہی سے ایک نظر کارڈ پر ڈالی مگر دوسرے لمحے اس نے چونک

کر دوبارہ کارڈ کو دیکھا اور پھر وہ اس طرح اچھل کر کھڑا ہو گیا جیسے اس کی کرسی میں سپرنگ لگ گئے ہوں۔

"تشریف فرمائیے انسپکٹر صاحب"۔

اس کا رنگ فق تھا اور جسم پر خوف کی شدت سے کپکپی طاری تھی۔ عمران نے اس کے سامنے جو کارڈ ڈالا تھا۔ اس پر چیف انسپکٹر آف انٹیلی جنس لکھا ہوا تھا اور ظاہر ہے اس قسم کے کیفے میں کسی چیف انسپکٹر کی یوں اچانک آمد کیفے کے مالکان کے لیے کسی مصیبت کا پیش خیمہ ہی ہو سکتی تھی۔ عمران کی جیب میں ہر وقت ایسے کئی کارڈ پڑے رہتے تھے جو اس نے ایسے کئی موقعوں پر استعمال کرنے کے لیے بنوا رکھے تھے۔

"میں آپ کے اوپر کے کمرے چیک کرنا چاہتا ہوں"۔

عمران نے کارڈ اٹھا کر جیب میں ڈالتے ہوئے سخت لہجے میں جواب دیا۔

"مم۔۔۔۔ مگر انسپکٹر صاحب تشریف رکھیے۔ کیا پئیں گے آپ۔ میں منیجر صاحب کو اطلاع کرتا ہوں"۔

کاؤنٹرمین انتہائی حد تک بوکھلا چکا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ عمران کو کس طرح ڈیل کرے۔

"نہیں تم میرے ساتھ چلو جلدی کرو۔ مجھے بس اپنا کام کرنا ہے تمہارے کیفے پر کوئی حرف نہیں آئے گا"۔ عمران نے سیڑھیوں کی طرف مڑتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں جواب دیا۔

کاؤنٹرمین بوکھلا کر کاؤنٹر کے پیچھے سے نکلا اور عمران کے پیچھے ہی سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ وہ بے بسی سے ہاتھ مل رہا تھا۔

کاؤنٹرمین کو ساتھ دیکھ کر دربان بھی مؤدبانہ انداز میں اٹھ کھڑا ہوا۔

"کتنے کمرے اس وقت انگیج ہیں"۔ عمران نے کاؤنٹرمین سے سوال کیا۔

"جناب اس وقت تو تمام کمرے ہی خالی ہیں"۔ کاؤنٹرمین نے جواب دیا۔

"ہونہہ"۔ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے جواب دیا اور پھر اس نے ایک سرے سے تمام کمروں کو چیک کرنا شروع کر دیا۔

جس وقت اس نے ایک کمرے کا دروازہ کھولا تو وہ بری طرح چونک پڑا۔ ٹائیگر فرش پر پڑا ہوا تھا اور کمرہ خالی تھا۔

عمران تیزی سے ٹائیگر کی طرف بڑھا۔ اس نے ٹائیگر کی نبض چیک کی اور پھر اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار ابھر آئے۔ ٹائیگر صرف بے ہوش تھا۔ کاؤنٹرمین جو عمران کے پیچھے ہی کمرے میں داخل ہوا تھا۔ ٹائیگر کو یوں فرش پر پڑے دیکھ کر بے ہوش ہوتے ہوتے بچا۔

"جج۔ جناب ہمیں بالکل نہیں معلوم کہ یہ کون ہے جناب"۔ اس کا لہجہ رو دینے والا تھا۔

"ایک گلاس پانی منگواؤ جلدی"۔ عمران نے اس کی بات کا جواب دینے کے بجائے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

اور کاؤنٹرمین بوکھلاہٹ میں دربان کو کہنے کے بجائے خود ہی بھاگتا چلا گیا۔ چند ہی لمحوں بعد وہ پانی کا گلاس اٹھائے اندر داخل ہوا۔ اس کے ساتھ ایک اور آدمی بھی تھا جس کے چہرے پر پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔

"میں منیجر ہوں جناب"۔ اس نے عمران کو جھک کر سلام کرتے ہوئے کہا۔

مگر عمران نے اس کے سلام کا جواب دینے کی بجائے کاؤنٹرمین کے ہاتھ سے پانی کا گلاس لیا اور پھر ٹائیگر کے منہ پر پانی کے چھینٹے دینے لگا۔

چند ہی لمحوں بعد ٹائیگر نے کسمسا کر آنکھیں کھول دیں۔ کچھ دیر تو وہ

خالی الذہنی کی کیفیت میں عمران کو دیکھتا رہا۔ پھر جب اس کا شعور لوٹا تو وہ اچھل کر بیٹھ گیا۔

"سچ جناب۔ یہ سب کچھ اچانک ہی ہوا تھا۔" اس نے شرمندہ لہجے میں عمران سے کہا۔

"کوئی بات نہیں کیا تم اب چل سکتے ہو۔" عمران نے جان بوجھ کر نرم لہجے میں جواب دیا۔

"جی ہاں۔" ٹائیگر اٹھ کھڑا ہوا۔ گو اس کے سر میں انتہائی شدید تکلیف ہو رہی تھی۔ مگر کم از کم وہ عمران کے سامنے اپنی کمزوری ظاہر نہیں ہونے دینا چاہتا تھا۔

"چلو آؤ۔" عمران نے آگے بڑھ کر میز پر پڑا ہوا خالی بیگ اٹھایا اور کمرے سے باہر نکل آیا۔

"آپ لوگ محتاط رہ کر اپنا بزنس چلائیں ورنہ ہوٹل سیل کر دوں گا۔" عمران نے منیجر سے مخاطب ہو کر سخت لہجے میں کہا۔

"آپ بے فکر رہیں جناب آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی۔ آئیے تشریف لائیے کچھ چائے وغیرہ ہو جائے۔" منیجر نے گھگھیاتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔" عمران نے جواب دیا اور پھر وہ سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔

کیفے سے باہر نکل کر وہ رک گیا۔

"ہاں۔ اب جلدی سے مجھے تمام تفصیل بتلاؤ۔ یہ بیگ تو خالی ہے۔ کاغذات کہاں گئے۔" عمران نے ٹائیگر سے سوال کیا۔

اور جواب میں ٹائیگر نے تمام تفصیل بتلا دی۔

"ہونہہ غلطی میری ہی تھی کہ میں تمہارے کاشن کو بروقت سمجھ نہ سکا۔ ورنہ

دیکھتا وہ لوگ کاغذات کس طرح لے جاتے۔"

عمران نے جواب میں کہا۔

ٹائیگر بھلا کیا جواب دیتا خاموش رہا۔

"ان لوگوں کا حلیہ بتلاؤ۔"

عمران نے کچھ دیر توقف کے بعد دوسرا سوال کیا۔

اور ٹائیگر نے تمام کے حلیے تفصیل سے بتلا دیئے۔

"اوہ تو وہ لوگ اس وقت یہاں سے نکل گئے تھے جب میں جوزف کے انتظار میں یہاں موجود تھا۔"

عمران نے سوچا اور پھر عمران کو اس کار کے نمبر بھی یاد آ گئے جس میں وہ سب بیٹھ کر گئے تھے۔ عمران اس وقت اس کار کے قریب ہی تھا جب وہ اس کار میں سوار ہوئے تھے اور عمران نے اپنی عادت سے مجبور ہو کر ان کی کار کے نمبر پر بھی نظر ڈال لی تھی۔

"میں انھیں ڈھونڈ نکالوں گا۔ تم اب کرو۔ فوراً معلوم کرو ۲۲۲۱/ایس جی ایم کار کس کے نام رجسٹرڈ ہے اور مالک کا پتہ کیا ہے۔ جیسے ہی اس کا پتہ چلے مجھے کانٹیکٹ کرنا۔"

عمران نے ٹائیگر کو ہدایات دیں۔

"بہتر جناب۔" ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اب تم جاؤ۔" عمران نے اسے کہا

اور ٹائیگر عمران کو سلام کر کے تیزی سے آگے بڑھ گیا۔

جب ٹائیگر کافی دور چلا گیا تو عمران واپس اپنی کار کی طرف بڑھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اس کی تھوڑی سی غفلت نے کافی سے زیادہ نقصان پہنچا دیا تھا۔ اب

اس نے حسب پروگرام کے لیے جولیا کو بلایا تھا وہ تو فضول ہی رہا۔

جب عمران کار کے قریب پہنچا تو جولیا جو کار سے نکل کر کھڑی ہوئی تھی، برپھٹ پڑی۔

"تم نے مجھے کیا سمجھ رکھا ہے میں ابھی جا کر ایکسٹو کو تمہاری شکایت کرتی ہوں یا تو وہ تمہیں سزا دے یا میرا استعفیٰ قبول کرے۔"

جولیا کا غصہ اپنی پوری شدت پر تھا۔

"تم اب گھر جا سکتی ہو۔ زیادہ باتیں مت کرو جو تم سے ہوسکتا ہے کرلو۔"

عمران نے انتہائی سخت لہجے میں جواب دیا اور پھر کار میں بیٹھ کر اس نے کار آگے بڑھا دی۔

جولیا عمران کو اس روپ میں دیکھ کر حیرت سے سن کھڑی اس کار کو آگے جاتے دیکھتی رہی۔

جولیا نے پہلی بار عمران کو اس روپ میں دیکھا تھا۔ اس کا اس وقت کا چہرہ دیکھ کر وہ کبھی یقین بھی نہیں کرسکتی تھی کہ یہی وہ احمق عمران ہے۔

اس کا تمام غصہ جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔ اور وہ خاموشی سے کسی ٹیکسی کی تلاش میں آگے بڑھ گئی۔

دارالحکومت کے مشہور کاروباری مرکز میں موجود سیٹلائٹ بلڈنگ کے میٹنگ ہال میں اس وقت ایک اہم میٹنگ ہو رہی تھی۔ دروازے بند تھے اور اندر ایک بہت بڑی میز کے گرد تقریباً دس آدمی موجود تھے۔ یہ دس کے دس اپنی شکل و صورت سے ضرورت سے زیادہ چالاک اور ذہین نظر آتے تھے۔

بظاہر یہ ایک عام سی کاروباری میٹنگ تھی۔ مگر دراصل یہ ای۔ ایس۔ ایکس کا پہلا باقاعدہ اجلاس تھا۔

"جو کیس ہمارے ذمے لگایا گیا ہے وہ اپنی نوعیت کا عجیب و غریب کیس ہے جہاں تک میرا ذاتی خیال ہے۔ اس کیس کے دو حصے ہیں دونوں اپنی جگہ پر اہم ہیں۔ پہلا حصہ تو یہ ہے کہ ہمیں ان لوگوں کو ٹریس کرنا ہے جنھوں نے دراصل یہ تمام معلومات اکٹھی کی تھیں۔ تاکہ اس کیس کی بنیادی وجوہات کا علم ہوسکے۔

وجوہات کا علم ہو سکے "۔ انچارج نے جواب دیا۔

اس سے پہلے کہ کوئی اور ممبر اس بارے میں اظہار خیال کرتا۔ اچانک ایک ممبر چونک کر کھڑا ہو گیا۔ اس کی جیب سے ہلکی سی سیٹی کی آواز نکلنی شروع ہو گئی تھی۔ سب ممبران اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔ اس نے تیزی سے کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر ایک سگریٹ کیس نکال لیا۔ سگریٹ کیس کی ایک سائیڈ کو دباتے ہی اس میں سے نکلنے والی سیٹی کی آواز بند ہو گئی۔ اب اس کی بجائے ہلکا ہلکا شور نکلتا محسوس ہو رہا تھا۔

" یس بی سکس سپیکنگ اوور "

ممبر نے سگریٹ کیس کو منہ سے لگاتے ہوئے کہا۔

" چیف سپیکنگ اوور "

دوسری طرف سے ایک جانی پہچانی آواز اس کے کانوں میں پہنچی۔

" یس چیف اوور "

بی سکس نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

آپ لوگ کیا کر رہے ہیں ہمارے ملک میں باغی سیاسی عناصر نے حکومت کے خلاف بھرپور کام شروع کر دیا ہے۔ ملک میں حکومت کے خلاف ہڑتال اور جلوسوں اور گھیراؤ جلاؤ کا طوفان برپا ہو گیا ہے۔ حکومت نے وسیع پیمانے پر گرفتاریاں شروع کر دی ہیں۔ مگر یہ طوفان رکتا ہوا نظر نہیں آ رہا ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے اس تمام طوفان کے پیچھے کوئی بین الاقوامی سازش کام کر رہی ہے اور اس تمام طوفان میں وہ عناصر زیادہ بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں۔ جن کے کاغذات گم ہوئے تھے۔ اس لیے میں نے تمہیں اطلاع دینی ضروری سمجھی اوور "چیف نے تفصیل سے بات کی۔

" بہتر جناب۔ میں آپ سے ایک گھنٹے بعد تفصیلی گفتگو کروں گا۔ اس وقت بیورو کی میٹنگ ہو رہی ہے اوور "۔ بی سکس نے جواب دیا۔

" ہاں میٹنگ سے فارغ ہوتے ہی مجھ سے بات کرنا اور اب اجلاسوں میں وقت ضائع کرنے کی ضرورت نہیں ہے جتنی جلدی ہو سکے عملی کام کا آغاز کرو اوور "۔ چیف نے انتہائی سخت لہجے میں جواب دیا۔

" بہتر جناب اوور "۔ بی سکس نے جواب دیا۔

" اوور اینڈ آل "۔ چیف نے جواب دیا اور رابطہ منقطع ہو گیا۔

بی سکس نے سگریٹ کیس دوبارہ جیب میں ڈال لیا اور پھر اجلاس کو چیف کی ارسال کردہ تمام رپورٹ دے دی۔

" ہونہہ تو اس کا مطلب ہے مجرموں نے اپنا کام شروع کر دیا ہے۔ اب یہ انتہائی ضروری ہو گیا کہ جتنی جلدی ہو سکے مجرموں کا سراغ لگایا جائے "۔ ایک ممبر نے متفکر لہجے میں کہا۔

اور سب ممبر سر جھکا کر گہری سوچ میں گم ہو گئے۔

" ٹھیک ہے فوری طور پر ایسا کیا جائے کہ ہر ممبر اپنے اپنے طور پر تحقیقات کا آغاز کرے اور ایک دوسرے کو اپنی تحقیقات سے آگاہ کرتا رہے تاکہ جہاں کہیں بھی کوئی قابل عمل کلیو مل سکے وہاں سے سب مل کر کام شروع کر دیں "۔ صدر نے چند لمحوں کے بعد اپنی تجویز پیش کی اور چونکہ فوری طور پر اس سے بہتر تجویز ممبران کے ذہن میں نہیں تھی۔ اس لیے اس تجویز کو پاس کر لیا گیا اور میٹنگ برخاست کر دی گئی۔

ڈی ایلون نے جیسے ہی ہیلی کاپٹر سے چھلانگ لگائی۔ وہ سید ناصر کے
ہی نیچے جلتے ہوئے کھیت کی طرف گرنے لگا۔ کھیت میں بھڑکتی ہوئی آگ
کے شعلے کافی بلند ہو چکے تھے اور ڈی ایلون تقریباً کھیت کے درمیان میں گر رہا تھا
صاف ظاہر تھا کہ اس کھیت سے اس کا بچ نکلنا تقریباً ناممکن تھا۔ اس نے
گرتے گرتے کھیت کی پوزیشن کا اندازہ لگانا چاہا۔ تب اس کی نظریں اس جگہ
پر جم گئیں۔ جہاں وہ گر رہا تھا۔

آگ گو کھیت کے کافی حصے کو گھیر چکی تھی مگر جہاں وہ گر رہا تھا آگ کا دائرہ
اس کے قریب ہی ختم ہو رہا تھا۔ وہ سر کے بل بلند ہوتے ہوئے شعلوں میں گرتا
چلا گیا۔

گو وہ کافی اونچائی سے گر رہا تھا مگر خصوصی ٹریننگ کی بنا پر گرتے ہی اس

نے قلا بازیاں کھانی شروع کر دیں جس سے اس کے جسم کے کسی حصے کو چوٹ نہیں لگی۔
وہ پھر وہ تیزی سے اٹھا تو اس نے محسوس کیا کہ وہ چاروں طرف سے آگ کے
حصار میں پھنسا ہوا ہے۔ گرمی انتہا پر پہنچی ہوئی تھی اور دھوئیں سے اس کا
دم گھٹنے لگا تھا۔ وہ اپنی ہی لگائی ہوئی آگ میں پھنس چکا تھا۔ آگ اس نے کھیت
میں اس لیے لگائی تھی کہ دوسروں کو کھیت جلنے [illegible] اتفاق کہ
وہ خود بھی اسی آگ میں پھنس چکا تھا [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] سے بچ سکتے

گرتے ہوئے وہ آگ کی وسعت کا اندازہ لگا چکا تھا چنانچہ اس نے تیزی
سے ادھر کا رخ کیا۔ جدھر کی طرف آگ پھیلتی چلی جا رہی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ
اگر اس نے پھرتی اور تیزی دکھائی تو وہ اپنی جان بچا سکتا ہے جب تک کہ
اوورکوٹ پوری طرح آگ پکڑے۔ وہ آگ کے حصار سے باہر نکل سکتا ہے۔
اگر ایسا ہو جائے۔ تو اسے اپنی جان کی بجائے صرف لیپ اوورکوٹ کی ہی قربانی
دینی پڑے گی۔

چنانچہ وہ بجلی کی تیزی سے تقریباً رکوع کی حالت میں جھکے ہوئے بھاگتا
چلا گیا۔ آگ ابھی تک صرف اوپر ہی اوپر پھیلی تھی۔ کیونکہ نیچے سے پودوں کی
جڑیں ایک دوسرے سے کافی فاصلے پر تھیں اور نیچے چھپتے ہوئے تھے اس
لیے وہ جھکے ہی جھکے آگے بڑھتا رہا۔ گو اسے گہرے دھوئیں کی بنا پر کچھ نظر
نہیں آ رہا تھا۔ اور اس نے اپنا دم گھٹنے سے بچانے کے لیے سانس روکا ہوا
تھا۔ جہاں کبھی وہ مجبوراً ہلکا سا سانس لیتا۔ اسے یوں محسوس ہوتا جیسے اس کے جسم

میں آگ کی لہر دوڑتی چلی جا رہی ہے۔ وہ سانپ کی تیزی سے پودوں کی رگید ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ دھوئیں کی وجہ سے اس کے کپڑوں میں آگ نہیں لگی۔ البتہ اب اس کا جسم آگ کی حدت سے تپ رہا تھا۔

کافی دور تک نکل آنے کے بعد جب اس آگ کی حدت قدرے کم محسوس ہوئی تو وہ سیدھا ہوا تو اس نے دھوئیں سے بھری ہوئی آنکھیں کھولیں اور دوسرے لمحے اس نے بوکھلا کر اپنے اوپر والے جسم پر لپٹا ہوا اوور کوٹ اتار کر دور پھینک دیا۔ اوور کوٹ آگ پکڑ چکا تھا۔ جلتے ہوئے اوور کوٹ سے نجات پا کر جب اس کے اوسان ذرا بحال ہوئے تو اس نے محسوس کیا کہ وہ زندہ سلامت آگ کے حصار سے باہر نکل آنے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ پھیلتی ہوئی آگ کا دائرہ کافی دور پیچھے رہ گیا تھا۔

اوور کوٹ بری طرح جل رہا تھا۔ اس کا رخ ادھر ہی تھا جدھر وہ لوگ بیگ سمیت موجود تھے۔ وہ جلد از جلد بیگ حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اتنا تو اسے یقین تھا کہ ان لوگوں نے جب اسے جلتے ہوئے کھیت میں گرتا ہوا دیکھا ہو گا تو وہ لوگ اس کی موت کا یقین کر چکے ہوں گے۔ اس لیے وہ اپنی جگہ پر مطمئن ہوں گے اور یہ ڈی ایون کے حق میں بہتر تھا۔ چوکنے لوگوں کی نسبت غافل افراد کو وہ زیادہ آسانی سے مار سکتا تھا۔

وہ تیزی سے آگے بڑھا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ کھیت سے باہر تھا۔ کھیت کے قریب ہی وہ دیوار تھی جس کی اوٹ سے اس کا ہیلی کاپٹر مار گرایا گیا تھا۔ وہ تیزی سے رینگتا ہوا کھیت سے باہر نکلا اور دیوار کی اوٹ میں دوسری طرف چلنے لگا۔ دیوار کی سائیڈ سے جب اس نے آگے نگاہ دوڑائی تو اسے دور ایک سڑک پر تین آدمی جاتے ہوئے دکھائی دیئے۔ ان میں سے ایک

کے ہاتھ میں وہ مخصوص بیگ تھا۔ وہ ڈی ایون کی موت سے مطمئن ہو کر واپس جا رہے تھے۔ ڈی ایون نے فوراً جیب میں ہاتھ ڈالا۔ مگر دوسرے لمحے اس کا ذہن سن ہو کر رہ گیا۔ ریوالور تو اوور کوٹ کی جیب میں رہ گیا تھا ظاہر ہے جب اوور کوٹ پوری طرح جل گیا ہو گا تو اس میں موجود ریوالور کہاں صحیح سلامت رہ سکتا ہے۔ اب وہ خالی ہاتھ تھا اور مقابلے میں تین آدمی تھے تینوں کے پاس مشین گنیں تھیں۔ بہرحال مایوس ہو جانا تو اس کی دانست میں کفر تھا۔ اس لیے وہ تیزی سے آگے بڑھنے لگا۔ اس کی حتی الوسع یہ کوشش تھی کہ آگے جانے والوں کو اس کے تعاقب کا اندازہ نہ ہو سکے۔ ورنہ جیسے ہی وہ چوکنے ہوئے ان کی مشین گنوں نے آگ اگلنی شروع کر دینی ہے اور جلتے ہوئے کھیت سے تو وہ بچ نکلا۔ مگر تین مشین گنوں کی گولیوں کی بوچھاڑ سے بچ نکلنا قطعی ناممکن تھا۔ وہ تیزی سے ان کے قریب سے قریب تر ہوتا چلا جا رہا تھا اور پھر دوسرے لمحے اس کے ذہن میں ایک خیال آ گیا۔ بیگ حاصل کرنے کا ایک اچھوتا منصوبہ اور اس نے ذہن میں فوراً ہی اس منصوبے کی تمام کڑیاں ملا لیں۔ اس نے درمیان سے راستہ کاٹا اور اب اس کا رخ ان آدمیوں کے بجائے دوسری طرف تھا۔ اب وہ پودوں اور جھاڑیوں کی آڑ لے کر دوڑ رہا تھا۔ کافی دور تک جانے کے بعد جب وہ آدمی اس کی نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ تو اس نے دائیں ہاتھ پر بھاگنا شروع کر دیا جلد ہی وہ ایک کچی سڑک پر پہنچ گیا جس پر وہ آدمی آ رہے تھے۔ کچی سڑک پر پہنچتے ہی اس نے اپنی مرضی کا ایک درخت ڈھونڈا اور پھر اس پر چڑھتا چلا گیا۔ اس کو درخت پر چڑھے ہوئے چند ہی منٹ ہوئے تھے کہ اسے وہ تینوں آدمی اپنی طرف بڑھتے ہوئے نظر آئے۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے چلے آ رہے تھے اور اونچی آواز میں باتیں کر رہے

تھے۔ جب وہ قریب پہنچے تو ڈی ایبون نے سنا کہ ان میں ایک آدمی کہہ رہا تھا
"یہ جیپ بھی عین وقت پر دھوکہ دے گئی۔ ورنہ ہمیں پیدل ہی ٹانگیں نہ تڑوانی پڑتیں۔"

ڈی ایبون نے سوچا کہ قدرت واقعی اس پر مہربان ہے۔ ورنہ کیا عجب جب تک وہ کیمپ سے باہر نکلتا جیپ نہ جانے انہیں کہاں سے کہاں پہنچا چکی ہوتی۔

اب وہ تینوں اس [illegible] تھے۔ ڈی ایبون نے ایک [illegible] ڈی ایبون نے اچانک ان پر [illegible] لگا دی [illegible] دوسرے [illegible] نیچے [illegible] فرش پر گر پڑے۔ [illegible] یہ سب کچھ ڈی ایبون کے منصوبے کے تحت ہو رہا تھا۔ اور باقی تینوں پر یہ افتاد اچانک اور خلاف توقع پڑی تھی اس لیے اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے۔ ڈی ایبون اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس آدمی کی جس سے ٹکرایا تھا مشین گن اس کے ہاتھ میں تھی۔

اس نے فوراً مشین گن کا فائر کھول دیا اور ان میں ایک آدمی گولیوں کی بارش میں ناچنے لگا۔ دوسرے آدمی نے بھی انتہائی پھرتی سے اوسان بحال کرتے ہوئے ڈی ایبون کی طرف مشین گن سیدھی کی۔

پہلے آدمی نے ڈی ایبون پر مشین گن چھیننے کے لیے چھلانگ لگا دی مگر ایک لمحے کا فرق پڑ گیا۔ ڈی ایبون اس آدمی کے دھکے سے پیچھے گرا، اور مشین گن کی گولیوں کی زد میں وہ خود آ گیا۔

ڈی ایبون نے زمین پر ہی قلابازی کھاتے ہوئے مشین گن کا فائر کھول دیا اور فائر کرنے والا آدمی بھی فضا میں اچھلا اور پھر رقص کرتا ہوا زمین پر جا پڑا۔

ڈی ایبون اپنے تینوں دشمنوں کو ختم کرنے میں کامیاب ہو چکا تھا۔ وہ تیزی سے اٹھا اور پھر اس نے ان تینوں پر ایک بار پھر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی۔ وہ ان کے زندہ رہ جانے کے کسی بھی امکان کو ختم کر دینا چاہتا تھا۔

جب اسے یقین ہو گیا کہ وہ تینوں ختم ہو چکے ہیں تو وہ تیزی سے ایک طرف پڑے ہوئے بیگ کی طرف لپکا اور جب [illegible] اس نے وہ بیگ اٹھا لیا۔ تو اس نے اطمینان کا ایک [illegible]

[illegible]

کامیاب ہو [illegible]

اس نے ان تینوں کی تلاشی لی۔ اور ان کی جیبوں کا تمام سامان اپنی جیبوں میں منتقل کرنے کے بعد وہ مشین گن اور بیگ لیے تیزی سے ایک طرف کو دوڑ پڑا۔

وہ جلد از جلد اس مقام سے دور جانا چاہتا تھا کیونکہ حالات ہی ایسے تھے کہ کسی بھی لمحے خلاف توقع کچھ ہو سکتا تھا۔

"گو حالات واضح نہیں ہیں۔ مگر یوں محسوس ہوتا ہے، جیسے کوئی
بھیانک طوفان ساکن سطح کے نیچے کروٹیں لے رہا ہے اور یہ احساس
صرف مجھے ہی نہیں بلکہ حکومت کے ہر ذمہ دار رکن کو ہے اور چند
محب الوطن اخبارات بھی کچھ دنوں سے یہی محسوس کر رہے ہیں ــــ"
سر سلطان نے پریشان کن لہجے میں کہا۔

"کیا آپ اس بارے میں مزید کچھ وضاحت نہیں کر سکتے، ورنہ
مجھے مجبوراً اپنا طوفان پیما آلہ استعمال کرنا پڑے گا اور جو میں استعمال نہیں
کرنا چاہتا۔ کیونکہ یہ میرا اپنا ایجاد کردہ ہے اور اسی لئے تقریباً برعکس
نتائج دیتا ہے"۔

عمران اچھا خاصا سنجیدہ فقرہ کہتے کہتے پٹڑی سے اُترتا چلا گیا۔

"دیکھو عمران تمہاری یہ عادت مجھے پسند نہیں ــــ تمہیں دوسرے
کی پریشانی کا قطعی احساس نہیں ہوتا اور تم ہر بات کو ہر موقع پر مذاق

کے رنگ میں لے جاتے ہو ــــ" سر سلطان کے چہرے پر ناگواری
کی سلوٹیں اُبھر آئیں۔

"میرا احساس پیما کئی برسوں سے خراب ہے ویسے آپ حالات
کی وضاحت کریں۔ میں اس آلے کو ٹھیک کرنے کی کوشش کرتا ہوں"۔
عمران نے نیم سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

"یہ تم پیما کے چکر میں کیوں پڑ گئے ہو ــــ" سر سلطان نے اس کی باتوں
سے آجز آتے ہوئے پوچھا۔

"پیما مخفف ہے ــــ پیمانے کا اور آج کل ملک میں پیمانے کچھ ضرورت
سے زیادہ گردش کر رہے ہیں اور گردش کرنے کو چکر کھانا بھی کہتے ہیں"۔
عمران نے بڑی سنجیدگی سے سر سلطان کے الفاظ کی وضاحت
کر دی۔

سر سلطان خاموش ہو رہے۔ وہ بھلا عمران سے باتوں میں کہاں
جیت سکتے تھے۔ مگر اب ان کے چہرے پر سے ناگواری کے آثار
آ کر مٹ چکے تھے۔

"آپ نے حالات کی وضاحت نہیں کی ــــ" اس دفعہ عمران نے
انتہائی سنجیدگی سے پوچھا اور سر سلطان چونک کر اسے دیکھنے لگے۔

"اب میں حالات کی کیا وضاحت کروں ــــ" سر سلطان نے
کچھ سوچنے کے انداز میں کہا۔

"تو پھر اختصار کر دیں ــــ" عمران نے ان کی بات کاٹتے ہوئے
دوبارہ شوخ لہجے میں کہا۔ اور سلطان بے ساختہ طور پر ہنس پڑے۔

"تم باز نہیں آؤ گے سور ــــ" ان کا لہجہ شفقت سے بھرپور تھا۔

"باز اور سنور اکٹھے نہیں آسکتے ۔۔۔ ایک پرندہ ہے دوسرا درندہ ۔۔۔" عمران نے کھٹ سے جواب دیا۔

"تم دیکھ رہے ہو عمران ۔۔۔ ملک میں امن عامہ کا نظام ابتر سے ابتر ہوتا جارہا ہے ۔۔۔ تمام ملک میں ایک دم ہڑتالوں، تالہ بندیوں اور روز بروز قسم قسم کے مطالبات کا ایک طوفان پھٹ پڑا ہے۔ وہ سیاسی پارٹیاں جو ہمیشہ پانچویں کالم کے طور پر کام کرتی رہی ہیں ان کی سرگرمیاں ایک دم تیز ہو گئی ہیں۔ اور وہ باقاعدہ طور پر سامنے آگئی ہیں۔ اگر یہی صورت حال رہی تو چند دنوں بعد ہی ملک میں ایک طویل خانہ جنگی شروع ہو جائے گی اور جس کے نتائج ملک کے مفاد میں کبھی نہیں جا سکتے ۔۔۔" سر سلطان نے عمران کے فقرے کو نظر انداز کرتے ہوئے حالات کی وضاحت کر دی۔

"مگر یہ سب کچھ کیوں شروع ہو گیا ہے۔ اس کی بنیاد کیا واقعہ بنی ہے ۔۔۔" عمران نے اس بار انتہائی سنجیدگی سے سوال کیا۔

"یہی تو معلوم نہیں ہوتا ۔۔۔ اچھا خاصا صحیح نظام چل رہا تھا گو میں یہ نہیں کہتا کہ ہمارے ملک کا نظام بہترین فلاحی نظام ہے۔ مگر حکومت دن بدن عوام کے مفادات کے لئے اصلاحات کر رہی تھی اور اگر یہ طوفان بدتمیزی یوں ۔۔۔ نہ برپا ہو جاتا تو میرے خیال میں چند سالوں بعد ہمارا ملک ایک بہترین نظام کا مالک ہوتا ۔۔۔" سر سلطان نے جواب دیا۔

"آپ کا ذاتی طور پر اس بارے میں کیا خیال ہے ۔۔۔" عمران نے سنجیدگی سے سوال کیا۔

"میرا ذاتی خیال یہ ہے کہ ہمارے ملک اور خصوصی طور پر موجودہ حکومت کے خلاف ایک بھیانک سازش ہو رہی ہے۔ اور میرا تجربہ کہتا ہے کہ اس سازش کے نتائج ہمارے ملک کے لئے انتہائی خوفناک ثابت ہوں گے۔"

سر سلطان کی آواز قدرے بھرا گئی۔

"میں آج شی چنگ سے ملا تھا اور اس نے مجھے جو رپورٹ دی ہے وہ حیرت انگیز ہے۔ میں نے آپ سے ملنے سے پہلے اس رپورٹ پر یقین نہیں کیا تھا مگر اب آپ نے جو تفصیل بتائی ہے اس کی روشنی میں سوچا جائے تو وہ رپورٹ صحیح نظر آتی ہے۔"

عمران کا لہجہ انتہائی سنجیدہ تھا۔ اس کے چہرے پر سے بھی اب حماقت ۔۔۔ غائب ہو چکی تھی جیسے یہ اس پر سراسر الزام ہو۔ محسوس اور قدرے کرخت سنجیدگی اس کے چہرے کو محیط کئے ہوئے تھی۔

"وہ کیا کہا ۔۔۔ کیسی رپورٹ ۔۔۔ ہاں اب مجھے تو خیال ہی نہیں تھا کہ تم نے شی چنگ کے متعلق پوچھا تھا۔ اس نے کسی اہم انکشاف کے لئے سیکرٹ سروس کے سربراہ سے ملنے کی درخواست بھیجی تھی ۔۔۔" سر سلطان نے حیرت آمیز لہجے میں جواب دیا۔

"شی چنگ نے مجھے بتلایا ہے کہ اس کے ملک کے مرکزی ریکارڈ روم سے ایسے کاغذات کی فوٹو اتاری گئی ہے جو ملک میں موجود باغی سیاسی عناصر کی رپورٹوں پر مشتمل تھے اور وہ انہی کاغذات کی تلاش میں یہاں آیا ہے اور ساتھ ہی اس نے یہ بھی کہا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ

ہمارے ملک میں بھی ایسی حرکت کی گئی ہو ـــــ "ہونہہ تو یہ بات ہے۔ خیر تو تم اپنی بات مکمل کرو پھر میں تمہیں اس بارے میں تازہ ترین اطلاع دیتا ہوں "

سر سلطان نے کہا۔

"پھر ان کاغذات کی چوری یا دوسرے لفظوں میں ان کی تفصیلات حاصل کرنا۔ دنیا کے کسی ملک میں جرم قرار نہیں دیا جا سکتا۔ کیونکہ دراصل یہ سرے سے کوئی سیکرٹ ہی نہیں ہوتا۔ مگر اسی لئے مجھے شی چنگ کی بات پر یقین نہیں آیا تھا کہ وہ صرف ان کاغذات کے لئے باقاعدہ ایک مہم پر آیا ہے۔ اور یہاں اسے اب تک اس سلسلے میں جو تکالیف اٹھانی پڑی ہیں ان سے بھی اچھی طرح واقف ہوں۔ جب معاملہ اس کے ہاتھ سے نکل گیا تو مجبوراً اس نے ہماری امداد طلب کی ہے۔

میں نے یہی سوچا کہ شی چنگ ہمیں ان کاغذات کی صحیح تفصیل تبلانا نہیں چاہتا مگر اب آپ کی باتوں سے میں نے اندازہ لگایا ہے کہ شی چنگ کی بات صحیح ہے اور شی چنگ کی حکومت کم از کم اس سلسلے میں زیادہ سمجھ داری سے کام لے رہی ہے "

" پھر ان کاغذات میں ایسی کیا بات ہے جس کے لئے سیکرٹ سروس اتنی سرگرم عمل ہو گئی ہے "

سر سلطان نے جھنجلاتے ہوئے جواب دیا۔

" آپ کو اب میں کیا سمجھاؤں ـــــ بس اتنا سمجھ لیں کہ جب کوئی نادیدہ طاقت ان باغی سیاسی عناصر کو بھرپور امداد دینا شروع کر دے تو یہ عناصر ملک میں کیا کریں گے۔ یا دوسرے لفظوں میں کیا کر سکتے ہیں "

عمران نے جواب دینے کی بجائے الٹا سوال کر دیا۔

" اوہ میں اب سمجھا کہ تم کہنا کیا چاہتے ہو مگر بیٹے یہ امور مملکت خسرواں دانند والا حساب ہے۔ ہر حکومت ایسے عناصر پر ہر وقت کڑی نظر رکھتی ہے۔ چنانچہ جب بھی کوئی طاقت انہیں ابھارنے کے لئے ان کی پشت پناہی کرنا چاہتی ہے حکومت اس طاقت کا ہیچ بھی زمین میں نہیں پڑنے دیتی۔ چنانچہ یہ عناصر سوکھ کر رہ جاتے ہیں "

سر سلطان نے بڑے شاعرانہ انداز میں جواب دیا۔ ان کا لہجہ ان کی پوری عمر کے تجربہ اور دانشمندی سے بھرپور تھا۔

" آپ سیاست کو چھوڑیں میں صرف سازش کی بنیاد پر بات کر رہا ہوں۔ بہرحال مختصر یہ کہ میرے خیال میں اس تمام طوفان بدتمیزی کا منبع یہ سیاسی عناصر ہیں جنہیں اس وقت کسی نادیدہ طاقت کی پشت پناہی حاصل ہے اور ان سیاسی عناصر کو ختم کئے بغیر یہ طوفان ختم نہیں ہو سکتا "

عمران نے اکتائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔ نہ جانے اب تک وہ کیسے اتنی سنجیدگی سے سر سلطان سے سیاست جیسے بور موضوع پر بحث کر رہا تھا۔

" تم نہیں جانتے بیٹے حکومت چاہے تو آج ہی ان تمام سیاسی عناصر کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دے مگر یہ گرفتاریاں ان لوگوں کی کامیابی کا پیش خیمہ بن جائے گی۔ اور یہ سیدھے سادے اور جذباتی عوام کے لئے ہیرو بن جائیں گے۔ پھر یہ طوفان پہلے سے بھی زیادہ شدت اختیار کر لے گا "

سر سلطان نے گمبھیر لہجے میں جواب دیا۔

"ٹھیک ہے آپ مت گرفتار کریں ــــــ میں اس طاقت کا پتہ کرتا ہوں جو ان عناصر کے پیچھے کام کر رہی ہے اور جب وہ ختم ہو گئی تو سب ٹھیک ہو جائے گا"۔

عمران اب پیچھا چھڑانا چاہتا تھا۔

"مگر میں نے جس کام کے لئے تمہیں بلایا تھا اس سلسلے میں تو بات مکمل ہی نہیں ہوئی"۔

سر سلطان کو اچانک کچھ یاد آ گیا۔ چنانچہ انہوں نے چونکتے ہوئے کہا۔

"فرمایئے ــــــ سر بادشاہ سلامت ــــــ عمران نے اپنی عادت سے مجبور ہو کر سر سلطان کا سلیس ترجمہ کر دیا۔

اور سر سلطان کے چہرے پر عمران کے اس بے ساختہ فقرے سے پریشانیوں کی تمام گھٹائیں چھٹ گئیں۔ اور ہونٹوں پہ ایک بے ساختہ سی مسکراہٹ تیرنے لگی۔

"شریر ــــــ ان لبوں سے بے ساختہ ــــــ ایک ہی لفظ نکلا۔ اور عمران لڑکیوں کی طرح لجا کر رہ گیا۔

چند لمحوں کی خاموشی کے بعد سر سلطان دوبارہ عمران سے مخاطب ہوئے۔

"عمران بیٹے ــــــ وہ تازہ ترین اطلاع جو میں تمہیں دینا چاہتا ہوں۔ آج ہی ہمارے دفتر کو ملی ہے جو تمہارے لئے خاص طور پر دلچسپی کا باعث ہو گی ــــــ" سر سلطان حسب عادت پھر تمہید

شروع کر بیٹھے۔

"تازہ اطلاع یہی تو نہیں کہ دوسرے ملکوں میں سورج مغرب کی بجائے مشرق سے طلوع ہو گیا ہے"۔

"ارے ہپ ــــــ معاف کیجئے ــــــ غلطی ہو گئی تھی ــــــ سورج شمال کی بجائے جنوب ارے ہپ ــــــ" اور عمران نے اپنا مضبوطی سے منہ بند کر لیا۔ جیسے زبردستی کسی چیز کو باہر نکلنے سے روک رہا ہو ــــــ چہرے پر خجالت کے آثار خاص طور پر نمایاں تھے اور آنکھیں کسی ایسی خوف زدہ بھیڑ کی طرح تھیں جس سے اچانک بھیڑیا ٹکرا گیا ہو"۔

"اطلاع یہ ہے کہ تقریباً دنیا کے تمام چیدہ ممالک کے سرکاری ریکارڈ روم سے ایسے تمام کاغذات کی تفصیل اتاری گئی ہے۔ جس میں ان ممالک کے باغی سیاسی عناصر کے متعلق تفصیلات تھیں"۔

اور یورپ کے چیدہ چیدہ ممالک نے اس جرم کے خلاف ایک سپیشل انوسٹیگیشن بیورو قائم کر دیا ہے جو ان مجرموں کا سراغ لگانے میں سر توڑ کوشش کر رہا ہے"۔

سر سلطان نے عمران کے مذاق کو نظر انداز کرتے ہوئے تفصیل بتا دی۔

"آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک ایسے جرم کے لئے جو سرے سے جرم ہی نہیں، یورپین ممالک نے علیحدہ ادارہ قائم کر دیا ہو"۔

عمران نے سوال کیا۔

"وہ اسے بے حد اہمیت دے رہے ہیں —— گو بظاہر یہ جرم
نہیں —— مگر ان کے خیال کے مطابق آگے چل کر کوئی بھیانک جرم ہو
سکتا ہے۔ اس ادارے میں دس معروف ترین سیکرٹ ایجنٹ شامل
ہیں جو وسیع اختیارات سے اس کیس کی تفتیش کر رہے ہیں۔"

"گویا وہ کاغذات صرف یورپین ممالک کے ہی چرائے گئے ہیں"
عمران نے سوال کیا۔

"نہیں ایسی رپورٹیں ایشیا کے ممالک سے بھی ملی ہیں۔ اس کا واضح
ثبوت شی چنگ کا بیان ہے اور آج میں نے رپورٹ ملنے پر جو تحقیق
اپنے سیکرٹ آفس میں کی اس سے مجھے شک ہے کہ ہمارے اس قسم
کا غذات کی بھی فوٹو کاپیاں اتاری گئی ہیں ——" سر سلطان نے تفصیل
سے بتلایا۔

"تو اس کا مطلب ہے کہ یورپین ممالک ان بے جرم مجرموں کو پکڑنے
کا سہرا اپنے سر باندھنا چاہتے ہیں ——" عمران کا چہرہ کسی نامعلوم جذبے
سے تمتما اٹھا۔

"معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے۔"
سر سلطان نے جواب دیا۔

"بے فکر رہیں۔ یہ سہرا ان کی بجائے آپ کے سر پہ بندھے گا۔"
"اوہ مگر آنٹی کو مت بتلائیے۔ ورنہ جوتیاں مار مار کر میری کھوپڑی گنجی
کر دیں گی۔"
عمران ایک بار پھر پٹڑی سے اتر گیا۔

"کیا مطلب تمہاری آنٹی کہاں سے آ ٹپکی۔" سر سلطان حیران ہو

گئے۔

"یہ تو آپ کو معلوم ہو گا کہ وہ کہاں سے ٹپکی ہیں —— آم کے درخت
سے یا جامن کے درخت سے —— بہرحال میرا اشارہ آپ کے سر پہ سہرا
بندھنے کی طرف تھا۔"
عمران نے شرارت آمیز لہجے میں مسکراتے ہوئے کہا۔
اور سر سلطان —— عمران کا مطلب سمجھ کر مسکرا اٹھے۔

"ابھی تو تمہارے سہرے کی فکر ہے عمران ——" سر سلطان نے
بزرگانہ شفقت سے جواب دیا۔

"اچھا اب میں چلتا ہوں۔ کسی شاعر کو پکڑ کر اسے چائے کی ایک پیالی
پلاتا ہوں اور ایک کی بجائے دو سہرے تیار ہو جائیں گے۔"
عمران اٹھ کھڑا ہوا۔

"تو پھر میں حکومت کو کیا رپورٹ دوں۔"
سر سلطان بھی کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"آپ انہیں یقین دلا دیں کہ جلد ہی یہ طوفان بدتمیزی ختم ہو جائے گا۔
میں اپنی پوری کوشش کروں گا کہ جلد از جلد اس نادیدہ ہاتھ کو کاٹ
ڈالوں۔"
عمران نے جواب دیا۔

"عمران بیٹے سوچ لو۔ یہ بڑا خطرناک معاملہ ہے۔ یہ نہ ہو کہ تم تفتیش
کرتے رہ جاؤ اور یہاں ملک کی کایا ہی پلٹ جائے۔" سر سلطان نے
اپنا خدشہ آخر کار ظاہر کر ہی دیا۔

"میں کایا پلٹنے ہی نہیں دوں گا۔ کایا بے چاری کی کیا طاقت ہے

کر پلٹ جاتے ـــــــ سیدھا نہ کر دوں گا اسے"۔

عمران نے کہا۔

اور پھر سلام کر کے تیزی سے کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

وکٹر ہاگو کافی دیر سے اس نوجوان کی حرکات کا بغور مشاہدہ کر رہا تھا۔ اس نوجوان کی حرکات سے شدید بے چینی کے آثار نمایاں تھے۔ وکٹر ہاگو اپنی فطرت سے مجبور ہو کر اس میں دلچسپی لے رہا تھا۔ وہ اپنے ملک کا مایہ ناز سیکرٹ ایجنٹ تھا اور آج کل آئی ایس ایس بی کے تحت، کام کر رہا تھا۔ دو دنوں کی شدید محنت کے بعد بھی وہ اب تک مجرموں کے خلاف کوئی کلیو حاصل نہیں کر سکا تھا۔ اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ کیا کرے اور کہاں سے کلیو حاصل کرے۔ جو مجرموں تک پہنچانے میں مدد دے۔ مجرم اتنے خفیہ طور پر کام کر رہے تھے کہ انہوں نے اپنے پیچھے ہلکا سا نشان بھی نہیں چھوڑا تھا اس نے چیدہ چیدہ سیاسی عناصر کی دن رات نگرانی کی مگر کوئی بھی آدمی اسے مشکوک نظر نہیں آیا۔

تھک ہار کر وہ آج کچھ دیر کے لئے سستانے کے لئے اس کیفے میں

آبیٹھا تھا مگر یہاں اس نوجوان کی حرکات نے خواہ مخواہ اسے اس میں دلچسپی لینے پر مجبور کر دیا۔

ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ یہ نوجوان واقعی مشکوک بھی ہے یا نہیں کہ اس نے اچانک نوجوان کو بری طرح چونکتے ہوئے دیکھا اور پھر نوجوان کی نظروں کا تعاقب کرتے ہوئے اس کی نظریں بھی کیفے کے مین گیٹ کی طرف اٹھ گئیں۔

گیٹ سے ایک شعلہ جوالا اندر داخل ہو رہی تھی۔ تیز نارنجی رنگ کے اسکرٹ میں ملبوس یہ حسینہ واقعی اس قابل تھی کہ اسے دیکھ کر آدمی چونکنے پر مجبور ہو جائے۔

اس لڑکی نے چند لمحوں تک دروازے پر کھڑے ہو کر ہال پر ایک طائرانہ نظر ڈالی اور پھر جیسے ہی اس کی نظریں وکٹر کے مطلوبہ نوجوان پر پڑیں وہ تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی اس میز کی طرف بڑھنے لگی۔

اور وکٹر کا جی چاہا کہ اس بھرے پڑے کیفے میں ہی اپنے گالوں پر چانٹے رسید کرنا شروع کر دے۔ یہ تو کوئی محبت وغیرہ کا چکر تھا اور وہ خواہ مخواہ اتنی دیر اس نوجوان کے متعلق سوچ سوچ کر پریشان ہوتا رہا۔ اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے اپنا جسم ڈھیلا چھوڑ دیا۔

لڑکی نوجوان کی سامنے والی کرسی پر بیٹھ چکی تھی۔ مگر دوسرے لمحے وکٹر ایک بار پھر چونک پڑا۔

مبہم سے خدشات نے اس کے دماغ میں دوبارہ سر اٹھانا شروع کر دیا۔ نوجوان کے چہرے پر خوف کے آثار ظاہر تھے۔ یہ محبت کی بجائے کوئی اور ہی چکر تھا۔

اسی لمحے اس نے ان دونوں کو بیک وقت کرسیوں سے اٹھ کر کیفے کے بائیں کونے میں بنے ہوئے پرائیویٹ کیبنوں کی طرف بڑھتے دیکھا۔ وہ لڑکی آگے آگے تھی اور اس کے پیچھے پیچھے وہ نوجوان بڑے مؤدبانہ انداز میں چل رہا تھا۔

ایک کیبن کا پردہ ہٹا کر وہ دونوں اندر داخل ہو گئے اور پردہ برابر کر دیا گیا۔

وکٹر نے ایک لمحے کے لئے سوچا اور پھر وہ بھی اٹھ کھڑا ہوا اور دوسرے لمحے اس کا رخ بھی انہی کیبنوں کی طرف تھا۔ اس نے ان کے دائیں طرف والے کیبن کا پردہ اٹھا کر دیکھا مگر دوسرے لمحے چھوڑ دیا۔ وہاں بھی ایک جوڑا رنگ رلیوں میں مصروف تھا۔ اب اس نے بائیں طرف والے کیبن میں قسمت آزمائی کی۔ اور اتفاق سے وہ کیبن اسے خالی ملا۔ وہ جلدی سے اندر داخل ہو کر دونوں کیبنوں کی درمیانی دیوار کے ساتھ لگ کر بیٹھ گیا۔

اس کے اندر بیٹھتے ہی ایک ویٹر اندر داخل ہوا۔

"وسکی" اس نے ویٹر کی شکل دیکھتے ہی کہا۔ اور ویٹر تیزی سے باہر نکل گیا۔ اب اس کی پوری توجہ ساتھ والے کیبن کی گفتگو پر لگی ہوئی تھی مگر باوجود پوری طرح متوجہ ہونے کے وہ ایک لفظ بھی نہ سن سکا۔ اس سے پہلے کہ وہ اس کا کوئی حل سوچتا ویٹر اندر داخل ہوا اور اس نے آرڈر کا سامان میز پر رکھ دیا۔

"اب جاؤ اور جب تک میں خود نہ بلاؤں اندر مت آنا"

وکٹر نے اسے سخت لہجے میں کہا اور ویٹر خاموشی سے باہر چلا گیا۔ اس کے باہر نکلتے ہی اس نے کوٹ کے کالر میں لگی ہوئی پن نکالی اور درمیانی

ہارڈ بورڈ کی دیوار میں گھونپ دی جب پن کے سرے کے علاوہ باقی تمام
پن اس دیوار میں گم ہو گئی تو اس نے تیزی سے جیب میں ہاتھ ڈالا اور
ایک پتلی سی تار نکال کر اس کا ایک سرا اس پن کے سرے کے ساتھ
لپیٹ دیا اور دوسرے سرے پر لگے ہوئے ایک چھوٹے سے بٹن کو
اس نے کان میں لگا لیا۔

اب اس کے کان میں کیبن میں ہونے والی سرگوشیوں کی آوازیں قدرے
صاف سنائی دینے لگی تھیں۔

یہ اس کا اپنا ایجاد کردہ ہنگامی ڈکٹا فون تھا۔ گو آواز بالکل صاف
نہیں تھی۔ مگر اس کے باوجود وہ سب کچھ سن رہا تھا۔ آواز کی لہریں جب
پن کی نوک سے ٹکراتیں تو اس تار کے ذریعے اس کے کانوں میں پہنچ جاتیں اور
اس کے سرے پر لگا ہوا بٹن جو اس نے کان میں اٹکایا ہوا تھا۔ ایک جدید
ترین ریسیور تھا۔

"ایسا کیسے ہو سکتا ہے ڈی الیون ——— اب جبکہ ہم عملی قدم
اٹھا چکے ہیں اور ہمارا ایک مشن کامیابی کے قریب ہے۔ اب واکر گروپ
پول سے کیوں نکلنا چاہتا ہے"۔

یہ اس لڑکی کی آواز تھی۔ لہجہ بے حد سخت مگر تشویش کی ہلکی سی جھلک
لئے ہوئے تھا۔

"مادام جہاں تک میرا خیال ہے واکر گروپ ڈبل کراسنگ کرنا چاہتا
ہے اب وہ ہمیں پھنسا کر خود علیحدہ ہونا چاہتا ہے۔ تاکہ کسی حکومت
سے سودا کر کے اپنے لئے مراعات حاصل کرے اور ہمارے خاتمے کا بھی
بندوبست کرے ———" نوجوان نے بے حد مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"نہیں واکر سے میری کافی تفصیلی گفتگو ہو چکی ہے وہ ایسا نہیں کر سکتا
ہو سکتا ہے تمہارے آدمی نے غلط خبر پہنچائی ہو ——— مادام کے لہجے میں
سانپ کی سی پھنکار تھی۔

"یہ ناممکن ہے مادام ——— میرا آدمی انتہائی با اعتماد ہے۔ آج تک اس
نے کوئی غلط خبر نہیں دی۔ پاکیشیا میں بیگ نمبر دو جب اتفاق سے واکر
گروپ نے حاصل کر لیا تھا تو اسی آدمی نے ہماری ٹیم کو اس کی اطلاع دی
تھی۔ جس کی وجہ سے آخر کار ہم وہ بیگ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے
تھے۔

ڈی الیون نے اپنے آدمی کی سابقہ خدمات بتلاتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ پھر پول کے دوسرے سربراہوں کو بھی اس کی
حرکت سے باخبر کر دیا جائے تاکہ مل کر اس کا کوئی تدارک کیا جا سکے"۔

مادام نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا۔

"ویسے آپ بہتر سمجھ سکتی ہیں مادام ——— مگر میری رائے یہ ہے
کہ آپ دوسرے لوگوں کو فی الحال اس بات کی اطلاع نہ دیں ———
ڈی الیون نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

"کھل کر بات کرو معاملہ انتہائی سنگین ہے ——— میں ہر رائے
سننا پسند کروں گی"۔

مادام نے نرم لہجے میں کہا۔

"مادام دراصل بات یہ ہے کہ مجھے پول میں شامل کسی پارٹی پر
بھی اعتماد نہیں ہے۔ میرا خیال ہے کہ پول میں شامل تمام پارٹیاں اپنی
اپنی جگہ ڈبل کراسنگ کر رہی ہیں ———" ڈی الیون نے جواب دیا۔

اُس کی وجہ"۔

مادام کا لہجہ انتہائی سخت تھا۔

"اس کی چند وجوہات ہیں۔ پہلی وجہ تو ڈاکر گروپ کے متعلق یہ اطلاع ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ بلیک سرکل گروپ جس ملک میں کام کر رہا ہے وہاں ہمارے گروپ کی رپورٹ کے مطابق ان کی سرگرمیاں کافی پُراسرار ہیں وہ لوگ حکام سے بھی ملتے دیکھے گئے ہیں۔ گو کوئی حتمی ثبوت فی الحال نہیں ملا مگر وہاں پے در پے چند اہم مشنز میں ناکامی کی وجہ سے یہ خیال کافی مضبوط نظر آتا ہے تیسری اور سب سے اہم وجہ یہ ہے کہ سوائے ان ملکوں کے جن پر براہ راست ہمارے گروپ کا کنٹرول ہے۔ باقی ہر ملک میں کام کی رفتار انتہائی سُست ہے"۔

ڈی الیون نے تمام وجوہات پیش کر دیں۔

"تم نے مجھے شش و پنج میں ڈال دیا ہے ___ ڈی الیون تمہارے خیالات بھی اپنی جگہ وزن رکھتے ہیں مگر مجموعی طور پر میں سمجھتی ہوں کہ ہم خاصی کامیابی سے اپنے مشن میں آگے بڑھ رہے ہیں۔ اس دوران ہماری معمولی سی غلطی بھی ہمیں ہمیشہ کے لئے ختم کر سکتی ہے ___" مادام نے سوچتے ہوئے کہا۔

"آپ اس پر اچھی طرح غور کر لیں۔ مادام میں بھی مزید تحقیقات کر رہا ہوں ___ کیونکہ آپ نے میرے ذمے یہی ڈیوٹی لگائی ہے کوئی حتمی ثبوت ملتے ہی میں آپ کو آگاہ کر دوں گا۔ پھر آپ جیسے مناسب سمجھیں کر لیں ___" ڈی الیون نے انتہائی مودبانہ لہجے میں

جواب دیا۔

"ٹھیک ہے اب تم جا سکتے ہو ___ ٹرانسمیٹر پر بات مت کرنا، بلکہ اسی طرح کسی عام سے کیبن میں بات کرنا آجکل زیادہ مفید ہے کیونکہ سیکرٹ سروس انٹیلی جنس پولیس اور آئی۔ایس۔آئی ہمارے خلاف سرگرم عمل ہے۔ ہمارے ٹرانسمیٹر پر کی جانے والی بات کسی بھی لمحے چیک ہو سکتی ہے ___" مادام نے حکم دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے مادام ___ میں آپ کی دوراندیشی کا پہلے ہی قائل ہوں ___"

ڈی الیون نے کہا۔

اور پھر دوسرے لمحے وکٹر کو اس کے اٹھنے کی آواز سنائی دی۔ وکٹر نے تیزی سے کان سے بٹن نکالا اور دیوار سے پن بھی نکال کر جیب میں ڈالی اور دوسرے لمحے اس نے تیزی سے میز پر پڑے ہوئے وسکی کے پیگ کو ایک ہی بار حلق میں انڈیل کر جیب سے ایک چھوٹا نوٹ نکالا اور اسے ایش ٹرے کے نیچے دبا دیا۔ اور خود پردہ اٹھا کر باہر نکل گیا۔

اس کا چہرہ اپنی اس اچانک اور قطعی اتفاقیہ کامیابی پر مسرت سے گلنار ہو رہا تھا اس کا شک صحیح ثابت ہُوا تھا اور اب اسے مزید تحقیقات کرنے کے لئے اہم کلیو مل چکا تھا۔ اسے یقین تھا کہ وہ بازی جیت جائے گا اور پوری دنیا میں اس کے نام کا ڈنکا ہو جائے گا۔

جب وہ کیبن سے باہر نکلا تو اس نے اس نوجوان کو کیبن سے

نکل کر آؤٹ گیٹ کی طرف جاتے دیکھا۔ لڑکی ابھی تک کیبن سے
باہر نہیں نکلی تھی وہ ایک لمحے کے لئے شش و پنج میں پڑ گیا کہ آیا
لڑکی کا تعاقب کرے یا ڈی البون کا تعاقب کرے۔ مگر پھر اس نے
لڑکی کی نگرانی کا فیصلہ کیا ——— ڈی البون کے مقابلے میں اس لڑکی کو
اغوا کر کے معمولی سے تشدد سے وہ تمام راز حاصل کر سکتا تھا اور
پھر گفتگو سے اسے اندازہ تو ہو گیا تھا کہ ڈی البون اس لڑکی کے
ماتحت ہے۔ ہو سکتا ہے یہی لڑکی مجرموں کی سرغنہ ہو۔ اس سلسلے میں
اس نوجوان کی نسبت اس سے وہ زیادہ بہتر اور جامع معلومات
حاصل کر سکتا ہے۔

وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا خود بھی کیفے سے باہر چلا گیا۔ لیکن
دروازے کے قریب وہ ایک ستون کی آڑ میں رک کر لڑکی کا کیفے
سے باہر نکلنے کا انتظار کرنے لگا۔

چند لمحوں بعد وہ لڑکی اسے گیٹ سے باہر نکلتی نظر آئی۔ اس کا
رخ پارکنگ شیڈ کی طرف تھا۔ وکٹر بھی خاموشی سے پارکنگ شیڈ کی
طرف بڑھنے لگا۔ لڑکی پارکنگ شیڈ میں موجود ایک سیاہ رنگ کی
کار میں بیٹھ گئی اور دوسرے لمحے کار اسٹارٹ ہو کر کمپاؤنڈ گیٹ کی طرف
بڑھنے لگی۔ وکٹر نے بھی اپنی سفید رنگ کی کار کا دروازہ کھولا اور
ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ لڑکی کی کار جیسے ہی کمپاؤنڈ گیٹ سے
نکل کر سڑک پر دائیں ہاتھ مڑی، وکٹر نے بھی کار اس کے پیچھے ڈال دی
وہ بڑے محتاط انداز میں تعاقب کر رہا تھا۔ اس کا ذہن مختلف خیالات
کی آماجگاہ بنا ہوا تھا۔ ایک بار اسے خیال آیا کہ فی الحال لڑکی کی نگرانی

کے مجرموں کا ہیڈ کوارٹر معلوم کرے ——— اور پھر بعد میں مناسب
موقع دیکھ کر اس پر ہاتھ ڈالے۔ دوسرے خیال کے مطابق وہ چاہتا تھا
فوری طور پر اس پر ہاتھ ڈال دے۔ تاکہ جتنی جلدی ہو سکے مجرم گرفتار
کئے جا سکیں۔ کیونکہ ملک کے حالات تیزی سے بگڑتے جا رہے ہیں۔
اور ایسا نہ ہو کہ وہ مناسب موقع کا انتظار کرتا ہی رہ جائے اور
پانی سر سے اونچا ہو جائے۔ پھر اس نے طویل کشمکش کے بعد تعاقب کا
ہی فیصلہ کیا۔

مختلف سڑکوں سے ہوتی ہوئی لڑکی کی کار برگنز ہوٹل کے کمپاؤنڈ
میں مڑ گئی۔ وکٹر نے بھی اپنی کار کمپاؤنڈ کے گیٹ میں داخل کر دی اور
جب وہ کار پارکنگ شیڈ میں روک کر باہر نکلا تو لڑکی ہوٹل کے مین
گیٹ میں داخل ہو رہی تھی۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اس کے پیچھے
مین گیٹ کی طرف بڑھا۔

جب وہ ہوٹل میں داخل ہوا تو اسے لڑکی ہال میں نظر نہیں آئی
ہوٹل کا عقبی دروازہ بھی نہیں تھا کہ وہ سوچتا کہ لڑکی اسے دھوکہ دے
گئی ہے۔ اس سے صاف ظاہر تھا کہ لڑکی ہوٹل میں رہائش پذیر ہے
چنانچہ وہ سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھا۔

"فرمایئے"

کاؤنٹر کلرک نے بااخلاق لہجے سے پوچھا۔

"ابھی ابھی مس ——— اوہ کیا نام ہے مس ——— کمال ہے۔
اچانک ہی نام ذہن سے پھسل گیا۔ کیا بھلا سا نام تھا مس ———"
وکٹر نے نام یاد نہ رہنے کی بہترین اداکاری کرتے ہوئے کہا۔ اس

کے چہرے پر بوکھلاہٹ اور ندامت کے آثار نمایاں تھے۔

"میرا خیال ہے آپ مس میری کے متعلق پوچھ رہے ہیں۔ وہ ابھی ابھی اپنے کمرے میں گئی ہیں۔"

کاؤنٹر کلرک نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ ہاں یاد آگیا مس میری ہی اس کا نام ہے۔ کمرہ نمبر کیا ہے۔"

اس نے آگے قدم اٹھاتے ہوئے سرسری لہجے میں سوال کیا۔

"کمرہ نمبر دو سو دس تیسری منزل ——— کیا میں انہیں فون کرکے آپ کی آمد کی اطلاع دے دوں ———" کاؤنٹر کلرک نے مودبانہ لہجے میں سوال کیا۔

"ارے نہیں ——— وہ مجھے اچانک اپنے سامنے پاکر زیادہ مسرت محسوس کرے گی ———" وکٹر نے جواب دیا اور لفٹ کی طرف مڑ گیا۔

جب وہ لفٹ میں داخل ہوگیا تو کاؤنٹر کلرک نے تیزی سے میز پر رکھے ہوئے انٹرکام کے سرخ بٹن کو دبا دیا اور پھر آہستہ مگر انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

"مادام وہ آپ کے کمرے میں آرہا ہے۔"

"آنے دو ———" دوسری طرف سے مادام نے جواب دیا اور کاؤنٹر کلرک نے بٹن آف کر دیا۔

لفٹ تیسری منزل پر رکی اور وکٹر لفٹ سے نکل کر کاریڈار میں داخل ہوا۔ اس کا ہاتھ جیب میں پڑے ہوئے ریوالور پر تھا۔

وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا ——— کاریڈور میں چل رہا تھا۔ ڈور میں لوگ آجا رہے تھے۔ کمرہ نمبر دو سو دس کے سامنے جا وہ رک گیا۔ دروازہ آدھا کھلا ہوا تھا اور آگے پردہ پڑا تھا چند لمحے دروازے کے ساتھ رک کر آہٹ لیتا رہا مگر اندر قطعی موشی تھی۔ اس نے سوچا کہ یہ سوٹ کا پہلا کمرہ ہوگا اور وہ لڑکی اندر لے کمرے میں موجود ہوگی۔ اس کا مطلب ہے کمرہ خالی ہوگا۔ چنانچہ نے آہستہ سے پردہ اٹھایا اور پھر کمرہ خالی دیکھ کر وہ اندر یا ——— وہ تیزی سے ایک بڑی الماری کی طرف لپکا مگر اس سے پہلے کہ وہ الماری کے پیچھے چھپتا۔ اچانک کمرے میں وہ لڑکی داخل ہوئی ب یہ دونوں آمنے سامنے تھے۔

"کون ہو تم اور کیوں اندر داخل ہوئے ہو ———" لڑکی نے انتہائی خت لہجے میں سوال کیا۔

"یہ دیکھ رہی ہو۔ اس لئے شرافت سے میرے چند سوالوں کا واب دے دو۔ ورنہ میں گولی مار کر یہیں ڈھیر کر دوں گا۔"

وکٹر نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور کو آگے کرتے ہوئے کہا۔

ڑکی نے ایک لمحے کے لئے ریوالور کی طرف دیکھا اور پھر سکرا دی۔

"میں نے جو سوال کیا تھا پہلے اس کا جواب دو ———" اس کے لہجے میں قطعی لاپرواہی تھی۔ جیسے وہ ریوالور سے بالکل خوفزدہ نہ ہوئی ہو۔

"میں کوئی بھی ہوں ——— تمہیں اس سے کوئی مطلب نہیں ہونا

جیسے ہی اس کا ہاتھ لڑکی کے سر کی طرف بڑھا۔ لڑکی اچانک پیچھے جھکی اور دوسرے لمحے وکٹر کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ ہوا میں کافی بلند ہوتا جا رہا ہے اور پھر ایک دھماکے کے ساتھ وہ دیوار سے ٹکرا چکا تھا۔ لڑکی نے جوجسٹو کا بہترین داؤ استعمال کیا تھا۔

وکٹر سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ لڑکی جوجسٹو کے فن میں اس قدر ماہر ہوگی۔ اس کے ہاتھ سے ریوالور نکل کر دور جا گرا اور جب وہ سیدھا ہوا تو لڑکی سامنے کھڑی اطمینان سے مسکرا رہی تھی۔ وکٹر کی آنکھوں میں خون آ گیا۔ وہ لڑائی کے فن میں ماہر تھا اور آج تک بڑے بڑے نامی گرامی مجرم اس کے ہاتھ سے نہیں بچ سکے تھے۔ لڑکی کی اس کے سامنے کیا حیثیت تھی۔ یہ ٹھیک تھا کہ وہ دھوکے میں مار کھا گیا مگر اب وہ لڑکی کو ایک حقیر مچھر کی طرح مسل سکتا تھا کیونکہ اب وہ محتاط تھا۔

اس نے جوڈو کے انداز میں اپنے دونوں ہاتھ آگے پھیلائے اور پھر لڑکی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر آگے بڑھنے لگا۔ پہلے ہی وار سے اسے معلوم ہو گیا تھا کہ یہ لڑکی کوئی عام سی لڑکی نہیں ہے بلکہ لڑائی کے فن میں ماہر ہے۔

لڑکی خاموشی سے کھڑی اسے دیکھتی رہی۔ وکٹر نے قریب آتے ہی اچھل کر لڑکی کی گردن پر اپنی دائیں ہتھیلی کا وار کیا۔ گو وار بے حد سخت اور شدید تھا۔ مگر دوسرے لمحے وکٹر کی آنکھوں میں ستارے ناچ گئے لڑکی نے نہ صرف اس کا وار بائیں ہاتھ پر بچایا تھا بلکہ ایک نہایت خوب صورت رائٹ ہک اس کی پسلیوں میں بھی مار دیا تھا۔ وکٹر

نے بھی سنبھلتے ہی پوری قوت سے بایاں مکہ لڑکی کے بائیں پہلو پر مارا اور لڑکی لڑکھڑاتی ہوئی صوفے پر جا گری۔

وکٹر نے اس پر چھلانگ لگائی مگر لڑکی پھرتی سے سائیڈ میں ہو گئی اور وکٹر اپنے ہی زور میں صوفے کو الٹتا ہوا فرش پر جا گرا۔ لڑکی اس کی توقع سے زیادہ چالاک اور سخت جان تھی۔

ایک بار پھر وہ دونوں آمنے سامنے تھے اور اس بار لڑائی کا انداز جارحانہ تھا۔ چنانچہ دوسرے لمحے ان دونوں میں زوردار جنگ چھڑ گئی۔ جہاں وکٹر کے انداز میں مردانگی کے ساتھ ساتھ مہارت تھی وہاں لڑکی کے انداز میں چستی اور تیزی تھی۔ کمرے میں پڑے ہوئے دونوں صوفے اور تین کرسیاں الٹ چکی تھیں۔ وکٹر کو شدید حیرت تھی کہ یہ نرم و نازک لڑکی کتنی خوبی سے اس جیسے منجھے ہوئے آدمی کا مقابلہ کر رہی ہے اور وہ دیکھ رہا تھا کہ لڑکی کے انداز میں تیزی آتی جا رہی تھی۔

پھر چند لمحوں بعد لڑکی اس پر چھا چکی تھی۔ اب وہ صرف دفاع کر رہا تھا۔ کیونکہ وہ اس پر مجبور ہو گیا تھا۔ لڑکی کے ہاتھ بجلی کی طرح چل رہے تھے اور پھر کراٹے کے ایک زوردار وار نے وکٹر کو ناک آؤٹ کر ہی دیا —— اس کے جسم میں درد کی ایک لہر دوڑتی چلی گئی اور اس کے ساتھ ہی دماغ پر اندھیرے سے ساتھ ہوتے چلے گئے۔ اس نے سنبھلنے کی بے حد کوشش کی مگر وہ اپنی تمام کوششوں میں ناکام ہو کر بے ہوش ہو چکا تھا۔

اس کے بے ہوش ہوتے ہی لڑکی دروازے کی طرف مڑی اور اس نے دروازے کے قریب [illegible] پر لگے ہوئے ایک بٹن کو

دبا دیا —— دوسرے لمحے کمرے میں تین مسلح آدمی داخل ہوئے انہوں نے بڑی حیرت سے کمرے کی حالت کو دیکھا اور پھر ان کی نظریں بیہوش پڑے وکٹر پر جم گئیں۔

"اسے بلیک ہول میں لے جاؤ —— میں بعد میں اس سے ملاقات کروں گا"

لڑکی نے انہیں حکم دیتے ہوئے کہا۔

"یس مادام"

انہوں نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا اور پھر وہ تینوں وکٹر کے بے ہوش جسم کو اٹھائے کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔

عمران ٹیلیفون سامنے رکھے خاموش بیٹھا تھا۔ مقابل کی کرسی پر بلیک زیرو تھا۔ اس کے چہرے پر تشویش کے آثار نمایاں تھے۔

"—— آپ نے جو پوزیشن بتلائی تھی وہ تو انتہائی خطرناک ہے" آخر بلیک زیرو نے کمرے پر چھائے ہوئے سکوت کو توڑتے ہوئے کہا۔

"صرف میرے بتلانے سے پوزیشن خراب نہیں ہوئی بلکہ پوزیشن واقعی انتہائی خراب ہے۔ ہمارے پاس اس کیس کو حل کرنے کے لیے بے حد کم وقت ہے"

عمران نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"عمران صاحب آپ کا کیا خیال ہے۔ کیا یہ کاغذات صرف اس لیے چوری کیے گئے ہیں کہ دنیا میں بدامنی پھیلائی جائے۔ کیا کاغذات کے بغیر یہ لوگ ایسا نہیں کر سکتے تھے" بلیک زیرو نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"ہاں یہ ایک اہم نکتہ ہے۔ جہاں تک میرا خیال ہے کاغذات کسی اور نقطۂ نظر کی بنا پر حاصل کیے گئے ہیں۔ مگر ان کا استعمال کسی اور لحاظ سے ہو رہا ہے۔" عمران نے آنکھیں بند کر کے سوچتے ہوئے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ کاغذات کسی اور پارٹی نے چرائے ہیں اور ان کا استعمال کوئی اور پارٹی کر رہی ہے۔" بلیک زیرو نے ایک اور نقطہ نکالا۔

"ہاں معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے۔ مگر میں سوچ رہا ہوں کہ اس پارٹی کا ہیڈکوارٹر کہاں ہوگا۔ ظاہر ہے جبکہ تمام دنیا میں یہ بدامنی منظم طور پر پھیلائی جا رہی ہے تو یہ ایک منظم اور وسیع پارٹی کا کام ہے اور آثار سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کا ہیڈکوارٹر کسی یورپین ملک میں ہے۔" عمران نے جواب دیا۔

اس سے پہلے کہ بلیک زیرو کوئی جواب دیتا ٹیلیفون کی گھنٹی زور سے بجنے لگی۔ عمران نے رسیور اٹھا کر کانوں سے لگا لیا۔

"ایکسٹو۔" عمران نے بھرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں صفدر بول رہا ہوں جناب۔" دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

"یس رپورٹ۔" عمران نے اسی لہجے میں پوچھا۔

"سر آپ کے لیے ایک اطلاع ہے۔ مرجان نے ایک غیر ملکی سے خفیہ ملاقات کی ہے۔ میں نے یہ ملاقات ڈکٹافون کے ذریعے سنی ہے۔ اس میں حکومت کے خلاف مزید کارروائی کے پلان زیر بحث آئے تھے۔ ان کے منصوبے بے حد خطرناک ہیں۔ وہ حکومت کا تختہ الٹنا چاہتے ہیں۔" صفدر نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"بولتے جاؤ رک کیوں گئے۔" عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"اور سر ملاقات کے بعد میں نے اس غیر ملکی کا تعاقب کیا۔ ان کا ہیڈکوارٹر

رائل بلڈنگ میں ہے۔ آج رات وہ ایک میٹنگ کال کر رہے ہیں تاکہ حکومت پر آخری ضرب لگائی جائے۔ میٹنگ شہر سے دور ساحلی مقام شارٹ بیچ کے بنگلہ نمبر دو میں ہو رہی ہے۔ اس میں مرجان اور دیگر لیڈر بھی شریک ہوں گے۔" صفدر نے مزید بتلایا۔

"میٹنگ کا ٹائم کیا ہے۔" عمران کی آنکھوں میں چمک بڑھ گئی تھی۔

"رات کے دو بجے جناب۔" صفدر نے جواب دیا۔

"مزید کوئی بات۔" عمران نے سوال کیا۔

"جی ہاں ایک اور بات بھی معلوم ہوئی ہے۔ اس غیر ملکی نے یارک کے لیے کال بک کرائی ہے۔ وہ وہاں سے مزید ہدایات لینا چاہتا ہے۔" صفدر نے کہا۔

"کس نمبر پر۔" عمران نے سوال کیا۔

"نمبر تھری ایٹ سکس ڈبل ٹو کنکشن الیون تھری سکس۔" صفدر نے جواب دیا۔

"تمہیں یہ نمبر کیسے معلوم ہوا۔" عمران نے سوال کیا۔

"سر ایکسچینج میں میرا ایک دوست ہے۔ اس کی معرفت میں نے معلوم کیا ہے۔" صفدر نے جواب دیا۔

"ویری گڈ صفدر تم نے بڑی کارکردگی کا ثبوت [illegible] دوست کی معرفت ان کی اس کال کو ٹیپ کرنے کا بندوبست [illegible]" حکم دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے سر۔ میں نے پہلے ہی انتظام کر [illegible]" صفدر کے لہجے میں مسرت کی آمیزش نمایاں تھی۔

"ٹھیک ہے رات دو بجے میٹنگ والے بنگلے پر [illegible] آج مکمل آپریشن کرنا چاہتا ہوں۔ عمران تم سب کو لیڈ کرے گا۔" [illegible] نے

دیتے ہوئے کہا۔

"بہت بہتر سر۔" صفدر نے جواب دیا اور عمران نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

صفدر اس بار سب سے بازی لے گیا۔ اس کی معلومات کی حیثیت مجھے اس تمام مشن میں کلیدی معلوم ہو رہی تھی کیونکہ وہ عوام کا بہت خیر خواہ بن رہا تھا اور مزدوروں کسانوں، طلبا اور عوام کو حکومت کے خلاف ابھارنے میں اس کی پارٹی بے حد بھاگ دوڑ کر رہی ہے۔" عمران نے بلیک زیرو سے کہا۔

"اب صفدر کی رپورٹ سے تو وہ اور بھی واضح ہو گیا ہے۔" بلیک زیرو نے جواب دیا۔

ٹیلیفون کی گھنٹی ایک بار پھر بجنے لگی۔ عمران نے رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو۔" اس نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"شکیل بول رہا ہوں جناب۔" اس بار شکیل کی آواز سنائی دی۔

"رپورٹ۔" عمران نے جواب میں ایک لفظ کہا۔

"سرخ سویرا پارٹی کے سربراہ مسٹر اسلم نے آج دو غیر ملکیوں سے ملاقات کی ہے۔ یہ دونوں غیر ملکی دارالحکومت کے تاجر ہیں۔ ملاقات بےحد خفیہ تھی۔ ملاقات کے درمیان ایک نام بیچ میں آتا ہے۔ وہ کسی مادام بڑ فلانی کا نام لے سکتے ہیں یا رکھ میں ہے۔" شکیل نے جواب دیا۔

"مادام بڑ فلانی۔" عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ان کے انداز گفتگو سے میں نے محسوس کیا ہے کہ مادام بڑ فلانی اس تمام گروہ کی سربراہ ہے۔" کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"ہونہہ ٹھیک ہے۔ تم اب کہاں سے فون کر رہے ہو۔" عمران نے پوچھا۔

"مسٹر اسلم کی کوٹھی کے قریبی پبلک بوتھ سے جناب۔" کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"کیا اس ملاقات کے دوران کسی میٹنگ کی بات بھی ہوئی ہے۔" عمران نے سوال کیا۔

"جناب دراصل میں مکمل گفتگو نہیں سن سکا۔ وہاں ملازموں کا سخت پہرہ تھا۔ بڑی مشکل سے میں ان کے ڈرائنگ روم تک پہنچنے میں کامیاب ہوا تو چند الفاظ میرے کانوں میں پڑے وہ میٹنگ اپ ہو رہی ہے۔ یہ ان کے آخری الفاظ تھے۔ ان کی گفتگو ختم ہو چکی تھی۔" کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے تم ایسا کرو رات کے دو بجے شارٹ بیچ کے بنگلہ نمبر دو پر پہنچ جاؤ۔ آج عمران کی سرکردگی میں آپ لوگوں نے اس بنگلے پر چھاپہ مارنا ہے۔" عمران نے اسے حکم دیتے ہوئے کہا۔

"بہت بہتر سر۔ میں ٹھیک وقت پر وہاں پہنچ جاؤں گا۔" کیپٹن شکیل نے جواب دیا اور عمران نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"بلیک زیرو تم باقی تمام ممبران کو وہاں پہنچنے کے احکام دے دو۔ میں آج رات یہاں کی پارٹی کو بالکل ختم کرنا چاہتا ہوں تاکہ فوری طور پر ہمارے ملک میں شورش ختم ہو جائے۔ اس کے بعد مجرموں کے ہیڈ کوارٹر ختم کرنے کا پروگرام بنائیں گے۔" عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے بلیک زیرو سے کہا۔

"بہت بہتر جناب، کیا میں بھی وہاں پہنچوں۔" بلیک زیرو نے بھی اٹھتے ہوئے سوال کیا۔

"ہاں تم بھی وہاں پہنچ جانا۔ اور علیحدہ رہ کر کام کرنا۔ ہو سکتا ہے کسی وقت حالات بگڑ جائیں۔"

وکٹر کو جب ہوش آیا تو اس نے اپنے آپ کو ایک تنگ و تاریک کمرے میں پڑا پایا۔ اس کمرے میں صرف ایک تختہ دیوار کے ساتھ جڑا ہوا تھا جس پر اس وقت وکٹر پڑا ہوا تھا۔ باقی تمام کمرہ ساز و سامان سے قطعی عاری تھا۔ وکٹر اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس نے ہاتھ ڈال کر جیبوں کو ٹٹولا۔ مگر کسی جیب میں کوئی چیز نہیں تھی۔ تمام جیبیں خالی تھیں۔

وکٹر نے ایک طویل سانس لیا اور پھر پچھلے واقعات کے متعلق سوچنے لگا۔ جب اسے لڑکی سے لڑائی کا خیال آیا تو ندامت سے اس کا سر جھک گیا جو اپنے آپ کو دنیا کا سب سے بڑا لڑاکا سمجھتا تھا اور جسے اس بات پر فخر تھا کہ آج تک لڑائی میں کوئی بھی شخص اس سے نہیں جیت سکا۔ آج ایک لڑکی سے کھا گیا۔ اس نے تہیہ کر لیا کہ اگر اسے موقع ملا تو وہ ایک بار ضرور اس لڑکی

کر کے اپنی مردانگی کی بات ثابت کرے گا۔ یہ فیصلہ کرتے ہی اس کا اعتماد بحال ہو گیا۔ اب اس نے یہاں سے رہائی کے متعلق غور کرنا شروع کر دیا۔ کمرے کا صرف ایک ہی دروازہ تھا جو لوہے کا بنا ہوا تھا۔ اور چھت کے قریب ایک چھوٹا سا روشندان تھا جس میں لوہے کی موٹی موٹی سلاخیں لگی ہوئی تھیں۔ وہ تختے سے نیچے اترا اور پھر سیدھا دروازے کی طرف بڑھا اور پھر اس نے اپنی پوری طاقت صرف کر دی۔ مگر دروازہ انتہائی مضبوطی سے بند تھا۔ چند لمحوں تک تو وہ خاموش اور بے بس کھڑا سوچتا رہا اور پھر اس کے ذہن میں اچانک ایک خیال آیا اور اس کا چہرہ چمک اٹھا۔ وہ تیزی سے واپس تختے کی طرف بڑھا اس پر بیٹھ کر اس نے بائیں بوٹ کا تسمہ کھولا اور پھر اس کے سرے پر لگے ہوئے کلپ کو اپنی انگلی سے معمولی سی آگے کو حرکت دی اور اسے منہ سے لگا لیا۔

اس کے کان میں ہلکے ہلکے شور کی آوازیں آ رہی تھیں اور پھر چند لمحوں بعد اس شور پر ایک آواز غالب آ گئی۔

"یس انٹر کنکٹ آپریٹر سپیکنگ اوور"

"وکٹر نمبر ۲ کالنگ مسٹر سالم انچارج گروپ نمبر ۵ ایمرجنسی کال اوور" وکٹر نے آہستہ سے کہا۔

"ہولڈ آن فار ون منٹ اوور" آپریٹر نے کہا اور پھر تقریباً آدھے منٹ بعد ہی دوسری طرف سے ایک سخت مگر بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یس وکٹر سالم سپیکنگ اوور" دوسری طرف سے گروپ انچارج سالم کی آواز سنائی دی۔

"مسٹر سالم میں نے مجرموں کا پتہ چلا لیا ہے۔ اوور" وکٹر نے مسرت بھرے

لہجے میں کہا۔

"اوہ مسٹر ولٹر ویری گڈ۔ آپ نے بڑی خوشخبری سنائی ہے۔ اوور۔" دوسری طرف سے سالم کی مسرت سے بھرپور چہکار سنائی دی۔

اور پھر وکٹر نے اب تک تمام داستان سالم کو سنا دی۔

"لیکن اب بھی آپ کیا اسی ہوٹل میں قید میں۔ اوور۔" سالم نے سوال کیا۔

"میں کہہ نہیں سکتا مسٹر سالم۔ ہو سکتا ہے یہ ہوٹل کا کوئی تہہ خانہ ہو۔ اوور۔" وکٹر نے مشکوک لہجے میں جواب دیا۔

"اس لڑکی اور نوجوان کا حلیہ بتائیں۔ اوور۔" سالم نے پوچھا۔

اور وکٹر نے لڑکی اور اس نوجوان کا جو اس لڑکی کو ہوٹل میں ملا تھا۔ دونوں کا تفصیل سے حلیہ بتا دیا۔

"اوکے مسٹر وکٹر۔ اس ہوٹل اور ان دونوں کے متعلق تحقیقات کرتا ہوں۔ ایمرجنسی کی صورت میں آپ دوبارہ کال کر سکتے ہیں۔ اوور۔" سالم نے جواب دیا۔

اب وہ قدرے مطمئن تھا کہ اس نے کسی حد تک اپنے گروپ کو ایک بنیادی کلیو مہیا کر دیا ہے۔ اسے معلوم تھا کہ گروپ میں تمام منجھے ہوئے اور تجربہ کار سیکرٹ ایجنٹ شامل ہیں۔ اس لیے وہ بڑی آسانی سے ان دونوں کا کھوج نکال لیں گے۔

اچانک دروازہ کھلا اور پھر مشین گن سے مسلح ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔

"چلو۔ ادام نے تمہیں بلایا ہے۔" اس نوجوان نے مشین گن سیدھی کرتے ہوئے کہا اور وکٹر اٹھ کر دروازہ کی طرف بڑھا۔ دروازے سے باہر نکلا تو وہ ایک گیلری میں تھا۔

"سیدھے چلے چلو۔" مسلح نوجوان نے بائیں طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا

اور وکٹر خاموشی سے آگے بڑھنے لگا۔

طویل راہداری سے گزرنے کے بعد وہ بائیں طرف مڑے اور پھر سیڑھیاں اترتے ہوئے وہ نیچے ایک کمرے میں آ گئے۔

کمرے میں اس وقت چار آدمی موجود تھے۔ ان چاروں نے ہاتھوں میں مشین گنیں سنبھالی ہوئی تھیں۔

اسے لے آنے والا بھی ایک طرف ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ ظاہر ہے ان پانچوں مشین گنوں کا رخ وکٹر کی طرف ہی تھا۔

وکٹر کو کمرے کے درمیان میں رکھی ہوئی ایک کرسی پر بٹھا دیا گیا اور چند لمحوں بعد ہی لڑکی کمرے میں داخل ہوئی۔

اس کے چہرے پر ہلکی سی پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔ وہ تیز نظروں سے وکٹر کو گھورتی رہی۔ پھر اس نے ایک طویل سانس لے کر قریب پڑی کرسی گھسیٹی اور اس پر بیٹھ گئی۔

"تم — "ای۔ ایس۔ ایس۔ پی" — کے رکن ہو۔" لڑکی نے اسے مخاطب ہو کر پوچھا اور وکٹر اس کے منہ سے ای۔ ایس۔ ایس۔ پی کا نام سن کر چونک پڑا۔ اس کی آنکھوں میں ایک لمحے کے لیے الجھن کے آثار ابھرے مگر جلد ہی مٹ گئے۔

"جواب دو۔ کیا میں ٹھیک کہہ رہی ہوں۔" ادام نے اس بار چیخ لہجے پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے تم ٹھیک ہی کہہ رہی ہو اور ہو سکتا ہے تمہیں غلط فہمی ہو۔" وکٹر نے جان بوجھ کر جواب کو مبہم کر دیا۔

"ڈیوی کنفرمنٹ لے روم نمبر تھرٹی میں لے جاؤ اور اس کی زبان کھلواؤ۔" ادام غصے سے اٹھ کھڑی ہوئی اور اس نے ایک آدمی کو جو مشین گن سنبھالے ہوئے تھا۔

حکم دیا۔

وہ آدمی آگے بڑھا اور پھر اس نے وکٹر کو باہر چلنے کا اشارہ کیا۔

"تم کیا معلوم کرنا چاہتی ہو؟" وکٹر نے اس آدمی کو نظر انداز کرتے ہوئے براہ راست مادام سے سوال کیا۔

"تم اپنے متعلق تمام تفصیلات بتلاؤ اور یہ بتلاؤ کہ تم میرا تعاقب کیوں کر رہے تھے" مادام نے اس بار قدرے نرم لہجے میں سوال کیا۔

"اچھا بیٹھ جاؤ میں تمھیں سب کچھ بتلا دیتا ہوں کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ تمہیں بتلانے سے ہماری تنظیم پر کوئی اثر نہیں پڑے گا" وکٹر اسے بتلانے پر راضی ہو گیا "لیکن اس سے پہلے تمھیں میرے صرف ایک سوال کا جواب دینا ہوگا" وکٹر نے کہا۔

"پوچھو" مادام نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"کیا ہم اس وقت اسی ہوٹل میں ہیں جہاں میری اور تمھاری لڑائی ہوئی تھی؟" وکٹر نے سوال کیا۔

"نہیں تمھیں بیہوش کر کے ہم وہاں سے لے آئے تھے" مادام نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے بس مجھے یہی معلوم کرنا تھا" وکٹر نے طویل سانس لیتے ہوئے جواب دیا۔

"ہاں اب بتاؤ کہ تم کون ہو" مادام نے سوال کیا۔

"میرا نام وکٹر ہے اور میں ایس۔ ایس۔ بی کا نمائندہ ہوں۔ ہمارا مشن ان مجرموں کو گرفتار کرنا ہے جو ملک میں بدامنی پھیلاتے ہیں" وکٹر نے جواب دیا۔

"ملک کیوں کہہ رہے ہو۔ دنیا کہو" مادام نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جیسے تم چاہو کہہ لو۔ میں تو اپنے ملک کے مفاد کے متعلق ہی کام کر رہا ہوں" وکٹر نے جواب دیا۔

"تم میرے تعاقب میں کیوں تھے؟" مادام نے دوسرا سوال کیا۔

"کیونکہ کیبن میں میں نے تمھاری تمام گفتگو سن لی تھی" وکٹر نے سادگی سے جواب دیا۔

"اوہ تو یہ بات ہے۔ تم کیبن سے ہی میرے پیچھے تھے۔ اس کا مطلب ہے ہمارے متعلق کافی سے زیادہ جان گئے ہو" مادام نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں کوئی ایسی بات تو نہیں [illegible]" وکٹر کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا تھا کہ اسے کیبن والی گفتگو کا حوالہ نہیں دینا چاہیے تھا۔

"مجھے افسوس ہے نوجوان مگر تمھیں اب اپنی زندگی سے ہر حالت میں ہاتھ دھونے پڑیں گے۔ ہم نے کبھی ایسے آدمی کو زندہ نہیں رکھا جو ہمارے متعلق معمولی سی بھی کچھ بات جانتا ہو اور اسی میں ہماری کامیابی ہے" مادام نے سپاٹ لہجے میں کہا اور وکٹر کے جسم میں سردی کی ایک لہر دوڑ گئی۔ مادام کا لہجہ اتنا سرد تھا کہ اسے اس کے ارادے پر کوئی شبہ نہیں رہا تھا۔

"اسے گولی مار دو" مادام اٹھ کھڑی ہوئی۔

وکٹر تڑپ کر کرسی سے اٹھا۔ وہ ہر صورت میں اپنا بچاؤ کرنا چاہتا تھا مگر اس سے پہلے کہ وہ اس سلسلے میں کوئی کوشش کرتا، اچانک ایک مشین گن گنگنائی اور وکٹر کے جسم پر گولیوں کی بارش ہو گئی۔ چند ہی لمحوں بعد وہ فرش پر مردہ پڑا تھا۔

"اس کی لاش بھٹی میں جلا دو اور کمرہ صاف کر دو" مادام نے سپاٹ لہجے میں کہا اور خود بھی تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی کمرے سے نکل گئی۔

عمران نے اپنی کار نٹ بٹ پیرٹ کی کوٹھی نمبر دو سے کافی دور روک دی اور خود اتر کر آگے بڑھا۔ اس نے سیاہ سوٹ زیب تن کر رکھا تھا۔ اس لیے گہرے اندھیرے میں وہ ایک سایہ ہی معلوم ہو رہا تھا۔ بنگلے کے قریب پہنچ کر وہ ایک درخت کے نیچے رکا۔ اور پھر اس نے الّو کی آواز حلق سے نکالی۔ یہ ایک مخصوص کوڈ تھا اور پھر جلد ہی چند لمحوں بعد مختلف جگہوں سے سائے نکل نکل کر اس کی طرف بڑھے۔

"صفدر اور کیپٹن شکیل تم دونوں میرے ساتھ چلو۔ باقی تمام لوگ بنگلے کے گرد پھیل جائیں اور جس وقت اندر سے بھی گولی کی آواز سنیں۔ وہ اندر داخل ہو جائیں۔" عمران نے انھیں تمام پلان بتا دیا اور پھر صفدر اور کیپٹن شکیل کے علاوہ باقی تمام لوگ واپس لوٹ گئے۔

عمران۔ صفدر اور کیپٹن شکیل تینوں بڑے محتاط انداز میں چھپتے ہوئے بنگلے

عمارت کی طرف بڑھ گئے۔

"کیا میٹنگ شروع ہو چکی ہے۔" عمران نے صفدر سے سوال کیا۔

"ہاں میٹنگ کو شروع ہوئے تقریباً پانچ منٹ ہو چکے ہیں۔" صفدر نے جواب دیا۔

"شکیل اندازاً کتنے افراد ہوں گے۔" عمران نے ایک اور سوال کیا۔ اب وہ عمارت کی پشتی دیوار کے قریب پہنچ چکے تھے۔

"میرا اندازہ ہے کہ میٹنگ میں کم از کم بیس آدمی ہوں گے۔" صفدر نے جواب دیا۔

"ہونہہ۔" عمران نے جواب دیا اور پھر وہ سر اٹھا کر دیوار کی بلندی کا اندازہ لگانے لگا۔ دیوار کوئی زیادہ بلند نہیں تھی۔

"اچھا پہلے میں اندر جاتا ہوں میرے بعد تم دونوں بھی آ جانا۔" عمران نے کہا اور دوسرے لمحے اس نے ایک جمپ لگا کر دیوار کے کنگرے پکڑ لیے اور پھر وہ سپرنگ کی طرح اوپر اٹھتا چلا گیا۔ ایک لمحے کے لیے وہ دیوار پر نظر آیا اور پھر ایک ہلکا سا دھماکہ ہوا اور وہ دوسری طرف کود چکا تھا۔ صفدر اور شکیل دھماکے کا ردعمل دیکھنے کے لیے رکے رہے۔ پھر وہ دونوں بھی باری باری دیوار پھلانگتے ہوئے اندر کود گئے۔

تمام عمارت گہری تاریکی میں ڈوبی ہوئی تھی۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اس عمارت میں کوئی ذی روح موجود نہ ہو۔ لیکن وہ تینوں جانتے تھے کہ ایسا نہیں ہے اور مجرموں نے اس عمارت کی حفاظت کا بھی معقول بندوبست کیا ہوگا۔

وہ تینوں آہستہ آہستہ رینگتے ہوئے عمارت کی طرف بڑھے۔ جلد ہی وہ عمارت کی پشت پر پہنچ گئے۔

عمران چند لمحے تک آہٹ لینے کے بعد سیدھا کھڑا ہوا اور پھر دیوار کی طرف بڑھنے سے پہلے اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور دوسرے لمحے اس کے ہاتھ میں ایک کمند تھی۔ اس نے ہاتھ گھما کر کمند چھت پر پھینکی۔ پہلی ہی بار میں اوپر چھت کے کنگرے میں پھنس گئی۔ عمران نے اسے کھینچ کر اطمینان کیا اور دوسرے لمحے وہ اسی کے ذریعے تیزی سے چھت کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کے چھت پر پہنچنے کے بعد صفدر اور شکیل بھی رسی کے ذریعے چھت پر پہنچ گئے۔

ان کے اوپر پہنچنے کے بعد عمران نے رسی کھینچ کر وہ کمند لپیٹی اور اسے دوبارہ جیب میں ڈال لیا۔

"اب ہم زیادہ محفوظ طریقے سے عمارت میں داخل ہو سکتے ہیں"۔ عمران نے ان دونوں سے کہا۔

اور پھر عمران کی رہنمائی میں وہ دونوں نیچے جانے والی سیڑھیوں کی طرف بڑھے۔ سیڑھیاں اتر کر وہ ایک کاریڈور میں پہنچے۔ کاریڈور سنسان تھا۔ عمران کی چھٹی حس جاگ پڑی۔ اسے محسوس ہوا کہ خطرہ اس کے کہیں قریب ہی ہے۔ کیونکہ مجرموں کی طرف سے ان کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی گئی تھی اس سے بھی وہ کھٹک گیا کہ مجرموں نے ان کے لیے کوئی مضبوط جال بچھا رکھا ہے۔ مگر عمارت میں داخل ہونے کے بعد خالی ہاتھ واپس لوٹ جانا اس کی فطرت کے خلاف تھا۔ اس لیے وہ خاموشی سے آگے بڑھتا رہا۔ وہ ایک ایک قدم پھونک پھونک کر رکھ رہا تھا۔

کاریڈور میں آخر اسے ایک دروازہ کھلا ہوا مل گیا۔ صفدر اور شکیل کو وہیں ٹھہرنے کا اشارہ کر کے وہ دروازے میں داخل ہو گیا۔ کمرے میں تاریکی تھی۔ وہ

کچھ دیر خاموش کھڑا آہٹ سنتا رہا۔ مگر جب اسے اچھی طرح یقین ہو گیا کہ کمرہ خالی ہے تو وہ آگے بڑھا۔ اندھیرے میں کافی دیر تک رہنے کی وجہ سے اب اسے تقریباً ہر چیز صاف نظر آ رہی تھی۔ سامنے ایک اور دروازہ تھا۔ وہ اس دروازے کی طرف بڑھا۔ دروازے کی دوسری سائیڈ میں ہلکی ہلکی روشنی آ رہی تھی۔ دروازے پر پردہ پڑا ہوا تھا۔ اس لیے روشنی چھن چھن کر آ رہی تھی۔

عمران بلی کی طرح دبے قدموں اس دروازے کے قریب پہنچا اور پھر جب اس نے ذرا سا پردہ ہٹا کر دوسری طرف جھانکا تو اسے وہ کمرہ بھی خالی ہی ملا۔ وہ بے دھڑک اندر داخل ہوا۔ اس کے دل میں اچانک یہ خیال آیا اور وہ چونک پڑا۔ اس نے سوچا کہ "کہیں مجرموں کو ان کے یہاں پہنچنے کی اطلاع تو نہیں مل گئی۔ اور ہو سکتا ہے انھوں نے میٹنگ کا مقام تبدیل کر دیا ہو"۔ یہ خیال آتے ہی وہ سیدھا کھڑا ہوا اور پھر وہ تیزی سے کمرے میں داخل ہوا۔ پھر ہاتھ میں ریوالور پکڑے مختلف کمروں میں گھومنے لگا۔ مگر تمام کوٹھی خالی پڑی ہوئی تھی۔ صفدر اور کیپٹن شکیل بھی کوٹھی میں گھوم رہے تھے مگر کہیں بھی کسی کمرے میں ان کا ٹکراؤ کسی آدمی سے نہیں ہوا۔

"یہ کیا مسئلہ ہے یہ کوٹھی کیوں خالی ہے"۔ عمران نے حیرت سے بھرپور لہجے میں صفدر سے سوال کیا۔

"میری سمجھ میں خود یہ بات نہیں آ رہی۔ کمپاؤنڈ میں کاریں تو موجود ہیں مگر آدمی غائب ہیں"۔ صفدر نے جواب دیا۔

"کہیں میٹنگ تہہ خانے میں تو نہیں ہو رہی"۔ کیپٹن شکیل نے ایک رائے دی۔

"اگر تہہ خانہ میں بھی ہو رہی ہو تب بھی انہیں کوٹھی کی حفاظت کی طرف سے اتنا غافل تو نہیں ہونا چاہیے"۔ عمران نے جواب دیا۔

کہا۔ وہ چونکہ اندر کمرے میں ان دونوں کی آواز سن چکا تھا۔ اس لیے ان کے لہجے میں بات کرنا اس کے لیے کوئی مشکل مسئلہ نہیں تھا۔

"اندر جانے کی اجازت نہیں ہے۔ تم الیون الیون سے بات کرو"۔ وہاں موجود پہرے دار نے ناخوشگوار لہجے میں جواب دیا۔

مگر عمران کی تیز نظریں اس دوران اس بات کا بخوبی جائزہ لے چکی تھیں کہ دروازہ اندر سے بند نہیں ہے۔

اس نے دوسری بات کرنے کی بجائے اچانک مشین گن سے دروازہ کھول دیا اور دوسرے لمحے وہ اچھل کر اندر داخل ہو گیا۔ دروازے کے گرد کھڑے دونوں مسلح آدمی شدید حیرت کے عالم میں بت بنے کھڑے تھے کہ صفدر اور کیپٹن شکیل بھی دروازے میں داخل ہو گئے اور شکیل نے بے انتہا پھرتی دکھلائی۔ اس نے جھپٹ کر دروازہ بند کیا اور چٹخنی چڑھا دی۔

عمران اور صفدر میٹنگ میں موجود تقریباً پچیس آدمیوں کو کور کیے کھڑے تھے۔ اب کیپٹن شکیل بھی ان میں شامل ہو گیا۔ میٹنگ میں موجود تمام آدمی کھٹکے کو سنتے ہی بوکھلا کر اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

"تم کیا کر رہے ہو"۔ میٹنگ کی صدارت کرنے والے غیر ملکی نے بوکھلا کر ان سے پوچھا۔

"جو وطن کی سلامتی کے لیے ہمیں کرنا چاہیے"۔ عمران نے مطمئن انداز میں جواب دیا۔

"تم کون ہو"۔ اس دفعہ وہ غیر ملکی حلق کے بل چیخ اٹھا۔

"——— باہر سے دروازہ توڑنے کی کوشش کی جا رہی تھیں"۔ عمران نے ایک دفعہ صفدر اور کیپٹن شکیل کی طرف دیکھا اور دوسرے لمحے اس نے آگے

بڑھ کر اس غیر ملکی کے سینے سے مشین گن کی نال لگا دی۔

"تت۔ تم کیا چاہتے ہو"۔ اس غیر ملکی نے ہکلاتے ہوئے پوچھا۔

"تم سب کی موت"۔ عمران نے خوفناک لہجے میں جواب دیا اور اس کا لہجہ کچھ اس قدر خوفناک تھا کہ تمام ہال میں خوف کی ایک لہر سی دوڑتی چلی گئی۔

ہال میں موجود تمام افراد اب وہاں سے فرار کے متعلق سوچ رہے تھے کہ اچانک غیر ملکی باس نے میز کے پائے کے قریب فرش کو زور سے پاؤں سے دبا دیا۔

اس سے پہلے کہ عمران کچھ سمجھتا۔ اچانک ایک تیز سیٹی کی آواز گونجی اور عمران، صفدر، کیپٹن شکیل اور میٹنگ کے باقی ممبران کے درمیان شیشے کی ایک دیوار کھینچتی چلی گئی۔ یہ دیوار فرش سے اچانک نکلی تھی اور پلک جھپکتے ہی چھت تک پہنچ گئی۔

مشین گن کی نال دیوار کے جھٹکے سے ایک طرف ہو گئی تھی۔

عمران نے سنبھلتے ہی بے تحاشا اس دیوار پر فائرنگ شروع کر دی مگر گولیاں اس دیوار کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکیں۔

میٹنگ کے ممبران قطعاً محفوظ ہو چکے تھے۔

"دروازہ کھول کر باہر چلو"۔ عمران نے تیزی سے مڑ کر کہا۔ اور دوسرے لمحے یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ دروازے کے اوپر بھی لوہے کی ایک ٹھوس چادر چڑھ چکی تھی۔

اب وہ ایک عجیب سے کمرے میں قید ہو چکے تھے جس کی سامنے کی دیوار شیشے کی تھی۔

دوسری طرف موجود لوگ اب ان کی نظروں سے غائب ہوتے جا رہے تھے۔ وہ شاید کسی دروازے سے ہال سے باہر جا رہے تھے۔

"ہم پھنس گئے۔" صفدر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

عمران خاموش تھا۔ اس کا ذہن تیزی سے اس قید سے چھٹکارا پانے کی سوچ رہا تھا کہ اچانک چھت کے قریب ایک کھٹکا سا ہوا اور دوسرے لمحے ایک کھڑکی سی وہاں بن گئی۔ ان تینوں کی نظریں اس کھڑکی پر پڑ گئیں۔ کھڑکی کھلتے ہی اس میں سے ایک چھوٹا سا گولہ اندر آ گرا۔

عمران کے ذہن میں خطرے کی گھنٹی بج اٹھی اور وہی ہوا، گولہ فرش پر پہنچتے ہی پھٹ گیا۔

اور ایک زوردار دھماکہ ہوا اور کمرے میں دھواں ہی دھواں بھر گیا۔ کثیف دھواں، عمران نے سانس روک لیا مگر کب تک۔ پہلے تو صفدر بے ہوش ہو کر گرا، پھر کیپٹن شکیل کی باری آئی اور آخر میں عمران کے دماغ پر تاریکیوں نے اپنا تسلط جمایا اور پھر وہ بھی فرش پر ڈھیر ہو گیا۔

سالم کو جیسے ہی ڈاکٹر کی طرف سے پتا چلا اس نے [illegible] گروپ کو اطلاع کر دی [illegible] انہیں ہر قیمت پر اس لڑکی اور نوجوان کو پکڑنا تھا۔

سالم خود بھی ان کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔ وہ سب سے پہلے اس ہوٹل [illegible] گیا مگر اپنی بہترین کوششوں کے باوجود کسی سراغ کا پتہ نہ چلا سکا۔ [illegible] وہ ناکام ہو کر ہوٹل سے باہر آ گیا۔

[illegible]

ایک بڑی بلڈنگ کے سامنے اس نے کار روکی۔ بظاہر یہ بلڈنگ ایک کمرشل بلڈنگ تھی۔ مگر سالم اچھی طرح جانتا تھا کہ اس میں تمام دفاتر ایس بی آئی کے ہیں۔ چنانچہ سیڑھیاں چڑھتے ہوئے وہ جلدی تیسری منزل پر پہنچ گیا۔ یہ مصنوعی دانتوں کا کام کرنے والا مشہور ادارہ تھا۔

استقبالیہ لڑکی اسے دیکھتے ہی کاروباری انداز میں مسکرائی۔

"مجھے میلکم سے ملنا ہے ۔۔۔" سالم نے بھی جواباً مسکراتے ہوئے کہا۔

"باس مصروف ہیں۔ آپ پیغام دے دیں۔ اگر ان کے پاس وقت ہوا تو مل لیں گے ۔۔۔" استقبالیہ لڑکی نے جواب دیا۔

"انہیں صرف اتنا کہہ دیں۔ کہ ای۔ ایس۔ بی کا کام ہے ۔۔۔" سالم نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

لڑکی نے جب فون پر پیغام دیا۔ تو اسے فوری طور پر بلا لیا گیا۔

ایک بڑی سی میز کے پیچھے میلکم بیٹھا ہوا تھا۔ سالم کے اندر جاتے ہی وہ اس کے استقبال میں اٹھ کھڑا ہوا۔

"کیا میں آپ کا کارڈ دیکھ سکتا ہوں ۔۔۔" میلکم نے سرد لہجے میں سوال کیا۔ اور سالم نے جیب سے ایک سادہ کارڈ نکال کر اس کے سامنے رکھ دیا۔ کارڈ بالکل صاف تھا۔ اس پر کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں تھی اور یہی اس کا مخصوص نشان تھا۔

میلکم نے کارڈ دیکھ کر مطمئن انداز میں ایک طویل سانس لی اور پھر سالم کو کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"فرمایئے جناب ۔۔۔ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں ۔۔۔ مجھے حکام نے ای۔ ایس۔ بی سے مکمل تعاون کا حکم دیا ہے ۔۔۔"

اور سالم نے تفصیل سے وکٹر کے بتائے ہوئے لڑکی اور نوجوان کے حلیئے بتاتے ہوئے کہا۔

"مجھے ان دونوں کا ریکارڈ دیکھنا ہے ۔۔۔"

"ٹھہریئے ۔۔۔ پہلے میں ان دونوں کی شبیہ تیار کرتا ہوں۔" اس نے بتائے ہوئے دونوں کے تفصیلی حلیئے لکھتے ہوئے کہا۔

حلیئے لکھا ہوا کاغذ اس نے دوبارہ پڑھتے ہوئے جدید ترین کمپیوٹر کے سسٹم کا بٹن دبا دیا۔

کمپیوٹر پر موجود سکرین روشن ہو گئی۔ کمپیوٹر کے ڈائل پر موجود رنگ برنگے بلب جلنے بجھنے لگے۔

اور پھر سکرین پر سب سے پہلے ایک ناک ابھری پھر اس کے ساتھ آنکھوں کا اضافہ ہوا۔ پھر پورا چہرہ سکرین پر آ گیا۔ یہ ایک انتہائی خوبصورت لڑکی کا فوٹو تھا۔ اس کے ساتھ نوجوان کا فوٹو بننے لگا۔

"کیا یہ آپ کے بتائے ہوئے حلیوں کے مطابق ہیں ۔۔۔" میلکم نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں ۔۔۔ یہ درست ہیں ۔۔۔" سالم نے مطمئن انداز میں جواب دیا۔

"اوکے ۔۔۔" میلکم نے جواب دیا اور پھر کمپیوٹر کا دوسرا بٹن دبایا۔ بٹن دبتے ہی ایک خانہ کھلا اس میں سے دو کارڈ نکل کر ساتھ لگی ٹرے میں آ گرے میلکم نے دونوں کارڈ اٹھا کر بٹن آف کر دیا۔

"ان دونوں کا ریکارڈ ہمارے پاس موجود ہے۔" اس نے کارڈ دیکھ کر کہا۔ اور ساتھ ہی میز پر لگی ہوئی کال بیل بجا دی۔ دوسرے لمحے ایک لڑکی کمرے میں داخل ہوئی۔

"مس روزی ـــــ فائل نمبر اے زیڈ بی سولہ ہزار اور فائل نمبر بی وائی ایکس بارہ سو لے آؤ فوراً ـــــ" اس نے لڑکی سے مخاطب ہو کر تحکمانہ لہجے میں کہا۔ اور لڑکی مؤدبانہ انداز میں سر جھکا کر واپس مڑ گئی۔

تقریباً پانچ منٹ بعد دونوں فائلیں اس نے لا کر میلکم کے سامنے رکھ دیں اور خود واپس چلی گئی۔

"لیجئے دیکھئے ـــــ" میلکم نے دونوں فائلیں سالم کی طرف کھسکا دیں۔

سالم نے ایک فائل کھولی۔ جو لڑکی کی تھی۔ لڑکی کا فوٹو بھی چسپاں تھا۔ وہ خاموشی سے فائل پڑھتا رہا اور پھر اس نے وہ فائل بند کر کے دوسری اٹھا لی اور کافی دیر تک اس کا مطالعہ کرنے کے بعد اس نے وہ فائل بھی رکھ دی۔ اب وہ ان دونوں کے متعلق بہت کچھ جان چکا تھا۔ مگر اسے یہ جان کر حیرت ہوئی تھی کہ فائل میں نہ ہی لڑکی اور نہ ہی اس نوجوان کا کوئی ایڈریس دیا گیا تھا۔ لڑکی کے متعلق فائل میں خاص طور پر لکھا گیا تھا کہ وہ انتہائی خوبصورت ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی [illegible] اور بے پناہ حد تک ذہین بھی ہے۔

وہ خوفناک جرائم اور بیشتر کاموں میں ہاتھ ڈالنے کی عادی ہے۔ منشیات کا کاروبار کرنے والے بین الاقوامی گروہ کی سربراہ ہے۔ مگر اسے آج تک گرفتار نہیں کیا جا سکا۔ صرف ایک ایجنٹ اس کا فوٹو کھینچنے میں کامیاب ہوا تھا مگر اس سے پہلے کہ اسے گرفتار کیا جاتا۔ وہ ایجنٹ مارا گیا۔ یہ نوجوان اسی گروہ کا ایک عام رکن تھا۔ سالم نے محسوس کیا کہ اس لڑکی کا کردار شیطانی حیثیت رکھتا ہے۔ اس لئے اسے ہر قیمت پر لڑکی کو تلاش کرنا ہے۔ فائل پڑھ کر اسے اچھی طرح احساس ہو گیا تھا کہ وہ لڑکی یا تو اپنی جان کے [illegible] یا وہ انتہائی شدید خطرے میں ہے۔

مگر اب سوال یہ تھا کہ لڑکی کو وہ کہاں تلاش کرے وہ کافی دیر اس مسئلے پر غور کرتا رہا پھر اچانک اسے ایک خیال آیا اور اس نے لڑکی کی فائل دوبارہ اٹھا لی اور اب جب اس نے فائل بند کر کے میز پر رکھی تو اس کے چہرے پر فتح مندی کے تاثرات نمایاں تھے۔ فائل میں بتایا گیا تھا کہ لڑکی کی ایک خاص عادت ہے کہ وہ ہر مہینے بعد اپنے دانتوں کا ڈیزائن تبدیل کرتی ہے۔ اور اسی عادت سے اس کا پتہ چل سکتا تھا۔ [illegible] کامیابی کی امید ہو چلی تھی۔

"کیا اس لڑکی کی ایک فوٹو کاپی مل سکتی ہے؟ ـــــ" سالم نے میلکم سے سوال کیا۔

"ہاں کیوں نہیں ـــــ" میلکم نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور ایک بار پھر گھنٹی بجائی۔ وہی لڑکی دوبارہ اندر آ گئی۔

"مس روزی ـــــ یہ فائلیں لے جاؤ۔ اور فائل نمبر اے زیڈ بی سولہ ہزار میں موجود فوٹو کی ایک کاپی ہوا لاؤ ـــــ" اس نے مس روزی کو حکم دیا۔ اور روزی فائلیں لے کر واپس چلی گئی۔

"آپ کا مصنوعی دانتوں کا کاروبار کیسے چل رہا ہے۔" سالم نے مسکراتے ہوئے میلکم سے سوال کیا۔

"آپ لوگوں کے تعاون سے بہت اچھا چل رہا ہے ـــــ" میلکم نے جواب دیا اور سالم بے اختیار ہنس دیا۔

"مگر مجھے ابھی مصنوعی دانتوں کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ ـــــ" اس نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں ہم دس پندرہ سال مزید انتظار کر سکتے ہیں ـــــ" میلکم نے بھی خوش دلی سے جواب دیا۔ اور اس دفعہ وہ دونوں ہی ہنس پڑے۔

مس روزی اندر داخل ہوئی اور اس نے مادام بٹر فلائی کا فوٹو میگو کے سامنے رکھ دیا۔ میگو نے فوٹو سالم کی طرف بڑھا دیا۔ اور ساتھ ہی میز کے دراز سے نکال کر ایک فارم بھی۔ سالم نے اُسے پُر کر کے اس پر ایک مخصوص نشان بنا دیا۔ یہ اس فوٹو کی رسید تھی۔ اس نے فوٹو جیب میں ڈالی اور اُٹھ کھڑا ہوا۔

"اچھا مسٹر میاگو بہت بہت شکریہ ——— اب مجھے اجازت دیجئے ———" سالم نے مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ اور پھر چند لمحوں بعد وہ آفس سے باہر نکل کر نیچے جانے کے لئے سیڑھیاں اتر رہا تھا۔ جلد ہی اس کی کار دوبارہ سڑکوں پر دوڑنے لگی۔ اس نے کار ایک سٹور کے باہر روک دی۔ اور اتر کر اندر چلا گیا۔

"مجھے فون ڈائریکٹری چاہیئے۔ اور ایک کاغذ بھی ———" اس نے کاؤنٹر کلرک سے کہا۔ کاؤنٹر کلرک نے فوراً ڈائریکٹری اور کاغذ اس کے سامنے رکھ دیا۔

اس نے ڈائریکٹری کھولی اور پھر اس کی جنرل کیٹلاگ میں سے اس نے بہت سارے علاقوں کے چیدہ چیدہ ہیر سیلونز کے پتے کاغذ پر نوٹ کر لیے۔ کاؤنٹر کلرک کا شکریہ ادا کر کے وہ باہر آ گیا۔

اب اس کی کار کسی نہ کسی ہیر سیلون کے باہر رکتی۔ وہ لڑکی کا فوٹو دے کر اس کے متعلق پوچھتا مگر ہر جگہ اسے مایوسی کا سامنا کرنا پڑا۔ مگر وہ ناامید نہ تھا۔ اسے علم تھا کہ کسی نہ کسی جگہ اسے معلومات ضرور ملیں گی اور ایک جگہ وہ کامیاب ہو گیا۔

ہیر سیلون کے مالک نے فوٹو دیکھتے ہی کہا

"ہاں یہ ہماری معزز گاہک ہیں۔ اور یہ ہر ہفتے بالوں کا ڈیزائن تبدیل کراتی ہیں ———"

"ان کا نام اور پتہ ———" عالم نے دل میں پیدا ہونے والی مسرت کی تیز لہر کو دباتے ہوئے کہا۔

"یہ ہمارا بزنس سیکرٹ ہے۔ ہم نہیں بتا سکتے ———" مالک نے مودبانہ انداز میں جواب دیا۔ مگر جب سالم نے جیب سے ایک نوٹ نکال کر اُسے دکھایا تو وہ سب کچھ اسے بتانے پر آمادہ ہو گیا۔

اس نے رجسٹر کھولا اور ایک نام پر انگلی رکھ دی۔

"مادام ڈونا کنگس لین ———" اس نے مزید بتایا ———

"ٹھیک ہے ——— مگر یہ خیال رہے کہ یہ بات کسی کو پتہ نہ چلے ———" سالم نے اُسے سخت لہجے میں کہا۔ اور مالک اثبات میں سر ہلا کر رہ گیا۔

سالم ہیر سیلون سے باہر نکلا اور پھر اس کی کار کنگس لین کی طرف دوڑ رہی تھی۔ یہ ایک بہت بڑی کالونی تھی۔ جس میں صرف کروڑ پتیوں کی کوٹھیاں تھیں۔ دیکھتے ہی سالم سمجھ گیا کہ مادام ڈونا انتہائی ٹھاٹ باٹ سے رہتی ہوگی۔ جلد ہی اس کی کار کنگس لین کی کوٹھی نمبر تیس کے سامنے جا کر رک گئی۔

کار رکتے ہی دربان پھاٹک کی ذیلی کھڑکی سے باہر نکل آیا۔

"فرمائیے ———" اس نے انتہائی مودبانہ لہجے میں سوال کیا ———

"مجھے مادام ڈونا سے ملنا ہے ———" سالم نے جیب سے ایک کارڈ نکال کر اسے دیتے ہوئے کہا ———

"معاف کیجئے ——— مادام دنیا کے تفریحی دورے پر گئی ہوئی ہیں ———" دربان نے کارڈ پڑھے بغیر واپس کرتے ہوئے کہا۔

"اچھا ——— مجھے تو بتایا گیا تھا کہ وہ واپس آ گئی ہیں ———" سالم نے کارڈ جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"نہیں صاحب ——— ان کا واپس ہونے کا فی الحال کوئی ارادہ نہیں۔ میرے خیال میں اس سال کے اختتام پر ان کی واپسی کا پروگرام ہے۔"

دربان نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا اور سالم نے سر ہلاتے ہوئے کار آگے بڑھا
دی۔ اب اس کے سوا اس کے لئے اور کوئی چارہ نہیں تھا کہ رات کو چھپ کر وہ
کوٹھی میں داخل ہو۔ اور اس نے آج رات اس پروگرام پر عمل کرنے کا قطعی
فیصلہ کر لیا۔

شارٹ بیچ کے ہنگامہ ہاؤس کے قریب ہی ایک درخت پر ٹیگر زیرو موجود
تھا۔ وہ مقررہ وقت سے تقریباً ایک گھنٹہ پہلے ہی یہاں آگیا تھا۔ عمران، صفدر اور
کیپٹن شکیل اس کے سامنے کوٹھی میں داخل ہوئے تھے اور نائٹ ٹیلی سکوپ کے ذریعے
اس نے انہیں چھت پر چڑھتے ہوئے بھی دیکھا تھا مگر اس کے بعد جب کافی دیر
تک اسے اندر کسی قسم کی نقل و حرکت محسوس نہ ہوئی اور نہ ہی وہ تینوں واپس آئے تو
اسے قدرتی طور پر تشویش ہوئی۔ چنانچہ اس نے اندر جانے کا فیصلہ کر لیا
درخت سے نیچے اتر کر وہ سیدھا کوٹھی کی پچھلی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اور چند ہی لمحوں
بعد وہ دیوار پھلانگ کر رینگتا ہوا عمارت کی طرف بڑھ رہا تھا
اس نے چھت کے ذریعے اندر جانے کی بجائے کسی کھڑکی کو آزمانے کا فیصلہ کیا۔
ایک کھڑکی کے قریب پہنچ کر وہ سیدھا ہوا اور پھر اس نے جیسے ہی کھڑکی کو ہلانا چاہا

دھکا دیا۔ کھڑکی کھل گئی۔

ملیک زبیر چند لمحے خاموش کھڑا سوچتا رہا۔ کہ شاید مجرموں نے کھڑکی کھلی چھوڑ کر کوئی جال نہ بچھایا ہو۔ مگر پھر اس نے اندر داخل ہونے کا فیصلہ کر ہی لیا۔ چنانچہ دوسرے لمحے وہ کھڑکی پھلانگ کر اندر داخل ہو گیا۔ اس نے ہاتھ میں مشین گن پکڑی ہوئی تھی۔ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ ــــــ

اس نے کھڑکی بند کی اور پھر جیب سے پنسل ٹارچ نکال لی۔ پنسل ٹارچ کی لکیر نما روشنی میں اس نے کمرے کا اچھی طرح جائزہ لیا۔ یہ ایک باتھ روم تھا۔ اس نے سامنے والا دروازہ کھولا اور پھر وہ ایک اور کمرے میں آ گیا یہ کسی کی خواب گاہ تھی۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر اس کی پنسل ٹارچ سے پیدا ہونے والی روشنی کی لکیر مینٹل پیس پر پڑی ہوئی ایک چھوٹے سے کھلونے پر پڑ گئی ــــــ

یہ ایک شیر تھا جس کا منہ کھلا ہوا تھا۔ اس کے ذہن میں اچانک [illegible] جیسے ہی ایک بار وہ ایک کیس کے دوران ایسے ہی ایک کھلونے کو دیکھ چکا تھا۔ چنانچہ وہ تیزی سے اس کھلونے کی طرف بڑھا۔ اور پھر جب اس نے [illegible] بڑھا کر اسے الگ کرنا چاہا تو اس کی توقع کے عین مطابق کھلونا مینٹل پیس میں فٹ کیا ہوا تھا۔ وہ مسکرایا اور اس نے شیر کے منہ میں انگلی ڈال دی۔ منہ کے اندر ہی ایک چھوٹا سا بٹن موجود تھا۔ انگلی کا دباؤ جیسے ہی اس بٹن پر پڑا۔ ایک ہلکی سی کلک کی آواز نکلی اور کمرے کی بائیں دیوار بے آواز طور پر ہٹتی چلی گئی۔

پہلے کیس میں بھی ایسا ہوا تھا۔ دراصل یہ ایک نفسیاتی حربہ تھا۔ کوئی بھی شخص شیر کے منہ میں انگلی ڈالنے سے گریز کرتا ہے چاہے وہ کھلونا ہی کیوں نہ ہو۔ ایک لاشعوری خوف اسے اس عمل سے باز رکھتا ہے اس لیے اس قسم کا کھلونا عموماً خفیہ راستے کے بٹن چھپانے کے لیے زیادہ موزوں سمجھا جاتا ہے ــــــ

دیوار ہٹی تو اسے نیچے جاتی ہوئی سیڑھیاں نظر آئیں۔ اس نے مشین گن کو سنبھالی اور محتاط انداز میں سیڑھیاں اترنے لگا۔ تقریباً پچاس کے قریب سیڑھیاں تھیں جیسے ہی وہ آخری سیڑھی پر پہنچا اوپر کی دیوار دوبارہ برابر ہو گئی۔ اس نے ایک لمحے کے لئے پلٹ کر دیکھا اور پھر نیچے فرش پر قدم رکھ دیا ــــــ

سامنے ایک چھوٹا سا دروازہ تھا۔ [illegible] آہستہ سے دروازہ کھولا اور [illegible] کوئی آہٹ نہ پا کر وہ اندر [illegible]

یہاں ایک طویل راہداری تھی [illegible] کمروں کے دروازے تھے۔ ایک دروازے سے روشنی کی ہلکی سی لکیر باہر نکل رہی تھی۔ وہ محتاط انداز میں چلتا ہوا اس دروازے کے قریب پہنچا اور پھر اس نے کی ہول سے آنکھ لگا دی۔ دوسرے لمحے وہ چونک کر سیدھا ہو گیا۔ کیونکہ سامنے ہی اسے تین ستونوں سے عمران، صفدر اور [illegible] بندھے ہوئے نظر آئے۔ کمرے میں اس وقت تین کے قریب افراد تھے۔

ملیک زبیر نے ایک لمحے سوچا اور پھر اپنی ڈاڑھی [illegible]

[illegible]

ملیک زبیر نے [illegible]

[illegible] کو دیکھ کر وہ [illegible] ــــــ

چنانچہ اس نے [illegible] دروازے [illegible]

[illegible] ــــــ [illegible]

[illegible]

اس نے مشین گن سے پورے کمرے کو کور کیا ہوا تھا۔

کمرے میں موجود تمام افراد چونک کر مڑے [illegible] جہاں ملیک زبیر کو دیکھ کر وہ

حیرت سے سُن ہو گئے۔ بلیک زیرو دیوار سے لگا کھڑا تھا۔ اس کے چہرے پر نقاب تھا۔ مگر آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور اس وقت اس کی آنکھیں تیزی سے پورے کمرے کا جائزہ لے رہی تھیں ——

"تم کون ہو ——" ایک غیر ملکی نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔ وہ غیر ملکی اپنا ہاتھ غیر محسوس طریقے سے اپنی جیب کی طرف بڑھا رہا تھا۔

مگر دوسرے ہی لمحے بلیک زیرو کی مشین گن گنگنائی اور غیر ملکی کا ہاتھ تیزی سے سر سے بلند ہو گیا۔ مگر اس کے قریب کھڑے دو آدمی چیخ مار کر الٹ گئے۔ گویا انہیں چاٹ چکی تھیں"

"خبردار اگر کسی نے حرکت کی ——" بلیک زیرو انتہائی سخت لہجے میں بولا۔ اس بار سب نے ہاتھ بلند کر لئے۔

"اس کونے میں سمٹ جاؤ ——" بلیک زیرو نے ان سب کو بائیں کونے میں سمٹنے کی ہدایت کی۔ وہ سب پھر وہ سب اس کونے میں سمٹنے لگے ——"

"عمران کیا تم واقعی بندھے ہوئے ہو" اس بار اس نے عمران سے پوچھا۔ جو آنکھیں بند کئے اونگھ رہا تھا ——"

"نہیں تو ——" عمران نے چونک کر کہا۔ اور پھر آگے بڑھ آیا۔ میں تو ویسے ہی ایکٹنگ کر رہا تھا۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کے ناخنوں پر لگے ہوئے تیز بلیڈ پہلے ہی اپنا کام کر چکے تھے۔

"ان دونوں کو بھی کھول دو ——" بلیک زیرو نے عمران کو حکم دیا۔ اور عمران ان دونوں کی طرف بڑھا۔

اسی لمحے اُسے باہر ہلکی گولیاں چلنے کی آواز آئی۔ اور بلیک زیرو کے ساتھ ساتھ ہال میں موجود تمام افراد چونک پڑے۔

غیر ملکی کے چہرے پر تشویش کے آثار نمایاں تھے ——"

بلیک زیرو سمجھ گیا کہ ٹیم نے باقاعدہ مقابلہ شروع کر دیا ہے۔ عمران اس دوران کیپٹن شکیل کو آزاد کرا چکا تھا۔

اس کے بعد عمران جوش سے آگے بڑھا اور قریب آ کر بلیک زیرو سے مشین گن پکڑ لی ——"

بلیک زیرو ایک لمحے کے لئے جھجکا اور پھر اس نے تیزی سے ریوالور نکال لیا ——"

"تم کیا کرنا چاہتے ہو ——" بلیک زیرو نے عمران سے پوچھا۔ وہ عمران کے یوں مشین گن لینے کا مقصد نہیں سمجھ سکا تھا ——

پوری کوٹھی میں فائرنگ کی آوازیں شدت اختیار کرتی جا رہی تھیں۔ اس کا مطلب ہے وہ لوگ ڈٹ کر مقابلہ کر رہے ہیں۔ عمران نے مشین گن پکڑتے ہوئے سخت الفاظ میں پوچھا۔

"تم لوگوں کا انچارج کون ہے ——"

"وہی غیر ملکی جو میٹنگ کی صدارت کر رہا تھا۔ اس کی بات سنتے ہی چونک پڑا۔

"تم ایک طرف ہو جاؤ ——" عمران نے اسے انتہائی سخت لہجے میں حکم دیا۔ اس کے لہجے میں نجانے کیا بات تھی۔ ایک بار تو بلیک زیرو کے جسم میں بھی سرد سی لہر دوڑ گئی۔

وہ غیر ملکی خاموشی سے ایک طرف ہٹ گیا۔

"سردار جان، اسلم اور اسے تم بھی سمجھی ——" تم لوگ بھی ادھر ہٹ جاؤ۔ عمران اس بار ان لوگوں کے درمیان موجود سیاسی لیڈروں سے مخاطب ہوا۔ ان تینوں کے چہرے خوف سے زرد پڑے ہوئے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے ان کے

جسموں میں سے تمام خون کسی نے نچوڑ لیا ہو۔ عمران کے منہ سے الفاظ نکلتے ہی وہ تینوں بھی اس غیر ملکی کے قریب آ کر رک گئے۔ ان سب نے اپنے ہاتھ اوپر اٹھائے ہوئے تھے ـــــ

اس سے پہلے کہ عمران مزید کارروائی کرتا۔ دروازہ کھلا اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے دیگر ارکان بھی کمرے میں داخل ہو گئے۔ اب باہر گولیوں کی آوازیں آنی بند ہو گئی تھیں۔

"کیا کوٹھی پر مکمل قبضہ کر لیا گیا ہے" ـــــ بلیک زیرو نے جولیا سے پوچھا جو سب سے آگے تھی۔

"یس باس ـــــ تقریباً چودہ آدمی مارے جا چکے ہیں" جولیا نے بلیک زیرو کو دیکھتے ہی مؤدبانہ انداز میں جواب دیا۔

"عمران ـــــ تم پیچھے کیوں کھڑے ہو ـــــ ان سب کو گرفتار کر کے لے چلو" بلیک زیرو اس بار عمران سے مخاطب ہوا۔

"نہیں ـــــ میں ان سب کو آزاد کرنا چاہتا ہوں ـــــ سوائے اس غیر ملکی ایجنٹ اور سیاسی لیڈروں کے" ـــــ عمران نے سرد لہجے میں جواب دیا۔

"کیا مطلب" ـــــ بلیک زیرو کے ساتھ ساتھ باقی ممبران بھی حیرت سے عمران کی طرف دیکھنے لگے۔

"مطلب یہ" ـــــ عمران نے کہا اور دوسرے لمحے عمران کی مشین گن شعلے برسانے لگی ـــــ کمرہ مشین گن کی آوازوں اور زخمیوں کی چیخوں سے حشر برپا ہو گیا۔

"کیا کرتے ہو عمران" ـــــ بلیک زیرو نے بوکھلا کر انتہائی سخت لہجے میں کہا۔ مگر عمران نے موت کا رقص جاری رکھا۔

اور چند لمحوں بعد کمرے کا فرش خون سے تربتر ہو گیا ـــــ تقریباً سترہ افراد فرش پر پڑے تڑپ رہے تھے ـــــ عمران اس وقت تک گولیاں برساتا رہا جب تک وہ سب ساکت نہیں ہو گئے۔

عمران کے چہرے پر خون ہی خون تھا ـــــ وہ انتہائی بھیانک لگ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر نظر پڑتے ہی اس کے ساتھیوں کے جسموں پر لرزہ طاری ہو گیا۔ اس غیر ملکی کے علاوہ وہ تینوں لیڈر بھی ڈر کے مارے بے ہوش ہو چکے تھے

"میرے ملک سے دشمنی کرنے والوں کا یہی حشر ہونا چاہیے" ـــــ عمران نے غراتے ہوئے کہا اور پھر اس کی مشین گن کا رخ اس غیر ملکی کی طرف ہو گیا۔

"صفدر اس کی تلاشی لو" ـــــ اس نے قریب کھڑے ہوئے صفدر سے کہا۔

اور صفدر تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ اس نے غیر ملکی کے پیچھے جا کر اس کی تلاشی لی۔ اور پھر اس کے کوٹ کی جیب سے ریوالور نکال لیا۔

"مکمل تلاشی لو ـــــ اس کی گھڑی بھی اتار لو" ـــــ عمران نے کہا اور صفدر نے ایک بار پھر اس کی تفصیلی تلاشی لی اور پھر اس کے ہاتھ سے بندھی ہوئی گھڑی بھی اتار لی ـــــ غیر ملکی پتھر کے بت کی مانند ساکت کھڑا تھا ـــــ اپنے ساتھیوں کی موت کا نظارہ اس کے ہوش و حواس اڑا چکا تھا۔

عمران نے بلیک زیرو کی طرف دیکھا اور پھر بائیں آنکھ دبا کر اس نے ایک مخصوص اشارہ کیا۔

بلیک زیرو اس کا اشارہ سمجھتے ہوئے بولا۔

اس غیر ملکی اور تینوں لیڈروں کو دانش منزل پہنچاؤ ۔۔۔۔۔ عمران تم بھی ان کے ساتھ وہیں پہنچو ۔۔۔۔ میں جا رہا ہوں ۔

اور بلیک زیرو واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔ جب وہ کمرے سے باہر نکل گیا تو سب نے اطمینان کا طویل سانس لیا۔

"یہ کیا کیا عمران صاحب آپ نے ۔۔۔" صفدر نے بلیک زیرو کے باہر جاتے ہی سوال کیا۔ اس کے لہجے میں حیرت تھی ۔۔۔ کیونکہ اس سے پہلے اس نے کبھی عمران کو ہاتھ آئے مجرموں سے ایسا سلوک کرتے نہیں دیکھا تھا۔

"یہ لوگ قابل رحم نہیں صفدر ۔۔۔ یہ ہمارے ملک کو تباہ کرنا چاہتے تھے اور یقین کرو ان کی اتنی آسان موت نے مجھے دلی دکھ پہنچایا ہے یہ لوگ تو اس قابل تھے۔ کہ ان کی ایک ایک بوٹی کر کے چیل کوؤں کو کھلائی جانی چاہئے تھی ۔" عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا ۔۔۔ اور اس کے بعد کسی کو اس سے سوال کرنے کی ہمت نہ ہوئی ۔۔۔ اور پھر وہ اس غیر ملکی کو لئے اور تینوں بے ہوش لیڈروں کو کاندھے پر اٹھائے کمرے سے باہر نکل آئے ۔۔۔۔۔ ۔

سالم تقریباً رینگتا ہوا کوٹھی کے عقبی دیوار کی طرف بڑھا۔ وہ کافی دیر سے درخت کی اوٹ میں چھپا ماحول کا جائزہ لے رہا تھا۔ دیوار کے قریب پہنچ کر وہ اٹھا اور پھر دیوار سے لگ کر کھڑا ہو گیا دوسرے لمحے اس کے کان کھڑے ہو گئے۔

کوٹھی کے اندر سے کتوں کے بھونکنے کی آوازیں آ رہی تھیں ایک لمحے کے لئے سالم سوچ میں پڑ گیا۔ کتوں کے متعلق تو اس نے سوچا ہی نہ تھا۔ ویسے یہ اس کی حماقت ہی تھی۔ کیونکہ اسے اچھی طرح علم تھا کہ یہ کروڑپتی لوگ ہمیشہ انسانوں کی نسبت کتوں پر انحصار کرتے ہیں۔ ان کا خیال یہ ہوتا ہے کہ کتوں کو دولت سے خریدا نہیں جا سکتا۔

اس کے ذہن میں ایک لمحے کے لئے خیال آیا کہ وہ اپنے گروپ کے دوسرے ممبران کو بھی بلائے اور پھر مل کر کوٹھی میں ان سے نپٹا جائے مگر جلد ہی اس نے یہ خیال ترک کر دیا۔ کیونکہ وہ پورے ثبوت کے بعد ہی

بات کو گروپ کے دیگر ممبران کے سامنے لانا چاہتا تھا اور فی الحال وہ صرف ڈرنا ...
نگرانی کرنا چاہتا تھا۔ تاکہ وہ اسے قریب سے دیکھ کر اپنا یقین کر لے کہ یہ ڈاکٹر کی وہی
ہے جس کا حلیہ ڈاکٹر نے بتایا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ ہیر سیلون کے مالک کو غلط فہمی ہوئی
ہو۔ یا پھر ڈاکٹر نے ہی حلیہ بتانے میں غلطی سے کام لیا ہو۔

لیکن اب مسئلہ تھا کتوں سے نپٹنے کا۔ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ یہ کتے انتہائی
خطرناک اور خونخوار ہوں گے۔ اور اگر اس سے معمولی سی بھی غفلت ہوئی تو اس کی
تکا بوٹی ہو جائے گی۔ اور اگر وہ انہیں مارنے کے لیے ریوالور کا سہارا لیتا تو تمام کوٹھی کے
مکین جاگ پڑیں گے اور پھر کوٹھی میں داخل ہونے کا مقصد ہی فوت ہو جائے گا۔ کافی
دیر تک دیوار کے سہارے کھڑا وہ اس مسئلہ پر غور کرتا رہا۔

اور پھر ایک ترکیب اس کے ذہن میں آ گئی۔ چنانچہ اس نے ایک بار پھر
ادھر ادھر دیکھتے ہوئے ماحول کا جائزہ لیا۔ اور دوسرے لمحے وہ اپنی جگہ سے اچھل کر
سپرنگ کی طرح اچھل کر اب وہ دیوار کے اوپر تھا۔ چند لمحوں تک وہ دیوار پر پڑا اندر
کے ماحول کا جائزہ لیتا رہا۔ اس وسیع و عریض کوٹھی کے کمپاؤنڈ میں کتے گھومتے
ہوئے نظر آ رہے تھے۔ وہ تیزی سے کمپاؤنڈ میں ادھر ادھر دوڑ رہے تھے۔

سالم نے اندازہ لگایا کہ کتوں کی تعداد کم از کم پانچ ہے۔ خاصے بڑے اور خونخوار
قسم کے کتے معلوم ہوتے تھے۔

سالم نے اپنی ترکیب پر عمل کرتے ہوئے وہیں دیوار پر بیٹھے بیٹھے اپنا اوور
کوٹ اتارا اور پھر وہ اوور کوٹ کو لیے نیچے کود گیا۔

اس کے گرنے سے ایک ہلکا سا دھماکہ ہوا۔ گو دھماکہ بے حد ہلکا تھا۔ کیونکہ
نیچے دیوار کے ساتھ ہی گھاس اگی ہوئی تھی۔ مگر اتنا دھماکہ بھی کتوں کی تیز سماعت
کے لیے کافی تھا۔ کمپاؤنڈ میں گھومتے ہوئے کتے دھماکے کی آواز سنتے ہی ایک بار

[illegible]ے اور پھر وہ پانچوں کے پانچوں بھونکتے ہوئے تیزی سے اس طرف لپکے جدھر سالم
[illegible]ے سے ہی ان کے استقبال کے لیے تیار تھا۔ کتے اندھا دھند دوڑتے چلے آ رہے
[illegible]ے۔ اور یہی چیز سالم کے لیے اچھی بھی تھی۔ اس طرح وہ اپنی ترکیب پر عمل کر
سکتا تھا۔

کتوں کے قریب پہنچتے ہی سالم نے اوور کوٹ بازوؤں سے پکڑ کر اپنے سامنے
ہوا میں پھیلا دیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی آدمی کوٹ پہنے کھڑا ہے۔ دوڑتے
ہوئے کتے اس کے قریب آ کر ایکدم رک گئے۔ کیونکہ سالم نے کوٹ کو فضا میں
پھیلایا ہوا تھا۔ اسے اچھی طرح علم تھا کہ کتے فطری طور پر ساکت چیز پر حملہ نہیں کرتے
لیکن بُری طرح بھونک رہے تھے۔

سالم نے اچانک قریب ترین کتے پر اوور کوٹ پھینک دیا۔ کتے نے اچھل کر ایک
طرف ہٹ جانا چاہا۔ مگر بچنے کی بجائے وہ کوٹ میں لپٹتا چلا گیا۔ اور سالم کے خیال
کے عین مطابق تمام کتے اس کوٹ پر ٹوٹ پڑے۔ وہ اسے شاید کوئی آدمی سمجھے تھے۔

سالم کے لیے اتنا موقع کافی تھا۔ کوٹھی کی دیوار اور اصل عمارت کے درمیان
کافی فاصلہ تھا۔ جب تک کہ کتے اس کوٹ کی تکا بوٹی کرتے اس وقت تک وہ دوڑ کر
پہنچ سکتا تھا۔ چنانچہ اس نے کوئی لمحہ ضائع کیے بغیر عمارت کی طرف دوڑ لگا دی۔

کتوں نے ایک سیکنڈ کے لیے سالم کی طرف توجہ کی مگر پھر وہ دوبارہ کوٹ
کی طرف متوجہ ہو گئے۔ کیونکہ وہ اپنے ایک دشمن سے نپٹنے کے بعد ہی دوسرے کی طرف
متوجہ ہوتے تھے۔ اور سالم نے کتوں کی اس نفسیات سے فائدہ اٹھایا تھا۔

جس سپیڈ سے سالم نے اس وقت دوڑ لگائی تھی اگر وہ اس سپیڈ سے
اولمپک کے میدان میں دوڑتا تو یقیناً دنیا کی تیز ترین دوڑ کا نیا ریکارڈ قائم ہو
جاتا۔ چند ہی لمحوں بعد وہ عمارت کے قریب پہنچ چکا تھا۔

قریب ہی برآمدہ تھا۔ وہ جھٹ سے برآمدہ میں داخل ہوگیا۔ اس کے پیروں
میں کریپ سول جوتے تھے۔ اس لیے آواز کے پیدا ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا
تھا۔ پھر کتوں کی تیز غراہٹوں میں اگر ہلکی سی آواز پیدا بھی ہوجاتی تو کون سنتا تھا۔
کتے ابھی تک شاید اس کوٹ کے حصے بخرے کرنے میں مصروف تھے۔ کیونکہ ان کی غراہٹوں
کی آوازیں سالم کے کانوں میں آرہی تھیں۔

سالم برآمدے میں پہنچتے ہی تیزی سے ایک کمرے کی طرف بڑھا۔ اس نے
قریب پہنچتے ہی کوٹ کی جیب سے ایک تار نکالی اور دوسرے ہی لمحے اس
نے دروازے کو ہلکا سا دھکا دیا اور دروازہ بغیر کوئی آواز پیدا کیے کھلتا چلا گیا۔

کمرے میں مکمل اندھیرا تھا۔ اس نے سالم تیزی سے اندر داخل ہوتے ہی اس
نے سب سے پہلے یہ کیا کہ دروازہ بند کر دیا۔

اب وہ کم از کم ان خونخوار کتوں سے محفوظ ہوچکا تھا۔ واپسی کا خیال اسے ضرور
آیا تھا کہ واپسی کے وقت پھر کتوں سے پالا پڑے گا۔ مگر اسے اس کی اتنی پرواہ نہیں
تھی۔ کیونکہ واپسی میں وہ ریوالور بھی استعمال کرسکتا تھا۔ کہ جب تک کتے بھونکیں گے
وہ وہاں سے کافی دور جاسکتا تھا۔

چند لمحوں تک وہ کھڑا آہٹ لیتا رہا۔ پھر اس نے جیب سے پنسل ٹارچ
نکالی اور روشنی کی باریک لکیر میں اس نے کمرے کا جائزہ لیا اور کمرے میں موجود
فرنیچر سے اس کو اندازہ لگانے میں دیر نہیں لگی کہ یہ کمرہ ڈرائنگ روم کے طور پر
استعمال ہوتا ہے۔ سامنے ایک اور دروازہ تھا جو کم از کم بند نہیں تھا۔ سالم تیزی
سے اس دروازے کی طرف بڑھا۔ اور پھر جب وہ دروازہ کھول کر دوسری
طرف گیا۔ تو اس نے اپنے آپ کو ایک بڑے سے ہال میں پایا جس کے درمیان میں ایک
بڑی کھانے کی میز پر موجود تھی۔ سالم سمجھ گیا کہ یہ پارٹی ہال ہے۔ ڈدنا اپنے مہمانوں

کی دعوت کے لیے اسی ہال کو استعمال کرتی ہوگی۔

اسے ڈدنا کی خواب گاہ کی تلاش تھی۔ اور جلد ہی وہ وہاں تک پہنچنے میں
کامیاب ہوگیا کیونکہ ہال سے گزر کر جب وہ ایک کمرے میں پہنچا تو اس کے
سامنے ایک بند دروازہ تھا۔ اور جس کی درز میں سے ملگجی سی روشنی چھن رہی تھی۔
یقیناً خواب گاہ تھی مگر کس کی۔ آیا ڈدنا کی یا کسی اور کی۔ اس کا فیصلہ تو خواب گاہ
میں داخل ہونے کے بعد ہی کیا جاسکتا تھا۔ چنانچہ [illegible]
استعمال کیا۔

اور پھر جب دروازے کو کھول کر وہ اندر داخل ہوا۔ تو اس کا دل بلیوں اچھلنے
لگا۔ کیونکہ سامنے شاندار مسہری پر ڈدنا محو استراحت تھی۔
ملگجی سی روشنی میں اور قیمتی مگر نیم عریاں شب خوابی کے لباس میں وہ کسی اور
دنیا کی مخلوق نظر آرہی تھی۔ اس کا حلیہ ہو بہو اسی طرح تھا جس طرح ڈکٹر نے اسے بتایا تھا۔
وہ چند لمحوں تک مبہوت کھڑا خوابیدہ حسن کو دیکھتا رہا۔ اور پھر جب ڈدنا نے
کروٹ لی تو وہ چونک پڑا۔

اس نے تیز نظروں سے کمرے کا جائزہ لیا۔ اسے معلوم تھا کہ یہ خوابیدہ حسن فی الواقعی
ڈکٹر کے بیان کے مطابق ان مجرموں کا سرغنہ ہے جنہوں نے اس وقت تمام دنیا کے
امن کو تہہ و بالا کیا ہوا ہے۔ تو یہ حسن انتہائی خطرناک بھی ثابت ہوسکتا ہے۔ اسے
خیال آیا کہ ہوسکتا ہے۔ اس نے اپنی مسہری کے گرد کوئی حفاظتی اقدامات بھی
کیے ہوں۔ اس لیے وہ محتاط ہوکر کام کرنا چاہتا تھا۔ آخر بغور جائزہ لینے
کے بعد اسے کوئی مشکوک چیز نظر نہ آئی تو اس نے اس زہریلے حسن کو بیدار کرنے کا فیصلہ
کرلیا۔

مادام ڈدنا ۔۔۔۔ تمہارے لیے ایک بُری خبر ہے ۔۔۔۔ اس نے اچانک

سخت دبے لہجے میں کہا۔ اس نے گو اپنی طرف سے کافی ہلکی آواز میں کہا تھا مگر کمرے میں چھائے ہوئے گہرے سکوت میں اس کی آواز نے جیسے بھونچال پیدا کر دیا ہو۔

ڈونا یکدم ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔ وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر سامنے کھڑے سالم کی طرف دیکھ رہی تھی جو ہاتھ میں ریوالور پکڑے کھڑا معنی خیز انداز میں مسکرا رہا تھا۔

"کیا بات ہے کون ہو تم اور اس طرح میری خواب گاہ میں گھسنے کی جرأت تم نے کس طرح کی" پوری طرح سنبھلنے کے بعد اس نے قریبی میز پر لگے ہوئے بٹن کو دباتے ہوئے کہا۔ بٹن کے دبتے ہی کمرہ تیز روشنی سے منور ہو گیا۔

"میں تمہارے لئے ایک بری خبر لایا ہوں" سالم نے ریوالور والے ہاتھ کو ہلکا سا جھٹکا دیتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب" ڈونا نے حیرت بھرے لہجے میں سوال کیا۔

"مادام ڈونا۔ دوسرے لفظوں میں مادام ہر فلائی تمہارا پلان ناکام رہا۔ تم نے تمام دنیا پر حکومت کرنے کا جو خواب دیکھا تھا اب اسے بھول جاؤ۔ اس وقت تم عالمی مجرم ہو" سالم نے رک رک کر گھمبیر لہجے میں کہا۔ وہ مادام ڈونا کو نفسیاتی طور پر مرعوب کرنا چاہتا تھا۔

"کیسا پلان اور کیسا خواب کیا تم پاگل ہو" مادام اب پوری طرح سنبھل چکی تھی اس لئے اس بار اس کا لہجہ بھی تلخ ہو گیا تھا۔

"ڈاکٹر کہاں ہے" سالم نے اچانک سوال کیا مگر اس کی تیز نظروں نے مادام کو چونکتے ہوئے نہیں دیکھا۔

"کون ڈاکٹر مگر ٹھہرو پہلے میں تمہارا انتظام کرتی ہوں۔ یہ تمام چوکیدار کیا مر گئے

تھے جو اس پاگل کو میری خواب گاہ میں گھسنے کی ہمت ہوئی" مادام نے بڑبڑاتے ہوئے مسہری سے نیچے اترنے کے لئے پیر لٹکائے۔

"خبردار اگر تم نے حرکت کی تو میں تمہارے اس حسین جسم کو داغدار کئے بغیر نہیں چھوڑوں گا" سالم نے سخت لہجے میں کہا۔ اور مادام جہاں تھی وہیں رک گئی۔

"تم کیا چاہتے ہو" اس بار اس کے لہجے میں بے بسی تھی۔

"بتاؤ وہ آدمی کہاں ہے جسے تم نے ہوٹل میں [illegible] کیا تھا" سالم نے پوچھا اور اس بار اس کی تیز نظروں نے مادام کا بے اختیار چونکنا چیک کر لیا۔ گو مادام نے ایک لمحے سے بھی کم عرصے میں اپنے آپ پر قابو پا لیا تھا مگر سالم سمجھ گیا کہ وہ صحیح فرد تک پہنچ گیا ہے۔

"مجھے کچھ نہیں معلوم تم دفع ہو جاؤ اس بار میں تمہیں معاف کرتی ہوں اگر آئندہ تم نے ایسی جرأت کی تو کتوں سے تمہاری بوٹیاں نچوا دوں گی" مادام نے تقریباً چیختے ہوئے کہا۔

"آہستہ بولو تم زور سے بول کر اپنے آدمیوں کو تو بلا سکتی ہو مگر جب تک تمہارے آدمی یہاں تک پہنچیں تو تم ملک عدم روانہ ہو چکی ہو گی" سالم کو بھی غصہ آ گیا۔

"آخر تم چاہتے کیا ہو کیا تم پاگل ہو اور روپیہ چاہتے ہو تو تم آج ہی میرا وعدہ رہا کہ میں تمہیں سو دو سو ڈالر دے دوں گی" مادام نے جھلاتے ہوئے جواب دیا مگر اس کی تیز نظریں سالم کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔ جیسے وہ دل ہی دل میں سالم کے متعلق اندازہ لگا رہی ہو کہ وہ کس طرح سے مات کھا سکے گا۔

"جو میں پوچھ رہا ہوں اس کا جواب دو" سالم نے اس کی بات نظر انداز کرتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک قدم بڑھا کر آگے آ گیا تھا۔ مادام یکدم اٹھ کر کھڑی ہو گئی اس پہ جیسے ہسٹریا کا دورہ پڑ گیا تھا۔

"نکل جاؤ میرے کمرے سے لفنگے بدمعاش چور ڈاکو لٹیرے نکل جاؤ ورنہ تمہاری کھال اترواکر اس میں بھس بھروادوں گی" اس نے تقریباً چیختے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے بگڑ گیا تھا اب وہ حسینہ کی بجائے کسی خوفناک چڑیل کا روپ دھار چکی تھی۔

سالم کو مادام سے اس اچانک رویہ کی توقع نہیں تھی۔ اس لئے ایک لمحے کے لئے بوکھلا سا گیا اور یہی لمحہ اس کے لئے گراں ثابت ہوا کیونکہ پلک جھپکتے ہی مادام نے جھپٹ کر اس کے ریوالور پر ہاتھ ڈال دیا تھا۔ مادام نے اچانک ہی سالم کی اس کلائی پر اپنی ہتھیلی کی ضرب لگائی تھی جس میں اس نے ریوالور پکڑا ہوا تھا اس لئے ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا پڑا اور اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا مادام نے پوری قوت سے ایک گھونسہ اس کے پیٹ میں ماردیا۔ مادام کا ہاتھ تو نرم و نازک تھا مگر اس کی انگلی میں پہنی ہوئی بڑی سی مینار نما انگوٹھی نے اس کے پیٹ پر شدید ضرب لگائی تھی۔ مگر سالم اس ضرب کو سہار گیا اور اس کا بایاں ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور ایک زوردار گھونسہ مادام کی کنپٹی پر پڑا اور مادام اچھل کر مسہری کے مقابل پڑے صوفے پر جا گری۔

سالم ایک طرف پڑے ہوئے ریوالور کی طرف لپکا مگر مادام کے متعلق اس کا اندازہ غلط نکلا۔ اس نرم و نازک اور حسین جسم میں بلا کی قوت برداشت پوشیدہ تھی کیونکہ صوفے پر گرتے ہی وہ سپرنگ کی طرح اچھلی اور دوسرے ہی لمحے اس کی دونوں ٹانگیں سالم کے بائیں پہلو پر پوری قوت سے پڑیں اور وہ دیوار سے جا لگا اسے اپنے اس مکے پر ناز تھا جو اس نے ابھی مادام کو مارا تھا۔ اچھے اچھے بدمعاش اس کا ایک مکہ کھا کر عموماً غفیل ہو جایا کرتے تھے مگر مادام پر اس مکے کا کوئی خاص اثر معلوم نہیں ہوتا تھا۔

سالم کے سنبھلنے سے پہلے ہی مادام فرش سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اور سالم نے اس پر حملہ بول دیا مگر مادام پر کراٹے کا خطرناک وار کرنے کی اس کے دل میں حسرت ہی رہی کیونکہ مادام نے اس کی کہنی سے اپنا جسم بچا کر اس پر جوڈو کا خطرناک داؤ آزمایا اور سالم کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے پیٹ میں موجود تمام انتڑیاں مروڑے ہو گئی ہوں۔ ناقابل برداشت درد کی تیز لہر اس کے جسم میں دوڑتی چلی گئی۔ اور اس کی آنکھوں کے سامنے یکدم اندھیرا سا چھا گیا۔ اس سے پہلے کہ وہ اس شدید ترین ضرب سے سنبھلتا۔ اس کی گردن پر ایک زوردار ضرب لگی اور وہ زمین بوس ہوتا چلا گیا۔

مادام نے جھپٹ کر دروازے کے قریب لگے ہوئے سوئچ بورڈ پر لگے ہوئے ایک بٹن دبا دیا اور پھر سیدھی ہو کر فرش سے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے سالم کو دیکھنے لگی اس کے ہونٹوں پر زہریلی مسکراہٹ رینگ رہی تھی۔ جیسے وہ سالم کی مردانگی پر طنز کر رہی ہو۔

"بس اس برتے پر میری خواب گاہ میں گھسنے کی حماقت کی تھی" مادام نے زہریلے لہجے میں کہا اور پھر جھپٹ کر قریب پڑا ہوا ریوالور اٹھا لیا۔

سالم اب اٹھ کھڑا ہونے میں کامیاب ہو گیا تھا مگر اس کی ناک اور منہ سے خون بہہ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر شدید کرب کے آثار تھے۔ وہ ایک لمحہ تک خالی خالی نظروں سے مادام کو دیکھتا رہا۔ پھر اس کی آنکھوں میں یکدم شعلے لپکنے لگے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اس بار وہ مادام کا خون پیئے بغیر نہیں رہے گا۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ حرکت کرتا اچانک دروازہ کھلا اور تین مسلح آدمی اندر داخل ہوئے ان تینوں کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ ان تینوں نے سالم کو گھیر لیا۔

"تم لوگ کہاں مر گئے تھے یہ آدمی میری خواب گاہ میں کیسے داخل ہو گیا" مادام

کے لہجے میں خنجر کی سی کاٹ تھی۔

"ہم — مادام ہم پہاٹک پر پہرہ دے رہے تھے۔ ان میں سے ایک نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ، میں تم سے بعد میں نپٹوں گی۔ اسے کرسی پر بٹھاؤ اور ایک گلاس وہسکی اس کے منہ میں ڈالو" مادام نے تلخ لہجے میں کہا اور خود وہ وارڈ روب کی طرف بڑھ گئی جس میں اس کا سلیپنگ گون موجود تھا۔ اس نے وارڈ روب کھولا اور اس میں سے گون نکال کر پہن لیا۔

سالم کرسی پر بیٹھ چکا تھا اور ایک آدمی نے میز پر پڑے ہوئے گلاس میں پاس پڑی بوتل سے وہسکی نکالی اور گلاس سالم کے منہ سے لگا دیا۔ سالم نے بڑا گھونٹ لے کر گلاس ایک ہی سانس میں خالی کر دیا۔ وہسکی نے اس کے جسم میں توانائی کی ایک لہر دوڑا دی تھی۔ اب وہ پوری طرح سنبھل چکا تھا۔

"اب بتاؤ تم کون ہو اور یہاں کیسے پہنچے" مادام نے سامنے والی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"تمہیں اس سے کوئی مطلب نہیں ہونا چاہیئے۔ مجھے اعتراف ہے کہ تم لڑائی بھڑائی کے فن میں مجھ سے زیادہ تیز ہو لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اب میں تمہارے سوالوں کے جواب بھی دینا شروع کر دوں" سالم نے سرد لہجے میں جواب دیا۔

"خوب — مجھے خوشی ہے کہ تم نے حقیقت پسندی سے کام لیتے ہوئے میری برتری کا اعتراف کیا۔ مگر تم جانتے ہو کہ اس وقت میں جو چاہوں تم سے پوچھ سکتی ہوں۔ تم تو کیا تمہارے فرشتے بھی مجھے جواب دینے پر مجبور ہیں" مادام نے استہزائیہ لہجے میں کہا۔

"میں دھوکے میں رکھا گیا ہوں مجھے امید نہیں تھی کہ تم میں اتنی قوت برداشت

ہوگی یا تم لڑائی کے فن میں اتنی طاق ہوگی۔ اگر مجھے اس بات کا پہلے سے ہلکا سا بھی اندازہ ہوتا تو اس وقت صورت حال مختلف ہوتی" سالم نے [illegible] لہجے میں کہا۔

"ان باتوں کو چھوڑو — شرافت سے میرے سوالوں کے جواب دے دو۔ میں وعدہ کرتی ہوں کہ تمہیں زندہ سلامت چھوڑ دوں گی۔ ورنہ [illegible] میں تمہارا وہ حشر ہوگا کہ تم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے" مادام نے سخت لہجے میں کہا۔

"میں تمہارے کسی سوال کا جواب نہیں دوں گا تم جو چاہو کر سکتی ہو" سالم نے مضبوط لہجے میں کہا۔

"کیا تم آئی۔ ایس۔ آئی کے نمائندے ہو" مادام نے اچانک سوال داغ دیا اور سالم نہ چاہنے کے باوجود بھی بے اختیار چونک پڑا۔ مادام اسے یوں چونکتے دیکھ کر مسکرا دی۔ جیسے اسے اپنے سوال کا جواب مل گیا ہو۔

"آئی۔ ایس۔ آئی نے اب تک کیا کامیابی حاصل کی ہے" اس نے دوسرا سوال کر دیا۔

"آئی۔ ایس۔ آئی اس حد تک کامیاب ہو گئی ہے کہ تم اس کی کامیابی کا تصور بھی نہیں کر سکتیں۔ تم اس بات پر غور کرو کہ ہم نے تمہیں ڈھونڈ نکالا اور یہاں میں تمہارے سامنے ہوں" سالم نے اس مرتبہ اطمینان سے جواب دیا۔

"واقعی تم لوگوں نے کمال کیا کہ میرا ہیڈ کوارٹر کا پتہ حاصل کر لیا۔ مگر مجھ پر جال کوئی ہاتھ تو نہیں ڈال سکتا کیونکہ بظاہر مادام تو نا میرے خلاف تمہارے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے" مادام نے قدرے طنزیہ لہجے میں جواب دیا۔

"یہ تمہاری بھول ہے۔ تمہاری فائل ایس۔ بی۔ آئی میں موجود ہے۔ اور میرے کوٹھی میں داخل ہونے سے پہلے کئی گھنٹے پیشتر تمہاری نامکمل فائل مکمل ہو چکی ہے۔ اب چند ہی لمحوں بعد تمہاری موت تمہیں آواز دے رہی ہو گی۔۔۔۔" سالم نے اسے فکر مند دیکھتے ہی دوسرا وار کیا۔

"کوئی بات نہیں ۔۔۔ میں اس وقت کے آنے سے پہلے ہی یہ کوٹھی خالی کر دوں گی ۔۔۔ مگر میں نے جان لیا ہے کہ تم نے اکیلے ہی میرا پتہ لگایا ہے اور تم اکیلے ہی میری کوٹھی میں داخل ہوئے ہو۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا جیسے تم کہہ رہے ہو تو تمہارے ساتھ پورے ملک کی پولیس اور انٹیلی جنس ہوتی۔۔۔۔" مادام نے جواب دیا۔ وہ کرسی سے اُٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

"تم خوش فہمی میں مبتلا ہو مادام ۔۔۔ تمہارا منصوبہ ناکام ہو چکا ہے اور تمہاری زندگی کے دن گنے جا چکے ہیں۔۔۔" سالم نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں تمہیں نہیں معلوم ایک دو روز کے اندر ہمارا یہ عظیم مشن کامیابی سے پورا ہو جائے گا۔ اور تمہارے کتے میرے ملازم ہوں گے۔ اور میرے اشارے پر میرے دشمنوں کے خلاف کام کریں گے۔۔۔" مادام کے لہجے میں شدید غصے کے آثار نمایاں تھے۔

اس سے پہلے کہ سالم کوئی جواب دیتا۔ مادام نے اپنے آدمیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اسے لے کر باہر کمپاؤنڈ میں آؤ ۔۔۔ میں اس کے لیے بے حد نرم سزا تجویز کر چکی ہوں ۔۔۔ لیکن خبردار ۔۔۔! اگر یہ کوئی غلط حرکت کرے تو بلا تکلف گولی مار دینا ۔۔۔"

مادام اپنے آدمیوں کو حکم دے کر خود کمرے سے باہر نکل گئی۔ مسلح آدمیوں نے سالم کو اٹھنے کا اشارہ کیا اور سالم اُٹھ کھڑا ہوا۔

اس کے دل میں اپنی رہائی کی اُمید ہو چلی تھی۔ اس نے سوچا کہ اگر ایک بار وہ کمپاؤنڈ میں پہنچنے میں کامیاب ہو گیا تو پھر وہ بآسانی کوٹھی سے فرار ہو سکتا ہے۔ وہ تینوں مسلح آدمی اسے لیے ہوئے مختلف کمروں سے گذر کر باہر برآمدے میں آ گئے۔ مادام برآمدے میں موجود تھی۔ کمپاؤنڈ میں کتے ویسے ہی گھوم رہے تھے۔

"یہ شخص ان کتوں کی موجودگی کے باوجود کوٹھی میں داخل ہونے میں کیسے کامیاب ہو گیا۔ بہرحال اب یہی کتے اسے انجام کو پہنچائیں گے۔۔۔" مادام نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر اس وقت سفاکی چھائی ہوئی تھی۔ چہرے کے عضلات پتھر کی طرح سخت تھے۔

جیسے ہی سالم برآمدے میں پہنچا۔ مادام نے ایک ملازم کو کسی انجانی زبان میں کوئی حکم دیا۔ اور وہ انہیں وہیں چھوڑ کر دوبارہ اندر چلا گیا۔

سالم اپنے فرار کا منصوبہ سوچ رہا تھا۔ سب سے پہلے مسئلہ ان دو مسلح افراد سے چھٹکارا پانا تھا مگر وہ دونوں کچھ اس قدر محتاط تھے کہ سالم کو ذرا سا بھی موقع نہیں مل رہا تھا۔

ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ تیسرا ملازم واپس آ گیا۔ اس کے ہاتھوں میں نائلون کی رسی کا گچھا تھا۔ اور پھر وہ مادام کے اشارے پر سالم کے سینے اور پشت پر مشین گن کی نالیں رکھ دی گئیں۔ ایک ملازم نے اس کے ہاتھ پشت پر مضبوطی سے باندھ دیئے۔ سالم نے جدوجہد کرنے کی کافی کوشش کی۔ مگر دو مشین گنوں نے اسے

بے بس کر دیا تھا۔

چند ہی لمحوں بعد اس کے ہاتھ اور پاؤں بندھ چکے تھے۔

"اس کے منہ میں رومال ٹھونس دو اور اوپر سے ٹیپ لگا دو ——"
مادام نے سفاک لہجے میں حکم دیا اور ملازموں نے چند ہی لمحوں میں اس کے حکم کی تعمیل کر دی۔

"اسے اٹھا کر سامنے کمپاؤنڈ میں ڈال دو۔ آج کتوں کو پیٹ بھر کر گوشت ملنا چاہئے ——" مادام نے سرد لہجے میں حکم دیا اور اس کے حکم سے ایک بار تو ملازموں کے جسموں پر بھی لرزہ طاری ہو گیا۔ سالم کا بھیانک انجام ان کے سامنے تھا۔ کتے اس پر بری طرح ٹوٹ پڑتے۔ اور سالم غریب کے جسم پر گوشت کی ایک بوٹی بھی نہ بچتی۔

سالم کو بھی اپنا انجام نظر آ گیا۔ اس نے آخری بار اس بھیانک انجام سے بچنے کے لیے جدوجہد کی۔ مگر اب وہ بری طرح بے بس ہو چکا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر اسے پہلے سے پتہ ہوتا کہ یہ چڑیل اس کے ساتھ ایسا سلوک کرے گی تو وہ مشین گن کی پروا کیے بغیر ان سے الجھ جاتا۔ موت تو آنی تھی۔ تو کم از کم اس قدر بھیانک نہ ہوتی۔

"پھینک دو ——" مادام نے چیخ کر کہا اور ملازموں نے اسے ہاتھوں پر اٹھا لیا اور دوسرے لمحے اسے اس طرح کمپاؤنڈ میں پھینک دیا جیسے وہ کسی بلا سے پیچھا چھڑانا چاہتے ہوں۔

جیسے ہی سالم کا بندھا ہوا جسم زمین پر گرا، بھونکتے ہوئے کتے بے تحاشا ٹوٹ پڑے۔

اس کے جسم کو بری طرح بھنبھوڑ رہے تھے۔ اور سالم بیچارہ چیخ بھی نہیں سکتا تھا۔

مادام بڑے اطمینان سے کھڑی یہ ہولناک منظر دیکھ رہی تھی۔

اس کے پیچھے کھڑے ہوئے ملازموں نے خوف سے آنکھیں بند کر لی تھیں۔

سالم کا جسم خونخوار اور آدم خور کتوں کے درمیان [illegible] تھا۔ [illegible] شاید فطری طور پر زندگی بچانے کی [illegible] ہلاک ہو گیا تو وہ بے ہوش ہو چکا تھا [illegible]

تقریباً آدھی ضیافت اڑانے کے بعد جب وہ [illegible] زمین پر سالم کی بجائے اس کی چند شکستہ ہڈیاں پڑی رہ گئی تھیں۔

"کتوں کو [illegible] کر دو اور ان ہڈیوں کو گٹر میں پھینک دو اور یہ جگہ [illegible] صاف ہونی چاہئے ——" مادام نے پیچھے کھڑے ملازموں کو حکم دیتے ہوئے کہا اور خود بڑے اطمینان سے واپس کمرے کی طرف مڑ گئی۔ اس کے چہرے پر ایسی مسکراہٹ تھی جیسے اب تک وہ کوئی دلچسپ تماشا دیکھتی رہی ہو۔

کافی بڑا ہال تھا جو کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ تقریباً پچاس کے قریب آدمی ایک بہت بڑی میز کے گرد بیٹھے ہوئے تھے۔ گو ہال میں موجود افراد کی تعداد کافی زیادہ تھی۔ مگر اس کے باوجود وہاں ایک گمبھیر —— خاموشی طاری تھی۔ ہر شخص کا چہرہ لٹکا ہوا تھا۔ آنکھوں کی چمک ماند تھی۔ اور یہ سب اپنی اپنی سوچوں میں گم تھے۔

ایک کونے میں عمران اور اس کے دونوں طرف صفدر اور کیپٹن شکیل بھی موجود تھے۔ عمران تو آنکھیں بند کئے باقاعدہ اونگھ رہا تھا۔ مگر صفدر اور کیپٹن شکیل ہال میں موجود افراد کے چہروں کا جائزہ لینے میں مصروف تھے۔

اچانک صدر میٹنگ نے جو انتہائی بائیں کونے میں سر جھکائے بیٹھا تھا۔ اپنا سر اٹھایا اور پھر گمبھیر لہجے میں بولا۔

"مجھے افسوس ہے دوستو کہ ہم انتہائی نازک صورت حال سے دوچار ہیں۔ ہم وسیع تجربات اور اپنے پیچھے اپنے ملکوں کی ملی طاقت رکھنے کے باوجود نامعلوم مجرموں کے ہاتھوں بے بس ہو چکے ہیں۔ تمام دنیا میں امن و امان روز بروز تباہ ہوتا جا رہا ہے۔ ہر ملک کے باغی سیاسی عناصر بے پناہ قوت سے ابھرتے ہیں اور ان کی سازشیں اس حد تک مکمل ہیں کہ حکومتیں بے بس نظر آتی ہیں ——"

"مگر کیا حکومت ان باغی عناصر کو گرفتار نہیں کر سکتی ——" ایک ممبر نے دے دی۔

"چند ملکوں نے اس فارمولے پر عمل کیا۔ مگر وہاں حالات اور زیادہ بگڑ گئے۔ دراصل ہر ملک کے عوام انتہائی جذباتی اور ناآسودہ ہوتے ہیں اس لئے ان کی بظاہر حمایت کرکے اگر کوئی لیڈر چاہے تو اس ملک کو مکمل تباہی کے گڑھے میں دھکیل سکتا ہے۔ اور پھر اگر اس لیڈر کو گرفتار کر لیا جائے تو اس کی سیاسی قوت میں بے پناہ اضافہ ہو جاتا ہے۔ اور اس کا سیاسی کریکٹر جیل میں رہتے ہی اتنا بڑھ جاتا ہے کہ اس کا ہاتھ حکومت کی گردن تک پہنچنے میں کامیاب ہو جاتا ہے ——"

"مگر آخر تمام دنیا کے سیاست دانوں نے اس کا کیا حل سوچا ہے ——" صدر کے قریب بیٹھے ایک ممبر نے کہا۔

"ہاں واقعی —— یہ ہمارا کام تو نہیں کہ ہم سیاسی لیڈروں کی طرح عوام میں تقریریں کرتے پھریں۔ اور عوام کو مطمئن کر سکیں ——" ایک اور ممبر نے اس کی تائید کر دی۔ اس کے لہجے میں بے پناہ تلخی تھی۔

"دوستو یہ جھلاہٹ ہماری ناکامی کا نتیجہ ہے۔ دراصل جو کام ہمارے ذمہ لگایا گیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ہم اس تخریبی طاقت کا پتہ چلا کر اس کا قلع قمع کریں۔

جو ان تمام حالات کے ذمہ دار ہیں اور جن کی شہ اور پشت پناہی سے یہ کمزور سیاسی عناصر طاقت ور بن گئے ہیں۔ کہ ایوان حکومت لرزہ براندام ہو چکے ہیں ——" صدر نے مدبرانہ لہجے میں جواب دیا۔

"کیا کسی ملک میں ان شورشوں پر قابو بھی پایا جا سکا ہے ——" ایک ممبر نے سوال کیا اور سب ممبر چونک کر ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔

"ہاں —— ایک ایشیائی ملک "پاکیشیا" اس سلسلے میں خوش قسمت رہا ہے کہ وہاں اس شورش پر قابو پا لیا گیا ہے ——" صدر نے جواب دیا۔ اس کی نظریں گھومتی ہوئیں عمران پر جا جمی گئیں۔ جو آنکھیں بند کئے باقاعدگی سے اونگھ رہا تھا۔

"اوہ —— وہ کیسے —— اگر ایسا ہوا ہے تو ان کا تجربہ ہمیں کوئی فائدہ دے سکتا ہے ——" اسی ممبر نے حیرت سے جواب دیا۔

"پاکیشیا کے نمائندے مسٹر عمران یہاں موجود ہیں۔ میرے خیال میں وہ اس موضوع پر زیادہ اچھی طرح روشنی ڈال سکتے ہیں —— مسٹر عمران ہمیں تفصیل بتائیے ——" صدر نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

مگر عمران بدستور اونگھنے میں مصروف تھا۔ سب لوگوں کی نظریں عمران پر جم گئیں۔ کچھ افراد کے چہروں پر عمران کی حالت دیکھ کر استہزائیہ مسکراہٹ تیرنے لگی۔

صفدر نے عمران کو ٹھوکا لگاتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب —— ہوش میں آئیے۔ سب آپ کی طرف متوجہ ہیں ——"

اور عمران اچھل کر سیدھا ہو گیا۔ "کیا میرے چہرے پر کوئی فلم چل رہی ہے کہ سب میری طرف متوجہ ہیں ——"

عمران نے بوکھلا کر کہا اور تمام ہال بے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھا۔

"مسٹر عمران —— آپ ہمیں بتائیے کہ آپ نے اپنے ملک میں ہونے والی شورش پر کیسے قابو پایا ——" صدر میٹنگ نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ —— تو یہ بات ہے —— ہاں تو پھر —— دراصل میرے پاس بابا بندہ شاہ کا تعویذ ہے۔ وہ میں نے آگ میں جلایا اور تمام سازشی ہاتھ باندھے سامنے آ کر کھڑے ہو گئے۔ میں نے انہیں گرفتار کر لیا۔ بس اتنی سی بات تھی۔ خواہ مخواہ آپ نے میری نیند حرام کی ——" عمران نے لمبا سانس لیا اور دوبارہ آنکھیں بند کر کے اونگھنے لگا۔

سب ممبران حیرت اور تعجب سے ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔ عمران کا جواب ان میں سے کسی کے پلے نہیں پڑا تھا۔ ان کے چہروں سے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ جیسے انہیں عمران کے پاگل پن میں کوئی شک نہ رہا ہو۔ صفدر اور کیپٹن شکیل بے حد ندامت محسوس کر رہے تھے۔

"عمران صاحب —— خدا کے لئے ہوش کیجئے۔ خواہ مخواہ اپنے آپ کو تماشا بنانے سے فائدہ ——" کیپٹن شکیل سے جب نہ رہا گیا تو وہ بول پڑا۔

"کہاں ہو رہا ہے تماشا —— میں بھی دیکھوں گا —— ٹکٹ کیا ہے۔ مگر یہاں فری پاس نہیں مل سکتے ——؟" آخری فقرہ عمران نے صفدر کے کان میں کہا۔

"مسٹر عمران —— حالات بے حد نازک ہیں۔ آپ مذاق چھوڑ دیجئے —— اور سنجیدگی سے ہمیں بتائیے —— کہ آپ نے کیسے اپنے ملک میں ہونے والی شورش پر قابو پایا ہے ——" صدر نے اس بار بے حد سنجیدگی سے کہا۔

اور عمران چونک کر سیدھا ہو گیا۔ اس نے ایک طائرانہ نظر ہال میں موجود

تمام افراد پر ڈالی۔ اور سب کے چہرے لٹکے ہوئے دیکھ کر مسکرا دیا۔ اب اس کے چہرے پر چھائی ہوئی حماقتوں کی تہہ کہیں غائب ہو چکی تھی۔ اور اس کے نیچے سے جو چہرہ نکلا تھا۔ وہ انتہائی سنجیدگی کا حامل تھا۔

ہال میں موجود تمام افراد عمران کی اس اچانک کایا پلٹ کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔ مگر صفدر اور کیپٹن شکیل خوش تھے۔ کہ عمران سنجیدہ ہو گیا ہے۔ اب اسے پاگل سمجھنے والے اپنے آپ کو احمق سمجھنے پر مجبور ہو جائیں گے۔

صاحب صدر اور معزز دوستو ——— سب سے پہلے تو میں آپ حضرات سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں۔ کہ جب آپ نے ان مجرموں کے خلاف کام کرنے کے لیے یہ ادارہ قائم کیا تھا۔ تو آپ نے ہم ایشیائی لوگوں کو کیوں نظر انداز کر دیا تھا؟ کیا آپ کا خیال یہ تھا کہ ہم اس قابل نہیں کہ مجرموں کے خلاف کام کر سکیں یا پھر ہم اس قابل نہیں کہ یورپ نسل کے اعلیٰ لوگوں کے درمیان بیٹھ سکیں۔؟ اور اگر ایسا تھا تو پھر اب ہماری ضرورت کیوں پڑ گئی؟ ———

عمران نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

اور اس کی اس بات کا ہال میں موجود یورپین ممبران پر گہرا اثر ہوا۔ ان کے سر ندامت سے جھک گئے۔ وہ اس وقت اپنی انتہائی سبکی محسوس کر رہے تھے۔

"ہم سے غلطی ہو گئی ہے مسٹر عمران ——— اور ہم نے اس اپنی غلطی کا خمیازہ بھگت لیا۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ جب حالات نازک ترین موڑ پر آپہنچے ہیں۔ تو ہمیں فراتی اختلافات بھلا کر مل جل کر دنیا کی بھلائی کے لیے کام کرنا چاہیئے!"

آخر چند لمحوں کی خاموشی کے بعد صدر نے ندامت آمیز لہجے میں جواب دیا۔

"چلیے چھوڑیئے اس ذکر کو۔ میرے ایک اور سوال کا جواب دیجئے ——— ای۔ ایس۔ پی نے اب تک کیا کارنامے انجام دیئے ہیں۔ میں ان کی تفصیل

سننا چاہتا ہوں ——— عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

اس وقت وہ پوری محفل پر چھایا ہوا تھا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے بچوں کی محفل میں کوئی بزرگ اور جہاندیدہ آدمی آ گیا ہو۔

"ای۔ ایس۔ پی نے جو کیا ہے چھوڑیئے۔ آپ اپنی بات کیجئے ———"

ایک یورپین ممبر نے جھلا کر عمران سے پوچھا۔

"تو پھر جو کچھ ہم نے کیا ہے اسے بھی چھوڑیئے ——— چلو صفدر اور شکیل ہمیں یہاں کوئی لڈو ملنے نہیں ——— کہ ہم امید لگائے بیٹھے ہیں ———" عمران نے کھڑے ہو کر کہا صفدر اور شکیل بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

"بیٹھئے بیٹھئے مسٹر عمران تشریف رکھیئے ——— ہمیں آپس میں نہیں لڑنا چاہیئے ہم سب کا مفاد ایک دوسرے سے وابستہ ہے ——— میں آپ کو بتاتا ہوں کہ آئی ایس ایس پی نے اب تک کیا کیا ہے ———" صدر مملکت نے اٹھ کر کہا۔ اور عمران کے دوبارہ بیٹھتے ہی صفدر اور شکیل بھی بیٹھ گئے۔

آئی۔ ایس۔ ایس۔ پی نے دو گروپ بنائے گئے۔ گروپ نمبر ۱ کے ذمہ یہ کام تھا کہ وہ اس کیس کے اصل مجرموں کی نشاندہی کرے۔ تاکہ اس کیس کی اصل وجوہات پر روشنی پڑ سکے۔ گروپ نمبر دو کے ذمہ یہ کام تھا کہ وہ اس طاقت یا دوسرے لفظوں میں مجرموں کا کھوج لگائے جو عالمگیر پیمانے پر اس تمام بدامنی و تباہی کے ذمہ دار ہیں۔

گروپ نمبر ۱ نے جو تحقیقات اب تک کی ہیں۔ اس کے تحت یہ معلوم ہوا ہے کہ یہ کیس اس طرح شروع ہوا کہ چار نوجوانوں نے جو بے حد ذہین، محقق اور [illegible] ذہن رکھتے تھے۔ ایک کتاب مرتب کرنے کا منصوبہ بنایا۔

اس کتاب میں ان کے پروگرام کے مطابق وہ تمام دنیا کے باغی سیاسی عناصر کے متعلق پوری تفصیل قلم بند کرنا چاہتے تھے۔ اپنے طور پر تحقیق کرنے کے باوجود جب

وہ مطمئن نہ ہوئے تو انہوں نے جدید ترین ملکوں کے ریکارڈ آفس سے ان تمام سرکاری فائلوں کی نقلیں کرنے کا پروگرام بنایا جن میں ان عناصر کے متعلق سرکاری رپورٹیں موجود تھیں ایک پرائیویٹ سائنسدان کی مدد سے وہ ایک جدید ترین قسم کا فوٹو آلہ تیار کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ اور اس کی مدد سے انہوں نے دنیا کے تقریباً ہر بڑے ملک کے ایسے کاغذات کی نقلیں اتار لیں۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ کاغذات کو مرتب کر کے کتاب کی صورت میں لاتے کسی نامعلوم پارٹی کو ان کاغذات کی سن گن مل گئی۔ چنانچہ یہ کاغذات اور ان کی ذاتی تحقیق کے کاغذات بھی ان سے چھین لیے گئے۔ چونکہ مجرموں کی وہ پارٹی انتہائی وسیع طاقت کی حامل تھی۔ لہٰذا انہیں ہر لمحہ اپنی جان کا خطرہ تھا۔ اس لیے انہوں نے چھپنے میں عافیت سمجھی۔ گروپ نمبر ایک میں موجود سیکرٹ ایجنٹوں نے انہیں ڈھونڈ نکالا اور وہ آلہ بھی قبضے میں کر لیا۔ مگر چونکہ انہوں نے کوئی جرم نہیں کیا تھا۔ اسلئے مجبوراً انہیں گرفتار کرنے کی بجائے ان کی نگرانی کی جا رہی ہے۔ جو ابھی تک جاری ہے گروپ نمبر ایک کا کام ختم ہو جاتا ہے۔

اب آئیے گروپ نمبر ۲ کی طرف۔

گروپ نمبر دو اس سلسلے میں قطعی ناکام رہا۔ اس گروپ کے ایک ممبر ڈاکٹر نے انجام سالم کو ایک اطلاع پہنچائی اور مسٹر سالم نے وہ مبہم سی اطلاع دیگر ممبران کو پہنچا دی۔

اس کے بعد مسٹر سالم اور ڈاکٹر دونوں غائب ہو گئے۔

چنانچہ باقی ممبران بھی کچھ نہ کر سکے اور اس طرح یہ گروپ اپنے مشن میں قطعی ناکام رہا۔ حالانکہ سب سے اہم اور بنیادی کام اسی گروپ نے کرنا تھا۔ ادھر ملکوں کے حالات روز بروز بگڑتے جا رہے ہیں۔ اس لیے مجبوراً تمام دنیا کی سیلکٹ سروسز کے نمائندوں کی یہ جنرل میٹنگ کال کی گئی تاکہ مل جل

کر اس مسئلہ کا کوئی حل نکالا جائے۔ مگر اس میٹنگ میں بھی میں دیکھ رہا ہوں کہ ہم سب بے دست و پا ہیں۔ ہمارے پاس کوئی ایسا کلیو نہیں جس کے تحت ہم آگے بڑھ سکیں ــــــ" صدر نے تفصیل سے بتایا اور پھر وہ کرسی پر بیٹھ گئے۔

"پہلی بات تو یہ ہے کہ اس موضوع پر کتاب لکھنا یا اس کے لیے مواد اکٹھا کرنا کوئی جرم نہیں ہے۔ اگر یہ جرم ہے بھی تو میں ان کے لیے [illegible] کی سفارش کرتا ہوں کہ انہوں نے یہ جرم کیوں نہیں کیا۔

کاش وہ جرم کرتے۔ تو یقیناً دنیا ان حالات سے دوچار نہ ہوتی۔ جن سے اب ہے کیونکہ کتاب شائع ہونے کے بعد تمام حکومتیں ان باغی سیاسی عناصر کی کارکردگی اور زاویہ نظر سے آگاہ ہو جاتیں۔ اور اس طرح وہ بخوبی ان کا قلع قمع کر سکیں۔ دوسرا یہ کہ پھر ان سیاسی عناصر کے لیے بھی حکومت کیخلاف کوئی قدم اٹھانا ان کی موت بن جاتی۔ تیسرا عوام بھی ان عناصر کے اصل کرتوتوں اور عزائم سے واقف ہو جاتے۔ اس لیے وہ ان کے بہکانے میں آ کر کبھی ملک میں بدامنی نہ پھیلاتے۔ یہ کتاب ان باغی سیاسی عناصر کے چہرے سے عوام دوستی اور حب الوطنی کا پردہ ہٹا کر عوام کو ان کے اصل چہرے دکھا دیتی۔

اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے یہ جرم نہ کر کے جرم کیا ہے۔ جس کی انہیں زیادہ سے زیادہ سزا ملنی چاہیے ــــــ"

"اب آئیے دوسری طرف آپ کا آئی ایس ایس پی ان مجرموں کا کھوج لگانے میں قطعی ناکام ہو چکا ہے۔ جو اس وقت ان سیاسی عناصر کی پشت پناہی کر رہے ہیں حالانکہ جرم وہ نہیں کر رہے۔ کیونکہ عوام کو ان کے حقوق کے لیے ابھارنا یا عوام کے مفاد کے لیے کام کرنا کوئی جرم نہیں ہے۔ مگر اس کے باوجود وہ مجرم ہیں اس لیے کہ وہ حکومت کے خلاف کام کر رہے ہیں۔ اور ہم چونکہ حکومت کے نمائندے ہیں۔

اس لئے ہم انہیں مجرم سمجھنے پر مجبور ہیں۔ دوسرے لفظوں میں آپ انہیں بے جرم مجرم کہہ سکتے ہیں۔ آپ نے پوچھا تھا کہ ہم نے اپنے ملک میں ہونے والی شورش پر کیسے قابو پایا۔ تو اس کی تفصیل بیان کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ بس میں اتنا آپ لوگوں کو بتا دیتا ہوں کہ کل صبح تک یہ بے جرم مجرم آپ کے سامنے ہوں گے۔ وہ سب اس وقت میری مٹھی میں ہیں ——" عمران نے بڑی سنجیدگی سے پوری تقریر کر ڈالی۔

اور ہال میں موجود تمام افراد بڑی حیرت سے عمران کی تقریر سن رہے تھے۔ اور واقعی صفدر کا خیال درست تھا۔ اس سے پہلے جنہوں نے عمران کو پاگل سمجھا تھا اب انہیں اپنی دماغی صحت پر شک ہو گیا تھا۔ مگر عمران کے آخری فقرے نے تو ہال میں کھلبلیاں پیدا کر دیا تھا۔ ایسا محسوس ہوتا تھا۔ جیسے ہال میں ایٹم بم آ گرا ہو۔ ہر شخص اس فقرے پر بُری طرح چونکا اور نہ صرف چونکا بلکہ اچھل پڑنے پر مجبور ہو گیا۔

"تو کیا آپ مجرموں کو جانتے ہیں ——" ایک ممبر نے بوکھلا کر عمران سے سوال کیا

"جی ہاں —— بس اتنا جانتا ہوں کہ وہ موجود ہیں۔ اس کے علاوہ مجھے ان کے متعلق کچھ معلوم نہیں ——" عمران نے جواب دیا اور تمام ممبران یوں منہ لٹکا کر بیٹھ گئے جیسے غباروں سے ہوا نکل گئی ہو۔

"تو پھر آپ اتنا بڑا دعویٰ کس بنا پر کر رہے ہیں۔ ——" صفدر نے سوال کیا۔ اس بار اس کا لہجہ بھی تلخ تھا۔ شاید اس نے یہ سوچا کہ عمران اب تک تمام لوگوں کو بے وقوف ہی بنا رہا ہے ——"

"بابا بندو شاہ کے تعویذ کی بنا پر ——" عمران نے جواب دیا اور ایک بار پھر آنکھیں بند کر کے اونگھنے لگا۔ اس کے چہرے پر حماقت کی پرچھائیوں نے دوبارہ ڈیرہ ڈال لیا تھا۔ وہ سنجیدہ عمران سجانے یکدم کہاں غائب ہو گیا تھا۔

تمام ہال میں تیز سرگوشیاں شروع ہو گئیں۔ ہر شخص اپنی اپنی رائے دے رہا تھا۔

"مسٹر عمران —— اگر آپ واقعی مجرموں کو جانتے ہیں تو ہمیں بتایئے ان کی گرفتاری کے لیے ہم سب مل کر کام کریں۔ تاکہ وہ جلد از جلد حراست میں آ سکیں۔ ——"

صفدر نے اس بار قدرے التجائیہ لہجے میں کہا۔ اور سب لوگ ایک بار پھر عمران کی طرف دیکھنے لگے۔ صفدر اور شکیل کے سینے فخر سے تن گئے تھے۔ کیونکہ عمران نے تمام ممبران پر اپنی اہمیت کا سکہ بٹھا دیا تھا۔

عمران نے آنکھیں کھولیں۔ اس الو کی طرح جسے اندھیرے سے لا کر اچانک تیز دھوپ میں بٹھا دیا گیا ہو۔ وہ آنکھیں موندے تمام افراد کو دیکھتا رہا۔ پھر کھڑا ہو گیا۔

"اچھا خدا حافظ دوستو —— پھر ملیں گے۔ اگر خدا لایا۔ اگر خدا نہ لایا تو صبر کر لینا۔ کیونکہ صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے۔ اور میٹھا پھل آج کل صرف سکرین کے انجکشن کا مرہون منت ہے۔"

عمران نے صفدر اور شکیل کو اٹھنے کا اشارہ کیا اور پھر وہ تینوں ہال کے دروازے کی طرف بڑھنے لگے

"مسٹر عمران ——" صفدر اور چند دیگر ممبران نے اسے پکارا

"خدا حافظ —— جب میں مجرموں کو پکڑ لوں گا آپ کو اطلاع دے دوں گا۔"

مادام ٹرفلائی شدید غصے اور اضطراب کے عالم میں کمرے میں ٹہل رہی تھی۔ اس کے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے۔ آنکھوں سے شعلے برس رہے تھے۔ اچانک دروازے پر ہلکی سی دستک کی آواز سنائی دی۔ مادام کے قدم رک گئے۔

"کم اِن" اس نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا اور دروازہ کھول کر ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔

"مادام ڈی سکس اور اس کے دو ساتھی آ گئے ہیں"۔ نوجوان نے سر جھکا کر بے حد مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"انہیں فوراً حاضر کرو ــــــ اور سنو ڈی ون نے میٹنگ کے متعلق کیا بتلایا ہے ــــــ" مادام نے سخت لہجے میں کہا۔

"مادام ڈی ون خود حاضر ہو رہے ہیں ــــــ" نوجوان نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے تم جاؤ اور ڈی سکس اور اس کے ساتھیوں کو بھیج دو"۔

مادام نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اب اس کی بے چینی قدرے کم ہو گئی تھی مگر آنکھیں ابھی تک شعلے برسا رہی تھیں۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور تین آدمی اندر داخل ہوئے۔ یہ تینوں یورپین تھے ان کے چہرے خوف سے زرد پڑے ہوئے تھے اور آنکھوں سے ندامت جھلک رہی تھی۔ وہ سر جھکائے کھڑے ہو گئے۔ مادام چند لمحوں تک بغور انہیں دیکھتی رہی پھر اچانک پھٹ پڑنے والے لہجے میں بولی۔

"ڈی سکس کیا جو رپورٹ تم نے ڈی ون کو دی ہے وہ صحیح ہے"۔

"یس مادام۔ مجھے افسوس ہے"۔ ڈی سکس نے ندامت سے بھرپور لہجے میں جواب دیا۔

"مگر یہ کیوں ہوا، کیسے ہوا، جبکہ تمام پلان مکمل تھا پھر اب سے پہلے تم لوگ باقی سب سے زیادہ کامیاب جا رہے تھے پھر یک دم کایا پلٹ کیوں ہو گئی"۔ مادام غصے کی شدت سے چیخ پڑی۔

"مادام اس ملک کی سیکرٹ سروس بہت تیز ہے ہم نے حتی الوسع کوشش کی کہ ہم سیکرٹ سروس کی نظروں پر نہ چڑھیں اور ہم اپنے مقصد میں کامیاب بھی رہے مگر فائنل پلان کے لیے جب ہم شہر سے دور ہیڈ کوارٹر میں خفیہ میٹنگ کر رہے تھے۔ سیکرٹ سروس نے ریڈ کر دیا۔ ہمارے تمام ساتھیوں کو وہیں گولیاں مار دی گئیں ہم تین بڑی مشکل سے جان بچا کر وہاں سے نکل سکے تمام سیاسی لیڈر بھی وہیں گرفتار کر لیے گئے اور پھر ان کے حلفیہ بیانات جب اخبارات میں چھپے تو ہمارا مشن فیل ہو گیا۔ اب الٹا عوام ان تمام سیاسی عناصر کے خلاف ہو گئے جو ہمارے لیے کام کر رہے تھے"۔ ڈی سکس نے مؤدبانہ مگر قدرے خوف زدہ لہجے میں جواب دیا۔

"ہونہہ تو اس کا مقصد یہ ہے کہ تم لوگ قطعی ناکام رہے ہو۔ تم نے وہاں کئی ایسی فاش غلطیاں بھی کیں کہ سیکرٹ سروس تم پر چڑھ دوڑی ورنہ دیگر ملکوں میں کیوں ایسا نہیں ہوا۔ کیا وہاں سیکرٹ سروس نہیں ہے یا وہ لوگ مٹی کے مادھو ہیں" مادام غصے سے چیخ اٹھی۔

"مم .... مادام ہمیں افسوس .... کہ ....." ڈی سکس نے انتہائی خوف کے عالم میں ہکلاتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ" مادام حلق کے بل چیخی۔ "میں تمہیں کتوں سے نچوا دوں گی میں تمہیں ایسی عبرتناک سزا دوں گی کہ تمہاری آنے والی نسلیں بھی غلطی کے مرتکب ہونے کا تصور بھی نہ کر سکیں" مادام بری طرح چیخ رہی تھی۔ شاید ہر طرف سے خوشخبریاں سنتے سنتے یہ بری خبر سن کر اس کا نروس بریک ڈاؤن ہو چکا تھا۔

اسی لمحے ایک دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ مادام اسے دیکھتے ہی خاموش ہو گئی۔ مگر اس کا چہرہ غصے سے لال بھبھوکا ہو رہا تھا۔ آنکھوں سے چنگاریاں برس رہی تھیں۔

"مادام تمام پارٹیوں کے سربراہ میٹنگ ہال میں پہنچ چکے ہیں پاکیشیا کے بارے یہ خبر ان تک بھی پہنچ چکی ہے وہ سب خود ڈی سکس سے وہاں کے حالات سننا چاہتے ہیں۔" نوجوان نے سرحد کا کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ڈی ون۔ تم ان کو وہیں لے چلو میں آ رہی ہوں۔ مگر دیکھو ان کو اس وقت تک ہال میں نہ لے جانا جب تک میں نہ پہنچ جاؤں ان کو میں سب کے سامنے سزا دوں گی" مادام نے نوجوان سے کہا اور ڈی ون کے اشارے سے ڈی سکس کو اپنے پیچھے آنے کے لیے کہتا ہوا واپس مڑ گیا۔

ڈی سکس اور اس کے دو ساتھی جواب تک خاموش کھڑے تھے۔ ڈی ون کے پیچھے چل دیئے۔ ڈی سکس کی چال میں لرزش تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ بے انتہا خوفزدہ ہو خوف سے اس کا تمام جسم کانپ رہا تھا۔ مگر اس کے دو ساتھی بڑے مطمئن انداز میں چل رہے تھے۔

ڈی ون نے انہیں ایک کمرے میں بٹھاتے ہوئے کہا "تم یہیں بیٹھو مادام جب ہال میں پہنچیں گی تو تمہیں بلا لیا جائے گا" اور خود کمرے سے باہر چلا گیا۔

اس کے باہر جاتے ہی ڈی سکس نے اپنے دونوں ساتھیوں کی طرف دیکھا۔ اور پھر تینوں اٹھ کھڑے ہوئے۔

"میرا خیال ہے اب مناسب وقت آ گیا" ڈی سکس نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ "بہتر ہے اب انتظار نہیں کرنا چاہیے" اس کے ایک ساتھی نے ہلکی آواز میں جواب دیا۔

"پھر سوچ کیا رہے ہو" ڈی سکس نے کہا اور وہ تینوں دروازے کی طرف بڑھے مگر اسی لمحے دروازہ کھلا اور ڈی ون اندر داخل ہوا۔

"چلو مادام تمہارا انتظار کر رہی ہیں" اس نے ڈی سکس سے کہا۔ وہ دونوں ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے۔

اور پھر خاموشی سے ڈی ون کے پیچھے چل دیئے اور مختلف راہداریوں سے گزر کر جب وہ ایک ہال میں پہنچے تو ٹھٹھک کر رک گئے۔ ہال میں اس وقت تقریباً آٹھ افراد موجود تھے جو ایک گول میز کے گرد بیٹھے تھے درمیان میں مادام گرفلائی بیٹھی تھی میز انواع و اقسام کے پھلوں اور مشروبات سے پر تھی ان کے اندر داخل ہوتے ہی تمام افراد چونک کر

ان کی طرف دیکھنے لگے۔

"یہ ہیں وہ بدبخت جو پاکیشیا میں ناکام ہوئے ہیں۔" مادام بٹر فلائی نے ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔ ابھی تک اس کا غصہ نہیں اترا تھا۔

"کیا ہوا مادام اگر ہم ایک ملک میں ناکام ہوئے ہیں۔ باقی تمام دنیا میں ہماری کامیابی کے ڈنکے بج رہے ہیں۔ تمام دنیا کی سیکرٹ سروسز انٹیلی جنس اور دیگر خفیہ محکمے ہمارا بال بھی بیکا نہیں کر سکے بس چند دنوں کی بات ہے اس کے بعد تمام دنیا عملاً ہماری عملداری میں ہوگی۔ پھر ایک چھوٹے سے ایشیائی ملک کی بھلا کیا حیثیت ہے۔ وہ ہمارا کیا بگاڑ سکے گا" ایک لمبے تڑنگے بھاری جسم والے آدمی نے گونجتی ہوئی آواز میں کہا۔

"بگ باس یہ تمہاری غلط فہمی ہے اور تمہیں اس غلط فہمی کی قیمت ادا کرنی ہوگی۔" ڈی سکس نے جواباً بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

اور بگ باس اس کی بات سنتے ہی اچھل گیا اس کا چہرہ یک دم زرد پڑ گیا تھا۔

"تت... تت... تم عمران..." اس نے قدرے ہکلاتے ہوئے ڈی سکس سے پوچھا باقی سب لوگ مادام سمیت بڑی حیرت سے بگ باس کی طرف دیکھ رہے تھے۔

"یس عالی پناہ خادم علی عمران حاضر خدمت ہے۔ فرمایئے" ڈی سکس جو در اصل عمران تھا نے جھک کر آداب بجا لاتے ہوئے کہا۔

"تم ڈی سکس نہیں تم کوئی اور ہو۔ کون ہو تم" اس دفعہ مادام کی اچھلنے کی باری تھی۔

"خاموش اپنی جگہ پر بیٹھے رہو ورنہ ایک ایک کو بھون کر رکھ دوں گا" اچانک عمران نے اپنے کوٹ کے اندر سے مشین گن نکالی اور اس کے ساتھ ہی اس کے دونوں ساتھیوں نے مشین گنیں نکال لی تھیں۔

"صفدر اور شکیل خبردار کوئی بھی حرکت کرے تو اسے بے دریغ بھون دینا" عمران نے چیخ کر اپنے دونوں ساتھیوں سے کہا [illegible] ہال میں [illegible] کی لہر دوڑ گئی۔

"مجھے افسوس ہے آپ لوگوں کے پلان ناکام ہو گئے اب آپ باری باری اپنا تعارف کروائیے مجھے تو یہ اچھی طرح علم ہے کہ آپ لوگوں کا تعلق کن سے ہے مگر سوائے چند لوگوں کے باقیوں کو نہیں جانتا ہوں اس لیے تعارف ضروری ہے۔" عمران نے مزاحیہ لہجے میں جواب دیا۔

"تمہیں کتنی رقم چاہیے نوجوان بولو۔ اور ہمارا پیچھا چھوڑ دو ——" اچانک مادام بول پڑی۔ اس نے اپنا سکرٹ رانوں سے اونچا اٹھا لیا تھا۔

"بس تم مسکرا دو تو میں شہید ہو جاؤں گا۔ البتہ اپنے ساتھیوں کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا "یہ کسی اور مٹی کے بنے ہوئے ہیں۔"

مگر اس سے قبل کہ مادام کوئی جواب دیتی اچانک روشن دان سے بیک وقت تین فائر ہوئے اور ان تینوں کے ہاتھوں سے مشین گنیں نکل گئیں جیسے ہی ان کے ہاتھوں سے مشین گنیں نکلیں مادام کے بھرپور قہقہے سے پورا ہال گونج اٹھا۔

"تم نے مادام بٹر فلائی کو کیا سمجھا تھا۔ مجھ پر ہاتھ اٹھانے والا آج تک زندہ بچ کر واپس نہیں گیا۔" اس نے نخوت سے بھرپور لہجے میں کہا۔ اس کے

ہاتھ میں ریوالور چمک رہا تھا۔"

"مادام یہ شخص دُنیا کا سب سے عیار اور خطرناک انسان ہے۔ آپ وقت ضائع کرنے کی بجائے اُسے فوراً گولی مار دیں۔" بگ باس نے مادام کو مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

خاموش رہو بگ باس اس حقیر آدمی کی کیا ہمت ہے کہ میرے لیے خطرناک ثابت ہو میں اسے گولی مارنے کی بجائے اس کی بوٹیاں کتوں سے نچواؤں گی۔" مادام نے سخت لہجے میں جواب دیا۔

عمران خاموش کھڑا تھا اوپر روشن دان سے تین ریوالوروں کی نالیاں ان کو روکے کھڑی تھیں اور سامنے مادام ریوالور لیے ڈائیلاگ بول رہی تھی مگر عمران کے چہرے پر اطمینان کے آثار جیسے منجمد ہو کر رہ گئے تھے۔ وہ یوں کھڑا تھا جیسے اس کے سامنے کوئی ڈرامہ ہو رہا ہو۔

مادام اگر آپ نہیں مارتیں تو میں مار دیتا ہوں۔ بگ باس نے فیصلہ کن لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے کوٹ کی جیب سے ریوالور نکال کر عمران پر تان دیا۔ اور دوسرے لمحے اس کی انگلی نے ٹریگر پر حرکت کی۔"

اوپر

ریوالور سے سُرخ شعلہ نکل کر عمران کی طرف لپکا۔"

بلیک زیرو تیزی سے آگے بڑھا اور رینگتا ہوا دروازے کے قریب پہنچ گیا جو نیم وا تھا۔ اس نے ادھر اُدھر دیکھا اور کسی کو اپنی طرف متوجہ نہ پا کر تیزی سے اندر گھس گیا یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس میں ایک میز کے قریب دو کرسیاں پڑی تھیں چند لمحوں تک دروازے کے قریب کھڑا ماحول کا جائزہ لیتا رہا یہ کچھ اتفاق ہی تھا کہ کمپاؤنڈ کی دیوار کودنے کے بعد اب تک وہ کسی کی نظروں میں نہیں آسکا تھا ورنہ اس نے دیکھا تھا کہ کمپاؤنڈ اور چھت پر جا بجا مسلح افراد موجود تھے اور عمارت کی حفاظت کے لیے اتنے اونچے پیمانے پر انتظام کیا گیا تھا کہ حیرت ہوتی تھی۔ مگر بلیک زیرو انہیں جل دے کر اندر پہنچ چکا تھا۔"

کمرے کا سامنے والا دروازہ کھلا تھا وہ تیزی سے اس دروازے کی طرف بڑھا مگر دوسرے لمحے ٹھٹھک کر رک گیا اس کمرے میں کوئی موجود تھا۔ اس نے آہستہ سے پردے کی سائیڈ سے اندر نظر ڈالی۔

سامنے الماری کی طرف منہ کیے نوجوان کھڑا تھا۔ شاید وہ الماری سے کوئی کاغذات نکال رہا تھا ابھی بلیک زیرو کچھ سوچ ہی رہا تھا کہ آیا وہ کمرے میں داخل ہو جائے یا نہیں کہ باہر سے آنے قدموں کی آواز دروازے کی طرف آتی سنائی دی۔ شاید کوئی آدمی اس کمرے کی طرف آ رہا تھا۔

بلیک زیرو نے ادھر اُدھر دیکھا فوری طور پر چھپنے کی کوئی جگہ نہیں تھی قدموں کی آواز اب بالکل نزدیک آگئی تھی آنے والا چند ہی لمحوں میں کمرے میں داخل ہونے والا تھا بلیک زیرو کے لیے اس کے سوا کوئی اور چارہ نہیں تھا کہ وہ تیزی سے نوجوان والے کمرے میں داخل ہو جائے چنانچہ اُس نے ایسا ہی کیا گو اس نے اپنی طرف سے بڑی احتیاط کی تھی مگر وہ اس بات کا کیا کرتا کہ جیسے ہی وہ اندر داخل ہوا اُسی لمحے وہ نوجوان کا غذ اٹھا کر مڑا اب بلیک زیرو اور نوجوان آمنے سامنے تھے۔ نوجوان کا منہ بلیک زیرو کو اپنے سامنے یوں اچانک دیکھ کر حیرت سے کھلا رہ گیا۔

بلیک زیرو کے ہاتھ میں مشین گن تھی جو اس نے نوجوان کی طرف سیدھی کر رکھی تھی۔

"اگر آواز نکلی تو یہیں ڈھیر کر دوں گا" بلیک زیرو نے سانپ کی طرح پھنکارتے ہوئے کہا۔ اس کے کان کمرے کے دوسری طرف لگے ہوئے تھے۔

اور پھر اُس نے دروازہ کھول کر کسی کو اندر آتے سُنا مگر اُسی لمحے اندر آنے والا واپس مڑ گیا شاید کمرہ خالی پا کر وہ واپس مڑ گیا تھا۔ ہو سکتا ہے کسی نے اندر گھستے دیکھ لیا ہو اور اپنا شک رفع کرنے آیا ہو۔ بہر حال جو کچھ بھی تھا۔ وہ آدمی کمرے میں داخل ہو کر واپس جا چکا تھا۔ بلیک زیرو اطمینان سے اس نوجوان کی طرف متوجہ ہو گیا۔ نوجوان اس اثنا میں حیرت کے

اس اچانک جھٹکے سے سنبھل چکا تھا۔

"تم کون ہو" اس نے سخت لہجے میں بلیک زیرو سے سوال کیا۔

مشین گن دیکھ رہے ہو۔ اس لیے تمہاری زندگی اس بات پر منحصر ہے کہ خاموشی سے جو میں پوچھوں اس کا جواب دو۔" بلیک زیرو کا لہجہ انتہائی تلخ تھا۔

نوجوان کی نظریں بلیک زیرو پر جمی ہوئی تھیں۔ وہ شاید بلیک زیرو کی بات کا اندازہ کر تا تھا کہ اس میں کہاں تک صداقت ہے۔

"تم کیا چاہتے ہو" نوجوان نے اس بار مطمئن انداز میں پوچھا۔

"مادام کہاں ہے" بلیک زیرو نے سوال کیا۔

"کون مادام میں کسی مادام کو نہیں جانتا" نوجوان نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے پھر تم چھٹی کرو" بلیک زیرو دو قدم آگے بڑھ گیا۔ اس کے لہجے میں موت کی سنجیدگی تھی پھر جو کچھ ہوا خلاف توقع ہی ہوا نوجوان کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور میز پر پڑا ہوا پیپر ویٹ بندوق سے نکلی ہوئی گولی کی طرح بلیک زیرو کے اس ہاتھ پر پڑا جس سے اس نے مشین گن سنبھالی ہوئی تھی اس اچانک ضرب سے اس کے ہاتھ سے مشین گن نکل کر نیچے جا پڑی اور اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا نوجوان نے درمیان میں پڑی ہوئی میز اس پر اُلٹ دی۔ بلیک زیرو پیچھے ہٹا اور نوجوان نے چیتے کی طرح اس پر چھلانگ لگادی۔ مگر یہاں وہ مار کھا گیا بلیک زیرو اب تک سنبھل چکا تھا۔ چنانچہ اس نے نوجوان کو لیتے اوپر روکا اور پھر سائیڈ میں اچھال دیا۔ نوجوان ہوا میں گھومتا ہوا کمرے کی دیوار سے جا ٹکرایا مگر دیوار سے ٹکراتے ہی اتنی تیزی سے واپس بلیک زیرو پر آ پڑا۔ جیسے دیوار میں اسپرنگ لگے ہوئے

ہوں۔ بلیک زیرو کو اس سے اتنی پھرتی کی توقع نہیں تھی۔ اس لیے اس بار بلیک زیرو کے قدم اکھڑ گئے اور وہ فرش پر گر پڑا۔ نوجوان اس کے اوپر تھا۔ بلیک زیرو نے تیزی سے کروٹ لی اور پھر نوجوان کی گردن اس کے مضبوط بازو کے حصار میں آگئی اور پھر وہ سیدھا کھڑا ہو گیا۔ نوجوان کی پشت اب بلیک زیرو کے سینے کی طرف تھی اور اس کی گردن اس کے بازوؤں میں۔

نوجوان نے تیزی سے اپنی کہنی بلیک زیرو کے پیٹ میں ماری مگر بلیک زیرو نے اپنے جسم کو رکوع جیسی حالت میں کر کے کراٹے کے اس خطرناک ترین داؤ سے اپنے آپ کو بچایا۔ اس نے ایک ہاتھ تو اس کی گردن کے گرد ہی رہنے دیا اور دوسرا اس کی کمر کے گرد لپیٹ لیا۔ اب نوجوان پوری طرح اس کے قابو میں تھا۔ اس نے اپنے اس بازو کو زور سے جھٹکا دیا جو نوجوان کی گردن کے گرد لپٹا ہوا تھا اور نوجوان کے حلق سے بے اختیار "اوغ" کی آواز نکلی۔ اس کا دم گھٹنے کے قریب تھا۔ بلیک زیرو اس کی گردن پر دباؤ بڑھاتا چلا گیا۔

"بتاؤ مادام کہاں ہیں۔" بلیک زیرو نے سرسراتی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"یہ یہ... یہیں ہے یہیں ہے" نوجوان کے حلق سے بڑی مشکل سے الفاظ نکل رہے تھے۔

"تم کون ہو؟" بلیک زیرو نے دوسرا سوال کیا۔

"ڈی ون۔" نوجوان کے حلق سے بڑی مشکل سے الفاظ نکلے۔ اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ آنکھیں پھٹنے کے قریب ہو گئی تھیں۔

"اوہ۔ مادام کے بعد تم ہی یہاں کے انچارج ہو۔" بلیک زیرو کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں" نوجوان نے جواب دیا اور بلیک زیرو نے دانت بھینچ کر ایک زوردار جھٹکا دیا۔ گردن کی ہڈی ٹوٹنے کی آواز کمرے میں گونجی اور نوجوان کا سر لٹک گیا۔ بلیک زیرو نے اسے فرش پر دھکیل دیا۔ وہ ختم ہو چکا تھا۔ بلیک زیرو نے تیزی سے ادھر ادھر دیکھا اور پھر لپک کر کمرے کا دروازہ بند کر دیا۔ دروازہ بند کر کے اس نے اپنے منہ سے نقاب اتار لیا۔ اور پھر جیب سے چھوٹا سا بکس نکالا اور بکس کھول کر اس میں رکھا ہوا آئینہ سامنے رکھ لیا۔ اب اس کے ہاتھ تیزی سے اپنے چہرے پر میک اپ کرنے میں مصروف ہو گئے۔ وہ بڑی پھرتی سے میک اپ کر رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد جب اس نے اپنا چہرہ آئینے میں دیکھا تو وہ بالکل ڈی ون سے ملتا جلتا تھا۔ اس نے بکس بند کر کے دوبارہ جیب میں ڈالا اور پھر ڈی ون کی لاش اٹھا کر وہ اس الماری کی طرف بڑھا جو ابھی تک کھلی ہوئی تھی۔ اس کے خانے کافی بڑے تھے۔ اس نے ایک خالی خانے میں ڈی ون کی لاش کو موڑ توڑ کر گھسیٹ کر بند کر دیا اور اس کے سامنے اور اوپر کاغذ ڈال دیئے اور ساتھ ہی الماری بند کر دی مگر الماری بند کرتے ہی اس کے ذہن میں خیال آیا۔ اس نے الماری دوبارہ کھولی اور اس میں موجود کاغذوں کو چیک کرنا شروع کر دیا اور پھر ایک فائل کھولتے ہی اس کی آنکھیں چمک اٹھیں اور جیسے جیسے وہ کاغذات پلٹتا گیا اس کی آنکھوں کی چمک بڑھتی گئی۔ اس نے تیزی سے کاغذات فائل سے نکالے اور پھر انہیں تہہ کر کے اوورکوٹ کی جیب میں ٹھونس لیے۔ الماری بند کر کے وہ واپس مڑا۔ اس نے ایک لمحے کے لیے کمرے کی حالت کا اندازہ لگایا اور پھر فرش پر پڑی ہوئی مشین گن اٹھا کر دروازے کی طرف بڑھا دروازے کی چٹخنی کھول کر وہ پہلے والے کمرے میں آیا اور وہاں سے

ہوتا ہوا وہ باہر کمپاؤنڈ میں آ گیا۔" اب وہ بڑے اطمینان سے چل رہا تھا۔ جیسے ہی وہ کمپاؤنڈ میں آیا۔ بائیں سائیڈ سے ایک آدمی تیزی سے اس کی طرف آیا۔

مادام نے ڈی سکس کو پیش کرنے کا حکم دیا ہے۔" اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں بلیک زیرو سے کہا۔

" مادام کہاں ہیں۔" بلیک زیرو نے کہا لہجہ بالکل ڈی ون والا تھا۔ "وہ میٹنگ ہال میں پہنچ گئی ہیں۔" اس آدمی نے جواب دیا۔

میٹنگ ہال کی حفاظت کا انتظام مکمل ہے کوئی کسر تو نہیں رہ گئی — ڈی ون نے اس سے سخت لہجہ میں سوال کیا۔

" نہیں جناب قطعی مکمل ہے۔ تین آدمی اور پر روشندانوں میں ریوالور لیے ہوئے بیٹھے ہیں۔" اس نے جواب دیا۔

" اچھا تم مادام کے پاس جاؤ اور ان سے کہہ دو کہ میں انتظامات چیک کر کے ابھی آ رہا ہوں۔" بلیک زیرو نے کہا۔

" تم " مگر مادام ناراض نہ ہو جائیں۔ اس آدمی کے لہجے میں خوف کی لرزش تھی۔

" نہیں تم جا کر میرا پیغام دے دو۔" ڈی ون نے سخت لہجے میں جواب دیا اور آدمی بغیر کوئی بات کیے واپس مڑ گیا۔

بلیک زیرو بھی اس کے پیچھے چل دیا۔ دراصل وہ اس کے پیچھے جا کر میٹنگ ہال دیکھنا چاہتا تھا۔ مختلف راہداریوں سے گزر کر وہ آدمی ایک دروازے کے سامنے جا کر رک گیا۔ اس نے پیچھے مڑ کر دیکھنے کی ضرورت ہی نہیں سمجھی تھی اس لیے وہ بلیک زیرو کو اپنے پیچھے آتا نہیں دیکھ سکا تھا اور

دروازے پر دستک دینے کے بعد اندر چلا گیا۔

بلیک زیرو سمجھ گیا کہ وہ دروازہ میٹنگ ہال کا ہے۔ اس طرف سے اطمینان کرنے کے بعد واپس مڑا اور پھر ایک راہداری میں آتے ہی جیسے ہی وہ ایک دروازے کے قریب پہنچا اسے اندر سے عمران کی آواز سنائی دی۔ وہ تیزی سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ عمران، صفدر اور کیپٹن شکیل سامنے کھڑے تھے۔ وہ شاید دروازے کی طرف ہی بڑھ رہے تھے۔

چلو مادام تمہارا انتظار کر رہی ہیں۔ اس نے مشین گن کا رخ ان کی طرف کرتے ہوئے کہا۔ ان تینوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور سر جھٹک کر چل دیئے۔ اندھیرے کی وجہ سے عمران شاید بلیک زیرو کا میک اپ چیک نہیں کر سکا تھا۔ وہ انہیں لیے ہوئے اس دروازے تک پہنچا اور پھر اس نے عمران کو دروازے پر دستک دینے کو کہا۔ عمران نے دستک دی اسی لمحے اندر سے آواز آئی۔

"کم ان"

" چلو اندر۔" بلیک زیرو نے کہا اور پھر وہ تینوں دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گئے، بلیک زیرو انہیں ہال میں داخل کر کے واپس مڑا اب وہ سیڑھیاں تلاش کر رہا تھا تاکہ اوپر جا کر ان تینوں آدمیوں کا انتظام کرے جو کسی بھی لمحے عمران وغیرہ کے لیے خطرناک ثابت ہو سکتے تھے۔ جلد ہی وہ سیڑھیاں تلاش کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

اسے اچھی طرح احساس تھا کہ وقت بہت کم رہ گیا ہے۔ عمران نے پروگرام کے مطابق جلد ہی اپنے آپ کو ظاہر کر دینا ہے وہ تین آدمی چند لمحوں کی فرصت پا کر انتہائی خطرناک ثابت ہو سکتے تھے۔ وہ تیزی سے سیڑھیاں

چڑھتا گیا۔ اور پھر اوپر کی منزل کی راہداری میں پہنچا تو اس نے تینوں آدمیوں کو روشندانوں کے ساتھ لگے بیٹھے دیکھا اس سے پہلے کہ وہ ان کے قریب پہنچتا ان تینوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور پھر تینوں نے بیک وقت فائر کر دیئے۔

بلیک زیرو اچھل کر آگے بڑھا اس نے ایک روشندان سے جھانک کر دیکھا۔ یہ دیکھ کر اس نے اطمینان کا سانس لیا کہ ان کی گولیوں نے صرف مشین گنوں کو نیچے گرایا تھا۔

بلیک زیرو نے دوسرے ہاتھ میں پکڑے ہوئے سائلنسر لگے ریوالور کا رخ ان تینوں کی طرف کیا۔ وہ تینوں چونکہ پوری طرح نیچے کمرے کی طرف متوجہ تھے۔ اس لئے وہ بلیک زیرو کو چیک نہ کر سکے

بلیک زیرو نے ریوالور کا ٹریگر دبا دیا۔ اور پھر مسلسل تین بار ٹھک ٹھک کی آوازیں ابھریں اور اس کے ساتھ ہی وہ تینوں جھٹکے سے پہلو کے بل راہداری میں گرتے چلے گئے۔ مشین گنیں بھی ان کے ساتھ ہی گر گئیں۔

بلیک زیرو نے دانستہ ان کی کھوپڑی تک [illegible] ماری تھی تاکہ ان کے حلق سے کوئی آواز پیدا نہ ہو سکے۔ اور وہ اپنے مقصد میں پوری طرح کامیاب رہا۔ وہ تینوں انتہائی خاموشی سے تڑپ کر ساکت ہو گئے تھے۔ ان کی کھوپڑیوں کے پرخچے اڑ گئے تھے۔

ان کی طرف سے مطمئن ہونے کے بعد بلیک زیرو نے ریوالور جیب میں ڈالا اور پھر مشین گن نکال کر وہ ایک روشندان [illegible] سے چپک گیا۔ دوسرے لمحے وہ چونک پڑا۔ کیونکہ اس نے [illegible] سرخ شعلہ عمران کی طرف لپکتے دیکھا۔

عمران بجلی کی سی تیزی سے ایک طرف ہٹ گیا [illegible]

اسی لمحے بلیک زیرو نے ماوزے کے ہاتھ [illegible] کو حرکت کرتے دیکھا تو اس نے مشین گن کا ٹریگر دبا دیا۔

دوسرے لمحے ماوزے کے ہاتھ سے خود کار ریوالور نکلتا چلا گیا [illegible] تب باس جو کہ عمران پر دوسرا فائر کرنے والا تھا چیختا ہوا اچھلا اور پھر [illegible] کے بل فرش پر ڈھیر ہو گیا [illegible] گن سے نکلنے [illegible]

گولیاں اسے چاٹ چکی تھیں۔

فائرنگ ہوتے اور بگ باس کے گرتے ہی ہال میں موجود باقی چھ افراد تیزی سے اچھلے اور انہوں نے بے اختیار بیرونی دروازے کی طرف بھاگنے کی کوشش کی۔ لیکن اسی لمحے عمران نے انتہائی پھرتی سے فرش پر پڑی ہوئی اپنی مشین گن اٹھائی اور پھر کمرے میں ریٹ ریٹ کا مہلک نغمہ گونج اٹھا۔ چند ہی لمحوں بعد کمرے میں مادام اکیلی کھڑی ہوئی تھی۔ باقی سب افراد گولیوں سے چھلنی ہو چکے تھے۔

"یہ کیا ہو گیا۔ یہ تو میرے آدمی تھے۔" مادام نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اتنے سارے تمہارے آدمی تھے۔ یعنی تمہارے شوہر تھے۔ حیرت ہے تم تو کتیا سے بھی بدتر ہو۔" عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اس کی مشین گن کا رخ ظاہر ہے مادام کی طرف تھا۔

"تم ــ تم ــ مجھے معاف کر دو۔ جتنی دولت چاہے لے لو۔" مادام نے انتہائی خوفزدہ لہجے میں جواب دیا۔

"صفدر اور شکیل ــ تم دونوں باہر والوں کی خبر لو" ــ عمران نے مادام کو جواب دینے کی بجائے چیخ کر اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور وہ دونوں سر ہلاتے ہوئے تیزی سے دروازے کی طرف لپکے۔

عمران نے جان بوجھ کر اپنی توجہ ان دونوں کی طرف ایک لمحے کے لئے کی تھی۔ اور اس کی توقع کے عین مطابق مادام نے اسی لمحے سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی۔ اس نے انتہائی تیزی سے اچھل کر عمران کے اس ہاتھ پر لات ماری جس میں اس نے مشین گن پکڑی ہوئی تھی۔ اور عمران کے

ہاتھوں سے مشین گن نکلتی چلی گئی۔

"ارے ــ یہ کیا ہوا ــ اب میں تمہیں کیسے سزا دوں گا" عمران نے بڑے حیرت بھرے لہجے میں مادام سے مخاطب ہو کر کہا جو لات مار کر اب لٹو کی طرح گھومتی ہوئی دوسرے حملے کے لئے پر تول رہی تھی۔ مادام کے چہرے پر فتحمندانہ سی مسکراہٹ رینگی اور دوسرے لمحے اس نے عمران پر چھلانگ لگا دی۔

اس نے اپنے جسم کو ہوا میں دائیں طرف جھکایا مگر عمران بڑے اطمینان سے اپنی جگہ کھڑا رہا۔ مادام نے اس کے پہلو میں بھرپور انداز میں لات مارنے کی کوشش کی۔ لیکن عمران نے عین موقع پر جھکائی دی اور دوسرے لمحے وہ نہ صرف مادام کے حملے سے بچ گیا۔ بلکہ اس کی دائیں ٹانگ پوری قوت سے مادام کی پشت پر پڑی اور مادام چیختی ہوئی سامنے کی دیوار سے جا ٹکرائی۔

"ہمارے بزرگ کہتے ہیں کہ عورتوں پر ہاتھ نہیں اٹھانا چاہیئے۔ اور میں اپنے بزرگوں کا سب سے بڑا تابعدار ہوں۔ اس لئے وعدہ کرتا ہوں کہ کم از کم تم پر ہاتھ نہیں اٹھانا چاہیئے۔" عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

مادام دیوار سے ٹکرا کر پلٹی اور پھر وہ توپ سے نکلنے والے گولے کی طرح اڑتی ہوئی عمران کی طرف آئی۔ وہ عمران کے سینے میں بھرپور ٹکر مارنا چاہتی تھی۔

مگر ظاہر ہے جب تک عمران نہ چاہے اس کے جسم کو کوئی انگلی نہیں لگا سکتا تھا۔ عمران برق رفتاری سے گھٹنوں کے بل فرش پر

گرا اور اس نے ایک ٹانگ کو دوسری طرف جھٹکا دیا تو مادام
اڑتی ہوئی پوری قوت سے مخالف دیوار سے جا ٹکرائی۔ اس کے
حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔

عمران ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

مادام اس بار جب اٹھی تو اس کے ہاتھ میں ریوالور چمک رہا تھا۔

"اب میں دیکھوں گی کہ تمہارے جسم میں کتنے سوراخ ہو سکتے ہیں"
مادام نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"ضرور دیکھو گی یا گن کھلی رہ گی"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور
مادام نے ٹریگر دبا دیا۔ عمران برق رفتاری سے ایک طرف ہٹا اور پھر
مادام پر تو جنون اور وحشت کا دورہ پڑ گیا۔ وہ مسلسل ٹریگر دباتی چلی
گئی۔ اور عمران بندر کے بچے کی طرح کمرے میں اچھل رہا تھا۔ جب
خالی ریوالور چلنے کی مخصوص آواز ابھری تو عمران رک گیا۔

"سوراخ گننے آسان ہیں مادام ——— بنانے مشکل ہوتے ہیں"
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور مادام نے جھلا کر ریوالور ہی
عمران پر کھینچ مارا۔ ظاہر ہے اس کے سوا وہ اور کیا کر سکتی تھی۔

"اب تیار ہو جاؤ مادام ——— تم نے بہت کوشش کر لی" یکلخت
عمران نے پتھر کی طرح سخت لہجے میں کہا اور پھر وہ تیزی سے آگے بڑھا
اور اس سے پہلے کہ مادام سنبھلتی۔ عمران اپنی جگہ سے کسی سپرنگ کی
طرح اچھلا اور دوسرے لمحے اس کی لات گھومتی ہوئی مادام کے پہلو پر
پڑی اور وہ چیختی ہوئی مخالف سمت میں گرنے لگی تھی کہ عمران کی
دوسری لات اس کے دوسرے پہلو پر پڑی اور مادام کے منہ سے

بے اختیار ایک چیخ نکل گئی اور وہ پشت کے بل فرش پر گر گئی۔
اسی لمحے عمران ہوا میں اچھلا اور پھر وہ دونوں پاؤں جوڑ
کر مادام کی پنڈلی پر گرا اور مادام کے منہ سے کربناک چیخ نکل گئی۔
پنڈلی کی ہڈی ٹوٹنے کی آواز صاف سنائی دی تھی۔

"تم عورت نہیں بلکہ عورت کے نام پر دھبہ ہو۔ پھر بھی میں تم پر
ہاتھ نہیں اٹھاؤں گا"
عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

دوسرے لمحے اس نے ایک لات مادام کی گردن پر رکھ کر
تیزی سے اپنے جسم کو موڑا اور مادام کا پورا جسم یوں پھڑکنے لگا۔
جیسے ذبح ہوتی ہوئی بھیڑ پھڑکتی ہے۔ وہ بری طرح ہاتھ پیر مار رہی
تھی۔ اس کا چہرہ یکلخت بگڑ گیا تھا۔

عمران اسے یوں دیکھ رہا تھا جیسے کسی عفریت کو مرتے دیکھ رہا
ہو۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور بلیک زیرو منہ پر نقاب لگائے اور
ہاتھ میں مشین گن اٹھائے اندر داخل ہوا۔

"تم نے مجرم کو مار دیا ——— اسے زندہ رہنا چاہیے تھا۔"
بلیک زیرو نے کرخت لہجے میں کہا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل
اس کے پیچھے اندر آئے تھے۔

"تو آپ شکر لیں زندہ ——— مجھ سے قسم اٹھوا لیں کہ میں نے
ہاتھ لگایا ہو"۔ عمران نے بڑے عاجزانہ انداز میں گھگھیاتے
ہوئے کہا۔

اتنی دیر میں مادام ختم ہو چکی تھی۔ عمران نے بڑھ کے نزد دار

گھماؤ سے مادام کی گردن توڑ ڈالی تھی۔

"مارنے کے لیے ہاتھ لگانا ضروری نہیں ہوتا" بلیک زیرو نے کرخت لہجے میں کہا۔

"مجھے معلوم ہے جناب ——— قاتل نگاہوں سے بھی مارا جاسکتا ہے" عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور بلیک زیرو کے پیچھے کھڑے ہوئے صفدر اور کیپٹن شکیل کے چہروں پر بے اختیار مسکراہٹ رینگ گئی۔

"اس کوٹھی کی مکمل تلاشی لے کر رپورٹ کرو" بلیک زیرو نے تیزی سے مڑ کر صفدر اور کیپٹن شکیل سے کہا

"یس سر" ان دونوں نے فوراً مودب ہوتے ہوئے کہا۔
اور بلیک زیرو تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

"آپ بھی کمال کے آدمی ہیں۔ باس سے بھی مذاق کرنے سے نہیں چوکتے" صفدر نے بلیک زیرو کے جاتے ہی ہنستے ہوئے کہا۔

"کمال کا نہیں۔ سلیمان جیسے باکمال کا آدمی ہوں" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ بھی دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔

"آپ کہاں جارہے ہیں۔ کوٹھی کی تلاشی نہیں لینی"
کیپٹن شکیل نے اسے دروازے کی طرف بڑھتے دیکھ کر پوچھا۔

"کیا کروں گا تلاشی لے کر ——— کوٹھی کا اصل سرمایہ تو تمہارے سامنے پڑا ہے۔ باقی تو چند عاشقوں کے خطوط ہوں گے وہ تم اپنے باس کو دے دینا ——— شاید اسے بھی کسی کو خط لکھنے کا طریقہ آجائے" ——— عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا

اور پھر صفدر اور کیپٹن شکیل کا مشترکہ قہقہہ سنے بغیر وہ تیزی سے دروازہ کراس کر کے باہر نکلتا چلا گیا۔

ختم شد

عمران سیریز میں ایک نیا شاہکار ناول

وائلڈ ٹائیگر

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

- ویسٹرن کارمن کا مایہ ناز سیکرٹ ایجنٹ وائلڈ ٹائیگر جو پاکیشیا کے مشہور سائنس دان سر داور کا مشن لے کر میدان میں اترا۔
- وائلڈ ٹائیگر جو پاکیشیائی سیکرٹ سروس کو احمقوں کے ٹولے سے زیادہ اہمیت دینے پر تیار ہی نہ ہوتا تھا۔
- وائلڈ ٹائیگر۔ جس نے عمران کو چیونٹی کی طرح چٹکی میں مسل دینے کا دعویٰ کیا۔
- وائلڈ ٹائیگر۔ جو سر داور کو اغوا کر لے آیا تھا اور عمران نے سر داور کو خود اپنے فلیٹ پر بلا کر وائلڈ ٹائیگر کے حوالے کر دیا۔ کیوں؟ کیا عمران وائلڈ ٹائیگر سے دہشت زدہ تھا۔
- سر داور۔ پاکیشیا کے معروف سائنسدان جن کے ہاتھ پیر باندھ کر انہیں سمندر میں دھکیل دیا گیا۔ اور عمران باوجود چاہنے کے انہیں نہ بچا سکا۔ کیوں؟
- وائلڈ ٹائیگر۔ جس سے مقابلے کا تصور ہی عمران کو مایوسی اور شکست سے دوچار کر دیتا تھا۔
- وائلڈ ٹائیگر۔ جس کے مقابلے میں آکر عمران کو زندگی میں پہلی بار شکست کا مزہ چکھنا پڑا۔

اعصاب شکن سسپنس سے بھرپور ایک منفرد کہانی

ناشران: یوسف برادرز پبلشرز بکسیلرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک منفرد انداز کی کہانی

مکمل ناول

شوٹنگ پاور

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

★ شطرنج میں دنیا کا بے مثال جینئس کھلاڑی ماسٹر کرافٹ عمران سے شطرنج میں شہ مات کرنے کا اعلان کرتا ہے اور عمران اسے چیلنج کرتا ہے۔ شطرنج میں مات کا چیلنج مقابلہ۔ ماسٹر کرافٹ کے مقابلہ عمران۔ حیرت انگیز مقابلہ۔

★ مقابلے کے ایسے ہنگامہ خیز جنہیں دیکھ کر سیکرٹ سروس والوں کی آنکھیں تک حیرت سے پھٹ گئیں۔

★ مجرم کا ایک ایسا انوکھا اور بے مثال منصوبہ کہ عمران اور ٹیم دیکھتے ہی رہ گئے اور جرم مکمل ہو گیا۔

★ جرم کا منصوبہ مکمل ہو گیا۔ مجرم کام کر گئے لیکن عمران اور سیکرٹ سروس والے تک یہ نہ سمجھ سکے یہ ہوا کیسے۔

★ کیا عمران کی بیٹھی ہوئی ٹیم اور اس کی چھٹی حس ان انوکھے منصوبے کے سامنے بے کار ہو کر رہ گئی؟

★ ایک ایسا جرم جو عمران کی ذہنی صلاحیتوں کے لئے بہت بڑا چیلنج ثابت ہوا۔ اس چیلنج کا نتیجہ کیا نکلا۔ حیرت انگیز یا حسرت انگیز۔

[illegible]

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران فریدی سیریز میں ایک دلچسپ اور ہنگامہ خیز ایڈونچر

مصنف

زگ زیگ مشن

مظہر کلیم ایم اے

- اسلامی ملک مراسک میں منعقد ہونے والی اسلامی ممالک کے وزرائے خارجہ کی کانفرنس کو سبوتاژ کرنے کے لئے دنیا کے خوفناک دہشت گرد گروپ کی خدمات حاصل کر لی گئیں۔
- کانفرنس ہال کو میزائلوں سے اڑانے اور وفود کو گولیوں سے چھلنی کر دینے کی خوفناک دھمکیاں۔
- اسلامی سیکیورٹی کونسل کا کرنل فریدی کانفرنس ہال کی حفاظت اور دہشت گرد گروپ کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے میدان میں کود پڑا۔
- علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس نے دہشت گرد گروپ کے ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنے اور اس کے سربراہ کی ہلاکت کا اعلان کر دیا۔
- ارن تعاک کے خوفناک جنگلوں میں واقع دہشت گرد گروپ کے ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنے کے لئے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی سرتوڑ کوششیں۔
- ارن تعاک کے خوفناک جنگلوں میں عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ساتھ دہشت گردوں کے انتہائی جان لیوا ایسے مقابلے جن کا ہر لمحہ قیامت کا لمحہ ثابت ہوا۔
- وہ لمحہ جب عمران اور اس کے ساتھی ارن تعاک کے جنگلوں میں دہشت گردوں کے گھیرے میں آ کر بے بس ہو گئے۔
- کیا عمران اور اس کے ساتھی دہشت گردوں کے سربراہ اور ان کے ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنے میں کامیاب ہو سکے یا خود بھی بھیانک موت کا شکار ہو گئے؟
- مراسک میں کانفرنس ہال کو تباہ کرنے کے لئے دہشت گردوں کی خوفناک سازشیں۔ ایسی سازشیں کہ کرنل فریدی اور اس کے ساتھی ان سازشوں کے مقابل بے بس ہو کر رہ گئے۔
- وہ لمحہ جب عمران، پاکیشیا سیکرٹ سروس، کرنل فریدی، اس کی زیرو فورس اور مراسک کی فوجی سیکورٹی سب دہشت گردوں کے مقابل آ گئے لیکن دہشت گرد اپنے خوفناک مقاصد میں کامیاب ہوتے چلے گئے۔ کیوں اور کیسے؟
- وہ لمحہ جب دہشت گرد اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے اور کرنل فریدی اور علی عمران دونوں اس خوفناک تباہی کو روکنے پر قادر نہ رہے۔
- آخری لمحات تک ہونے والی انتہائی اعصاب شکن اور جان لیوا جدوجہد کہ سانس لینا بھی دشوار ہو گیا۔